عورت اسلام کی نظر میں

مؤلف :
سید اکرام شاہ جیلانی
خطیبِ اعظم ناروے

عورت اسلام کی نظر میں

مُصنّف

مؤلف :

سیّد اکرام شاہ جیلانی
خطیبِ اعظم ناروے

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد
041-2626046

marfat.com

تزئین واہتمام

سیّد حمایت رسول قادری

جملہ حقوق بحق مصنف محفوظ ہیں

نام کتاب ---------- عورت اسلام کی نظر میں

مؤلف ---------- سیّد اکرام شاہ جیلانی (ناروے)

تعداد صفحات ---------- 256

اشاعت اوّل -------- مئی 2006ء

تعداد ---------- 1100

مطبع ---------- اشتیاق اے مشتاق پرنٹرز لاہور

ناشر ---------- مکتبہ نوریہ رضویہ فیصل آباد

قیمت ---------- -/100 روپے

ملنے کے پتے

نوریہ رضویہ پبلی کیشنز

11 گنج بخش روڈ، لاہور فون: 7313885

مکتبہ نوریہ رضویہ

گلبرگ اے فیصل آباد فون: 2626046

marfat.com

فہرست عنوانات

مقدمہ تعارف القرآن اور تفسیر کورس ۱

حقیقتِ قرآن ۱

تورات، قرآن اور محشر کا میدان ۲

عورت اور قرآن ہدایت کا جامع تصور ۳

آدابِ قرآن اور تعوذ ۴

تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی برکات ۶

مومن عورت کی صفات ۷

۱۔ متقی عورت ۷

۲۔ غیب کی حقیقتوں پر ایمان رکھنے والی عورت ۸

۳۔ نماز قائم کرنے والی عورت ۹

۴۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والی عورت ۹

۵۔ نبی آخر الزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کی کتابوں پر ایمان رکھنے والی عورت ۱۰

۶۔ آخرت کی منزل پر یقین رکھنے والی عورت ۱۱

بدنصیب عورت ۱۲

عورت اور قرآنی تعلیم کی ضرورت ۱۳

marfat.com

باب اوّل: عورت بحیثیتِ انسان ۱۴

عورت کی حقیقتِ تخلیق ۱۸

عورت رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں ۲۰

عورت۔ انسانیت کا بنیادی نصف ۲۱

عورت اللہ کی خاص نعمت ۲۲

عورت پرسکون زندگی کا ساتھی ۲۳

ساری انسانیت ایک مرد اور عورت کی اولاد ہے ۲۴

باب دوئم: عورت کا تاریخی مقام ۲۶

عورت سے نفرت کا احمقانہ عقیدہ ۲۷

بیٹی کو قتل کرنے کی رسم کا آغاز کیسے ہوا؟ ۲۹

تنگدستی کی وجہ سے قتل اولاد کی حرمت ۳۰

شرک کا مفہوم ۳۲

غربت کی وجہ سے بیٹیوں کا قتل ۳۴

فحاشی وزنا کی سخت ممانعت ۳۵

عورت کی تاریخی حیثیت مذاہبِ عالم کی نظر میں ۳۶

عورت قدیم بابل کی تہذیب میں ۳۸

عورت حمورابی قانون میں ۳۸

عورت قدیم یونان میں ۳۹

عورت کے متعلق مشہور یونانی فلاسفہ کے خیالات ۳۹

عورت روم کی تاریخ میں ۴۱

۵۔ عورت۔ فارس (قدیم ایران) کی تاریخ میں ۴۲

۶۔ عورت اہل چین کی تاریخ میں ۴۳

marfat.com

عائلی ومعاشرتی قانون کی حالت ۴۳
۷۔ عورت تاریخ جاپان میں ۴۵
عورت تاریخ یہود میں ۴۵
یہودی عقائد ۴۶
یہودیوں کے عائلی قوانین ۴۸
طلاق کا بیان اور تورات ۴۸
بیوہ عورت کا حال ۴۹
مذہبی پیشواؤں کا عورت سے سلوک ۴۹
عورت۔ تاریخ مصر میں ۵۰
قدیم مصر میں فیملی لاز کی حالت ۵۱
قانون وراثت کا حال ۵۲
عورت۔ ہندو مذہب کی تاریخ میں ۵۲
عورت روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے ۵۳
عورت ہندو مذہب کی کتب میں ۵۴
ہندو معاشرتی نظام اور عورت کی حیثیت ۵۵
ہندو مذہب اور آزادی وحقوق نسواں ۵۶
عورت کو زندہ جلانے کی رسم ۵۷
عورت۔ تاریخ عیسائیت میں ۵۹
خدا نے رہبانیت کی بدعت کو جائز رکھا مگر ۵۹
عورت۔ مذہبی کتب اور انجیل میں ۶۰
یورپ میں عورت کی حیثیت ۶۱
عورت پر کلیسا کا ظلم ۶۲

marfat.com

انجیل اور نکاح کا تصور ۶۳

عورت۔ عرب دور جاہلیت میں ۶۵

تاریخ عرب اور پیغمبر اسلام ﷺ کی انقلابی تبدیلیاں ۶۹

حقوقِ نسواں اور مذاہبِ عالم کا عملی جائزہ رپورٹ ۷۰

باب سوئم: عورت کا مذہبی مقام ۷۲

عورت کے مذہبی درجات ۷۳

عورت کے لئے اہم دینی ضابطے ۷۴

۱۶۔ صدقہ دینا ۷۶

۱۸۔ روزہ رکھنا ۷۷

۱۹۔ فحاشی وعریانی سے پرہیز کرنا ۷۷

۲۰۔ کثرتِ ذکرِ الٰہی کا شوق ومعمول ہونا ۷۷

اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کسی فیصلے کے بعد اپنی مرضی ختم کر دینا ۷۸

عورت اور مرد مذہب میں برابر ہیں ۷۹

اسلام اور عورت کے حقوق وفرائض ۸۰

آج مذاہب پر جمود اور معاشرے میں زوال کیوں؟ ۸۱

عورت کے مذہبی مقام کا خاکہ ۸۲

اسلام میں عورت کی حیثیت واختیار ۸۲

عورت کے حقوق کا وسیع تصور ۸۳

فرائض کا منفرد تصور ۸۴

اسلام میں عورت کا مقام ۸۴

انسانی احترام ۸۴

شخصی حقوق ۸۵

marfat.com

معاشرتی حقوق ۸۵
۱۰۔ عورتوں کی تعلیم وتربیت، فلاحی تنظیموں اور امامت کا حق ۸۶
شخصی آزادی واختیار ۸۶
شخصی فرائض ۸۶
معاشرتی فرائض ۸۷
باب چہارم: عورت کا خاندانی مقام ۸۷
اسلام میں تشکیل خاندان کے آداب ۸۸
پہلا ادب ۸۸
دوسرا ادب ۹۱
تیسرا ادب ۹۲
تشکیل خاندان کا چوتھا ادب ۹۳
اہل مغرب کی پریشان حالی کا شافی علاج ۹۴
پانچواں ادب اہل وعیال کی بہتر پرورش کا سلیقہ ۹۵
چھٹا ادب ۹۷
ساتواں ادب ۹۷
آٹھواں ادب ۹۸
نواں ادب ۱۰۰
دسواں ادب ۱۰۱
اولاد کی بروقت شادی۔ والدین کا اہم فرض ۱۰۱
اولاد کا گناہ والدین کے سرپر ۱۰۳
بیٹی کا گناہ بھی باپ کے سرپر ہوگا ۱۰۴
نوجوان کے لئے جوانی جنت بھی دوزخ بھی ۱۰۴

marfat.com

ہم جنس کا ہم جنس سے پردہ ۱۰۵
اولاد کا فرض۔ والدین کے حقوق ادا کرنا ۱۰۶
قرآن اور والدین کا مقام ۱۰۷
اسلام اور حقوق والدین کی اہمیت ۱۰۷
خاندان کی حقیقت ۱۰۸
۱۔ پہلا حق۔ والدین سے دلی محبت کرنا ۱۰۹
۲۔ دوسرا۔ ماں کا حق ۱۰۹
۳۔ والدین سے حسن سلوک کرنا ۱۱۰
۴۔ والدین کی خدمت کرنا ۱۱۰
۵۔ والدین کے حقوقِ زندگی پورے کرنا ۱۱۰
۶۔ والدین کا قرض ادا کرنا ۱۱۱
۷۔ والدین کی فرمانبرداری کرنا ۱۱۱
۸۔ والدین کے چہرے کی زیارت مقبول حج ہے ۱۱۲
۹۔ والدین کو راضی کرنا اللہ کو راضی کرنا ہے ۱۱۲
۱۰۔ والدین کی اجازت اور دعا لینا ۱۱۲
۱۱۔ والدین کے لئے ہمیشہ دعا کرنا ۱۱۳
۱۲۔ والدین کے ساتھ احسان کرنا ۱۱۳
۱۳۔ والدین کے رشتے داروں اور دوستوں سے صلہ رحمی کرنا ۱۱۴
۱۴۔ والدین فرمانبردار انسان کی جنت اور نافرمان کی دوزخ ہیں ۱۱۵
۱۵۔ والدین کا آخری حق۔ وفات کے بعد نیکی کرنا ۱۱۶
اسلامی شادی کے بنیادی اجزاء ۱۱۸
نکاح کی شرائط ۱۱۸

marfat.com

نکاح کے ارکان ۱۱۸
طریقہ نکاح ۱۱۹
۱۔ لڑکی اور لڑکے کا ایک دوسرے کو دیکھنا ۱۱۹
۲۔ منگنی کرنا ۱۱۹
۳۔ نکاح کرنا ۱۱۹
۴۔ لڑکی کی رخصتی ۱۱۹
۵۔ حق مہر کا تحفہ دینا ۱۲۰
۶۔ ولیمہ دینا ۱۲۰
۷۔ غریبوں میں خیرات کرنا ۱۲۰
تصورِ نکاح اور جبری شادی ۱۲۱
شادی کی انسانی ضرورت ۱۲۳
اسلامی شادی میں والدین کا کردار ۱۲۳
شادی کا فطری اور غیر فطری تصور ۱۲۶
ایک مغربی مفکر، کلمۂ حق اور اسلامی تصورِ نکاح کی تصدیق ۱۲۷
مقالے کے اہم نکات اور اسلامی اصولوں کی تائید ۱۲۸
مغربی کلچر کی تباہ کاریوں کے ثبوت اور اسلام سے تہذیبی امور کی اپیل ۱۲۹
معاشرتی تضادات قوانین فطرت کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہیں ۱۳۰
فطرت کی نصیحت ۱۳۱
معاشرتی تضادات ۱۳۲
اسلام فطرت کے عین مطابق ہے ۱۳۳
اسلامی طریقہ نکاح اور پیار کی شادی کا تقابلی جائزہ ۱۳۴
اسلام میں حقوق اولاد کی اہمیت ۱۳۶

marfat.com

اولادیں بگڑنے کی وجہ ۱۳۶
حقوق اولاد ۱۳۷
اسلام میں حقوق اولاد کی اہمیت ۱۳۸
پیدائش سے پہلے حقوق ۱۳۸
مذہبی حقوق ۱۳۸
قانونی حقوق ۱۴۰
انسانی اخلاقی حقوق ۱۴۰
نئی نسل کی محرومی کے اسباب اور انسانیت کا مستقبل ۱۴۲
۱۔ نئی نسل سے عدم توجہ کا رجحان ۱۴۳
۲۔ بچوں کے جذبات واحساسات کا عدم تحفظ ۱۴۳
۳۔ بچوں کو مناسب عزت اور حیثیت نہ دینا ۱۴۴
۴۔ بچوں کی ملاقات کا مناسب وقت نہ دینا ۱۴۴
برٹش ریسرچ ۱۴۴
امریکن ریسرچ ۱۴۵
۵۔ بچوں کی اخلاقی تعلیم و تربیت کا فقدان ۱۴۶
۶۔ والدین کے باہمی جھگڑوں سے بچوں میں احساس بیزاری ۱۴۷
۷۔ اولاد کے روشن مستقبل کو خاندانی مصنوعی وقار کی خاطر قربان کر دینا ۱۴۷
۸۔ والدین اور اولاد کی ذہنی سوچ اور معاشی رجحانات میں فرق ۱۴۸
۹۔ والدین اور اولاد کے مقصدِ زندگی میں فرق ۱۴۸
۱۰۔ دین ودنیا میں عدم توازن ۱۴۹
۱۱۔ اسلامی تہذیبی ورثہ کی نئی نسل کو منتقلی ۱۵۰
۱۲۔ حقوق اولاد میں عدل وتوازن قائم رکھنا ۱۵۱

marfat.com

۱۳۔ مسلم اقلیتوں سے نسلی اور مذہبی امتیاز ناانصافی ہے ۱۵۲
۱۴۔ اولاد کے اعلیٰ تعلیمی مستقبل کو خاندان کے معاشی مستقبل پر قربان کرنا.. ۱۵۳
۱۵۔ بچوں کے بچپنے کو برداشت کرنا اور بے جا شدت پسندی سے پرہیز کرنا
مسئلے کا حل ۱۵۴
والدین کے لئے مثالی کردار اور معیاری طرز زندگی اختیار کرنا اہم ہے ۱۵۵
۱۷۔ یورپی نئی نسل کو روشن مستقبل کے لئے چند عبرت آموز نصیحتیں ۱۵۶
۱۸۔ معاشرتی غلط فہمیاں اور نئی نسل کی پریشاں حالی ۱۵۶
والدین کی غلط فہمیاں ۱۵۷
نوجوان نسل کی غلط فہمیاں ۱۵۷
مغربی معاشرے کی غلط فہمیاں ۱۵۸
اسلام میں طلاق کا نظام ۱۵۸
خانگی امور میں اسلام کے انقلابی اصلاحی اقدام ۱۵۸
طلاق ایک ناپسندیدہ امر ہے مگر ۱۵۹
نکاح وطلاق ۱۵۹
باہمی قوتوں کا علاج ۱۶۰
طلاق اور طلاق کی حیثیت ۱۶۱
شرائط طلاق ۱۶۴
مسئلہ طلاق ثلاثہ ۱۶۵
رجعت ۱۶۸
حلالہ ۱۶۸
ایک دم تین طلاق مت دیں ۱۶۹
احادیث ۱۶۹

marfat.com

خلع کے معنی	۱۷۰
اسلام اور تعدد ازدواج	۱۷۵
یورپ کی ایک پروفیسر کا کھلا اعتراف	۱۷۸
حقوق زوجین	۱۸۰
مرد کا عورت پر حق	۱۸۰
عورت کا حق مرد پر	۱۸۱
شادی کی رسوم	۱۸۲
باب پنجم: عورت کا معاشرتی مقام	۱۸۳
عورت کے حقوق کا تحفظ	۱۸۴
مغربی عورت کو حقوق کیسے مل گئے؟	۱۸۴
معاشرتی پاکدامنی اور عصمت کی حفاظت	۱۸۵
عورت کی معاشرتی کفالت کا نظام	۱۸۶
عورت کی معاشرتی ذمہ داریوں کا دائرہ کار	۱۸۷
عورت اور ملازمت	۱۸۹
عورت کی بنیادی معاشرتی حیثیت اور جدید ریسرچ	۱۹۰
اسلامی پردہ۔عورت کی معاشرتی شناخت اور حفاظت کا ضامن	۱۹۲
اسلام کی معاشرتی عظمت کی دلیل	۱۹۳
بے پردگی انسانیت کی تذلیل ہے	۱۹۳
پردے کا اسلامی تصوّر	۱۹۴
آیاتِ پردہ کا شانِ نزول	۱۹۴
سترِ عورت اور حجاب کے تقاضے	۱۹۷
میاں بیوی کے لئے پردہ	۱۹۸

marfat.com

قرآن بائبل اور سر ڈھانپنا ۱۹۹
اسلامی پردے کی حکمتیں ۲۰۰
طہارت قلب ونظر قائم رکھنے کا اسلامی نسخہ ۲۰۰
اسلامی پردہ اور شخصی تربیت کی حکمتیں ۲۰۲
اسلامی پردہ اور معاشرتی امن واحترام کی حکمتیں ۲۰۴
اسلامی پردے کی عظمت اور چند نومسلم بہنوں کا اعتراف ۲۰۷
باب ششم: عورت کا سیاسی مقام ۲۰۹
گھر اور خاندان کی سیاست میں عورت کا کردار ۲۰۹
معاشرتی سیاست میں عورت کا کردار ۲۱۱
عورت کے سیاسی حقوق ۲۱۲
ووٹ اور رائے کا حق ۲۱۲
ملکی سیاسی ذمہ داری کا حق ۲۱۳
عورت کا سربراہ مملکت بننا ۲۱۴
عورت کی امامت ۲۱۵
باب ہفتم: عورت کا قانونی مقام ۲۱۶
ایک امریکی نومسلم خاتون کا اقرار ۲۱۶
پیغمبر اسلام ﷺ عورت اور بنی نوع انسان کے عظیم محسن اور سچے خیر خواہ ہیں ۲۱۷
عورت کے حقوق کا محافظ قانونی نظام ۲۱۸
اے اسلام تو عورتوں کا سب سے بڑا محسن ہے پروفیسر ثریا بتول ۲۱۹
عورت اور اسلامی قانون ۲۲۱
قانونی تحفظ ۲۲۱
عورت کے معاشرتی تحفظ کا اسلامی قانون ۲۲۲

marfat.com

عورت اسلامی قانون کی عدالت میں ۲۲۴

عورت اور اسلامی عدل کی بے مثال تاریخ ۲۲۶

عورت کی معاشی امداد کا قانون اور مدینے کی گلی کا واقعہ ۲۲۶

غریب عورت کے دعویٰ پر عباسی حکمران قاضی کی عدالت میں ۲۲۷

ایک غیر مسلم پنڈت کی بیٹی اسلام کی عدالت میں ۲۲۸

قانونی رخصتیں اور آسانیاں ۲۳۲

عورت پر اسلام کا احسانِ عظیم ۲۳۳

اسلامی قانون شریعت میں عورت کے لئے رخصتیں اور آسانیاں ۲۳۴

اسلام نے عورت کی فطری نزاکت اور جسمانی کمزوریوں سے اسے قانون شریعت میں بہت سی آسانیاں دے کر عورت پر احسان کا عملی ثبوت دیا ہے .. ۲۳۴

مذہبی رخصتیں ۲۳۴

فقہی رخصتیں ۲۳۴

معاشرتی رخصتیں ۲۳۵

خاندانی رخصتیں ۲۳۶

شخصی رخصتیں ۲۳۶

marfat.com

تعارف القرآن اور تفسیر کورس

حقیقتِ قرآن:

چھ ارب سے زائد انسانوں سے بھری ہوئی دنیا کی نصف سے زائد آبادی ایک خدا کے ہونے پر ایمان رکھتی ہے کہ اس خالق و مالک نے بڑی سہولت کے ساتھ نظام کائنات کو جاری فرمایا ہوا ہے اور ہزاروں لاکھوں اقسام کی مخلوق کی پیدائش، رزق، افزائش نسل حسنِ انتظام حیات اور انجام حیات کا سارا نظام اس کی قدرتوں کا مظہر اور کامل صفات کا ثبوت فراہم کر رہا ہے یہ کارخانۂ تخلیق اس کے ایک حرفِ ''کن'' کہنے سے اپنی تمام تر رنگ و خوبیوں اور حسن و جمال کی تمام تر رعنائیوں کے ساتھ وجود میں آ گیا ہے ذرا اس نکتہ میں مزید غور کریں تو یہ حقیقت بھی اچھی طرح منکشف ہو جائے گی کہ اگر اس خالق و مالک رب کائنات کے ایک حرف کن سے ایک پورا نظام معرض وجود میں آ سکتا ہے تو ذرا سوچیں کہ اس کی زبان تو ارت سے ادا کیے ہوئے پورے قرآن کے لاکھوں حروف اور الفاظ کے پس پردہ کتنے کتنے عظیم جہان پوشیدہ ہوں گے کتنے قسم کے انوار و تجلیات کے خزانے جگمگا رہے ہوں گے۔ کیسے کیسے باغات محلات، شیریں چشمے اور مخلوقات پنہاں ہوں گے چنانچہ قرآن کی حقیقت کچھ اس طرح سمجھی جا سکتی ہے:

قرآن کریم کے ایک تو الفاظ ہیں، ایک معانی ہیں، جو الفاظ میں پوشیدہ ہیں۔ پھر ان معانی کی تہہ میں حقائق ہیں۔ حقائق کے تحت معارف ہیں، اور معارف میں کیفیات ہیں، جو قلوب پر طاری ہوتی ہیں۔ کتاب اللہ کے نزول کا مقصد محض الفاظ و معانی کی سمجھ بوجھ ہی نہیں تھا بلکہ اس کا مقصد ایسے قلوب و اذہان کی تربیت و تزکیہ بھی ہے، جو الفاظ و معانی کی تہہ

marfat.com

میں چھپے ہوئے حقائق ومعارف کے ادراک کے قابل بھی ہوں، اوران معارف کی کیفیات کامحل بھی بن سکیں۔

تورات، قرآن اور محشر کا میدان:

چنانچہ حدیث شریف میں ارشاد فرمایا گیا کہ میدانِ محشر میں جب اقوامِ عالم جمع ہو جائیں گی، تو اللہ تعالیٰ لوحِ محفوظ سے پوچھیں گے کہ وہ کتاب، تورات، کہاں ہے جو ہم نے تیرے اندر رکھی تھی؟ وہ عرض کرے گی کہ وہ تو جبریل علیہ السلام لے گئے تھے۔ جبریل علیہ السلام سے سوال ہوگا، لوحِ محفوظ سے تم تورات لائے تھے؟ وہ عرض کریں گے، جی ہاں لایا تھا۔

''پھر سوال ہوگا، اسے کہاں لے گئے؟ وہ کہیں گے ''تورات'' کو میں نے موسیٰ علیہ السلام کے قلب پر نازل کیا۔ موسیٰ علیہ السلام سے سوال ہوگا کہ جبریلؑ سے تم نے تورات سنی؟ وہ عرض کریں گے ''جی ہاں'' تورات سنی اس کے معنی سمجھے۔

اللہ تعالیٰ فرمائیں گے، پھر آپؑ نے کیا کیا؟ موسیٰ علیہ السلام عرض کریں گے میں نے وہ تورات اپنی امت کو پہنچادی حق تعالیٰ شانہ کا ارشاد ہوگا وہ ''تورات'' اب اپنی امت کو سنا کر دکھاؤ۔ آپؑ پوری تورات وہاں تلاوت فرمائیں گے۔ دنیا میں تورات کے الفاظ پڑھے اور سنائے گئے، اس کے معنی سمجھائے گئے۔ اور آج کی تلاوت نے الفاظ ومعانی میں پوشیدہ حقائق مجسم شکل میں سامنے کردیئے، جس سے معلوم ہوا وہ ایک عظیم الشان باغ ہے۔ اور اس سے قلب پر عجیب وغریب کیفیات طاری ہورہی ہیں۔ حیرت انگیز انکشافات ہو رہے ہیں۔ تو امتِ موسیٰ (علیہ السلام) کے لوگ کہیں گے یہ تورات تو ہم نے آج تک نہ دیکھی نہ سنی۔ ہم وہاں الفاظ ومعانی کی افہام وتفہیم میں الجھے رہے۔ یہ حقیقت کہ تورات کیا ہے آج ہم پر کھلی! پہلے یہ حقیقت ہمارے سامنے کبھی نہیں آئی۔ اسی طرح نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے ارشاد ہوگا کہ قرآن آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم تک پہنچا؟ تو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اس کا کیا کیا؟ حضور علیہ الصلوٰۃ والتسلیم فرمائیں گے ''جی ہاں'' قرآن مجھ تک پہنچا اور اسے میں نے اپنی امت کو تلاوت وتعلیم کے ذریعہ پہنچایا۔ ارشادِ ربانی ہوگا اب یہاں بھی اس کی تلاوت کیجئے۔

marfat.com

(تاکہ اقوام عالم کے سامنے قرآنی الفاظ ومعانی کی حقیقتیں، اپنی اصلی صورت میں ظاہر ہو جائیں اور سب دیکھ لیں کہ قرآن کریم نے کس طرح پورے عالم کا احاطہ کیا ہوا تھا)

حدیث شریف میں آتا ہے۔ تب حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے منبر بچھایا جائے گا۔ آپ ؐ منبر پر تشریف فرما ہو کر قرآن کریم کی اوّل سے آخر تک تلاوت فرمائیں گے۔ حضرت آدم ؑ سے لے کر حضور صلی اللہ علیہ وسلم تک کے، جن لوگوں کو قرآن نہیں پہنچایا حسرت ویاس سے کہیں گے۔ کاش دنیا میں ہم کو یہ کتاب ملی ہوتی یہ تو بہت ہی عجیب و غریب کتاب ہے اس کے اندر عجیب خزانے بھرے ہوئے ہیں۔ تو دنیا میں الفاظ قرآن تلاوت کرنے، اس کے معانی کو سمجھنے سے دل پر جو روحانی کیفیات واثرات طاری ہوتے تھے۔ حضور اکرم ﷺ کی آج کی تلاوت سے سب مجسم شکل میں آجائیں گے، اور معلوم ہوگا کہ قرآن تو اتنا بڑا اور عظیم الشان باغ ہے، جس نے پورے عالم اور کائنات کا احاطہ کر رکھا ہے۔ اور اس میں سدا بہار پھولوں اور رنگ برنگ سبزہ زاروں کی دنیا آباد ہے، جن کی مہک بے مثل ہے۔ اس حقیقت کو عیاں دیکھ کر تو خود صحابہ کرام رضوان اللہ تعالیٰ علیہم اجمعین حیران ہوں گے کہ قرآنِ حکیم کا یہ رخ تو ہم نے بھی نہیں دیکھا تھا۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت سے تلاوتِ قرآن کی کیفیات سے صحابہ کرام ؓ کے قلوب پر رہتے تھے، لیکن ان کیفیات کو آج جس شکل میں وہ مجسم دیکھ رہے ہیں، اس سے دنیا میں وہ واقف نہ ہو سکے تھے۔ جلوہ حق کی موجودگی کے ساتھ، تمام انبیاء وملائکہ اور تمام امتوں کے اجتماع میں جب قرآنی حقائق مجسم ہو کر سامنے آئیں گے تو حیرانگی کا عجیب عالم ہوگا۔ سارے لوگ گنگ ہوں گے۔ جن کو یہ نعمت نہیں ملی، ان کو حسرت ہوگی۔ اور جن کو یہ نعمت ملی، ان کو افسوس ہوگا کہ ہم کتنی بڑی نعمت سے بے خبر رہے۔ اور اس کو پسِ پشت ڈال کر کتنا بڑا خسارہ اور محرومیاں سمیٹتے رہے۔

عورت اور قرآن ہدایت کا جامع تصور:

قرآن حکیم پوری انسانیت کی ہدایت کے لئے ایک ایسی جامع اور مکمل کتاب ہے جو

marfat.com

دنیا سے مٹائی نہیں جاسکتی ہے اور اس کے بیان کردہ مضامین اور علوم انسان اور کائنات کے ہر شعبے میں راہنمائی کا فریضہ انجام دیتے ہیں اور یہ کتاب ھدی للناس، یعنی پوری انسانیت کے لئے بھی ہدایت دیتی ہے۔ خواہ وہ مومن ہو یا کافر، اور ھدی للمتقین یعنی اہل ایمان اور متقی لوگوں کے لئے بھی خاص ہدایت ہے خواہ وہ مرد ہو یا عورت۔ لہٰذا قرآنی ہدایت کے لئے پہلا اور بنیادی نکتہ یہ ہے کہ قرآن مومن، کافر اور منافق کے کردار کی بنیادی صفات بیان کر کے ان کے اعمال، نتائج اعمال اور جزاء وسزاء کو بیان کرتا ہے اور ہمیں خواہ کوئی پڑھنے والا مرد ہو یا عورت عمل کر کے اپنا کردار جیسا چاہیں بنانے کا اختیار دیتا ہے۔ تاکہ ہم نیکی اور برائی کا انجام خود پڑھ لیں اور پھر عمل کے ذمہ دار ہم خود ہوں گے قرآن حکیم کی ہدایت کا آغاز اسی جامع تصور سے ہی شروع ہو رہا ہے۔ سورہ فاتحہ قرآن کا مقدمہ ہے۔ جس میں ذکر اور حمد باری تعالیٰ اور صفات باری تعالیٰ سے آغاز کیا جا رہا ہے۔ پھر قیامت کے دن اور اس میں حساب لینے پر مکمل اختیار کا ذکر کیا جا رہا ہے پھر ہمیں اسی رب کے لئے تمام عبادات اور نیکیاں کرنے اور اسی کے ذرائع سے تمام امداد و تعاون طلب کرنے کی تعلیم دی جا رہی ہے۔ پھر انسانوں کو سیدھے راستے کی ہدایت طلب کرنے کا طریقہ سکھایا جا رہا ہے۔ سیدھا راستہ اس کے انعام یافتہ بندوں کی پیروی اور صحبت ہے اور گمراہی کے راستے سے بچنے کے لئے عذاب یافتہ لوگوں اور قوموں اور گمراہوں سے دور رہنے کی نصیحت کی جا رہی ہے۔

آدابِ قرآن اور تعوذ

قرآن مجید کلام الٰہی ہے جس کے واحد تصدیق کرنے والے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس عظیم، کامل اور سابقہ آسمانی کتابوں کی جامع آخری کتاب نازل کرنے کا وعدہ اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل سے فرمایا تھا جو نہ پانی سے دھو کر مٹائی جاسکے گی اور نہ پرانی ہوگی یعنی ہر دور کی ضروریات کے مطابق ہدایت دینے والی ہوگی اور بنی اسمٰعیلؑ میں ایک عظیم اور آخری رسول بھیجنے کا وعدہ فرمایا تھا لہٰذا جب قرآن نازل ہوا تو مدینہ طیبہ میں اترنے والی

marfat.com

پہلی سورۃ کے شروع میں یہ وہ عظیم کتاب ہے جس کا وعدہ کیا گیا تھا جس میں (علماً اور عملاً) کسی شک کی گنجائش نہیں ہے یہ فرما کر اشارہ فرما دیا گیا اور رسول اکرم ؐ کے متعلق قرآن نے گواہی دی کہ یہ وہی رسول اکرم ہیں جن کی آمد کی دعا حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام نے کی تھی جن کی آمد کی بشارت حضرت عیسیٰ نے دی اور آسمانوں پر زندہ اٹھائے گئے۔ یہ وہی رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہیں جن کے وسیلے سے تم کعبہ کے سامنے کھڑے ہو کر اور جنگوں میں مدد کے لئے اللہ سے دعائیں کرتے تھے اور تمہیں جن کی ایسی پہچان کرا دی گئی تھی، جیسے اپنے بچوں کو چہرے، لباس، گفتار، کردار، اخلاق، آنکھیں اور بالوں سے پہچان لیتے ہو لہٰذا اب اس عظیم آخری پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور اس مقدس آخری کتاب ہدایت کے آداب بجالاؤ۔ قرآن کا پہلا ادب یہ ہے کہ اسے بے وضو اور ناپاکی کی حالت میں ہاتھ نہ لگایا جائے۔ عورت کو مجبوری ہو تو غلاف یا دستانے پہن کر پکڑ سکتی ہے دوسرا یہ کہ اس کی تلاوت کے دوران اسے خاموشی اور توجہ سے سنا جائے اور تیسرا یہ کہ جب بھی اس کی تلاوت اور تعلیم شروع ہو جائے تو شروع کرنے سے پہلے شیطان کے شر اور وسوسوں سے محفوظ رہنے کے لئے اللہ تعالیٰ سے خصوصی پناہ کی درخواست کی جائے۔ اس پناہ کی التجاء کو عربی میں تعوذ پڑھنا کہتے ہیں، جس کا معنی یہ ہوتا ہے کہ اے اللہ کریم میں شیطان مردود کے ہر قسم کے شر اور وسوسہ اندازی سے تیری پناہ کی التجاء کرتا ہوں۔ اس کا مقصد اپنے نفس کے اندر موجود شیطان اور جنوں کے اندر رہنے والے شیطان کے شر سے اللہ کی پناہ مانگنا ہے اگر انسان کے ساتھ نفسانی اور دنیاوی خواہشات کی کشمکش میں اللہ تعالیٰ کی مدد اور خاص رحمت شامل حال نہ ہو تو انسان کا بچنا مشکل ہے لہٰذا تعوذ دل سے اٹھنے والی ایسی التجا ہے جو کمزور بندے کی اپنی عاجزی کا اعتراف اور عظیم قوتوں کے مالک رب کریم کی بزرگی کے اعتراف کا اظہار ہے نیز دوسری طرف شیطانی امور سے اعلان بیزاری اور شیطانی خطرات سے حفاظت کے لئے اللہ کریم کے مضبوط قلعے میں پناہ کی درخواست ہے اور تلاوت قرآن سے پہلے تعوذ اور اللہ کی پناہ مانگنے کا خصوصی حکم اس لیے دیا گیا ہے کہ انسان اسی قرآن سے ہدایت بھی پا سکتا ہے اور

marfat.com

کسی شیطانی سوچ کی وجہ سے انہیں قرآنی آیات کو پڑھ کر گمراہ بھی ہو سکتا ہے۔ لہٰذا خلوص نیت سے دعا کے ساتھ انسان کو درخواست کرنی چاہیئے کہ اے میرے کریم رب اس تلاوت وتعلیم قرآن میں شیطانی خیالات سے بچا کر رحمانی الہامات اور قرآنی حقائق واسرار سے ہمیں ہدایت عطا فرما۔ اس لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن حکیم میں تلاوتِ قرآن سے پہلے شیطانی اور گمراہ کن خیالات سے بچنے کا حکم یوں ارشاد فرمایا:

فَإِذَا قَرَأْتَ الْقُرْاٰنَ فَاسْتَعِذْ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ۔

سورۃ النحل (١٦۔٩٨)

پس جب بھی آپ قرآن پڑھنے لگیں تو شیطان مردود کے شر سے اللہ تعالیٰ کی پناہ مانگ لیا کریں۔

تسمیہ اور سورۃ فاتحہ کی برکات:

تسمیہ کا معنی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا ہے یہ قرآن حکیم کی ایک آیت ہے لیکن کسی سورۃ کے آغاز میں باقاعدہ جز نہیں ہے۔ مگر ہر سورۃ، ہر نیک کام اور ہر اچھائی کی ابتداء بسم اللہ شریف سے کرنا مستحب ہے لہٰذا حدیث مبارکہ میں آیا ہے کہ اگر کوئی اچھا کام کرنے لگیں اور بسم اللہ نہ پڑھیں تو وہ اللہ کی بارگاہ میں مقبول نہیں ہوگا بلکہ رد کر دیا جائے گا۔ اسی طرح سورۃ فاتحہ کو فاتحہ اسی لئے کہتے ہیں کہ یہ پورے قرآن کی برکات اور ہدایات کا دروازہ ہے۔ اس کی کثرت سے تلاوت کرنے سے دل پر اللہ کی رحمت اور علم وحکمت کے دروازے کھلنے لگتے ہیں۔ اس میں اللہ کی معرفت، ذکرِ الٰہی، شکرِ الٰہی، امید رحمت الٰہی، خوفِ الٰہی، اخلاص دعا اور اتباعِ کاملین پر انعام الٰہی کے دروازے کھلتے ہیں پھر سورۃ فاتحہ جسمانی اور روحانی بیماریوں کے لئے شفا بھی ہے۔ اور یہ سورۃ قرآنِ حکیم کے اسرار اور معارف کی کنجی بھی ہے اس کی کثرت سے تلاوت ہر لحاظ سے مفید ہے۔ پھر اس کے بعد سورۃ بقرہ شروع ہو رہی ہے جس میں عورت اور مرد سب کے لئے جامع ہدایت کا مکمل تصور پیش کیا جا رہا ہے۔

ا۔ پہلی پانچ آیات میں مومنین کی صفات بیان کر کے ایسے کردار والوں کو متقی قرار دیا

marfat.com

اوران کی کامیابی اور فلاح ونجات کی بشارت دی گئی ہے کیونکہ متقی کا کردار کھلا اور صاف نظر آجاتا ہے۔خواہ وہ عورت ہو یا مرد اللہ کی نظر میں برابر ہیں۔

۲۔ پھر اگلی دو آیات میں کفار کی تعریف اور ان کے کردار کو بیان کیا گیا کیونکہ ان کی اسلام سے دشمنی کھلی اور صاف نظر آجاتی ہے۔

۳۔ پھر اگلی ۱۳ آیات میں منافقین کی صفات اور کردار کو کھول کھول کر خوب واضح کیا گیا ہے کیونکہ منافق اوپر سے مومن مگر اندر سے کفر کی بنیادی صفات (تکبر، حسد، غضب، شہوۃ) رکھتا ہے اور کافر کی طرح دل میں اسلام اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے بغض رکھتا ہے، نزولِ قرآن کا اصل مقصد انسانوں کو کامل ہدایت الٰہی پہنچانا ہے اور وہ آسمانی ہدایات تمام مردوں اور عورتوں کے لئے خاص ہدایت کا مکمل تصور ہے اب جو چاہئے اس ہدایت کے تصور کے مطابق اپنا کردار بہتر بنا سکتا ہے اور قرآنی تعلیمات کے مطابق عمل کر کے دنیا و آخرت میں کامیابی حاصل کر سکتا ہے خواہ وہ عورت ہے یا مرد یہ دعوت سب کے لئے برابر ہے۔

مومن عورت کی صفات:

سورۃ بقرۃ کے آغاز میں مومن، کافر اور منافق کی صفات اور کردار کا نقشہ بیان کیا جارہا ہے۔ جو مرد اور عورت سب کے لئے برابر ہے۔ اور جو عورت اپنے اندر یہ صفات پیدا کر لے تو وہ اللہ اس کے رسول مکرم اور قرآن کی نظر میں مومن ہوگی۔ اس کی صفات سورۃ بقرہ کی روشنی میں مندرجہ ذیل ہیں۔

ا۔ متقی عورت:

اسلام کی حقیقی روح، تقویٰ کو عملاً اختیار کرنے سے حاصل ہوتی ہے ورنہ فاسق وفاجر اور غیر انسانی اخلاق والی عورت نہ قرآن سے اور نہ ہی اسلام کی جملہ عبادات سے ہدایت اور سکون حاصل کر سکتی ہے جب تک اللہ سے سچی توبہ کر کے تقویٰ اختیار نہ کر لے گی۔ تقویٰ کا معنی پرہیزگاری ہے جس کا مفہوم یہ ہے کہ اپنے نفس کو ہر ایسی چیز سے محفوظ کرنا جس سے

marfat.com

انسان اور معاشرے کو نقصان کا اندیشہ ہو یعنی ہر گناہ اور نافرمانی سے بچنے کا نام تقویٰ ہے۔
لہٰذا اس تعریف کی روح سے متقی عورت صرف وہ ہوگی جو ہر ایسے کام سے پرہیز کرے جس سے اس عورت کو یا عورت کے کسی کام سے معاشرے کے کسی فرد کو نقصان یا تکلیف پہنچے یا کسی عورت کا کوئی ایسا کام جس سے کوئی دوسری عورت یا مرد اللہ کی راہ سے ہٹ کر نافرمانی اور گناہ کے کام میں ملوث ہو جائے ایسے تمام امور سے بچنے والی حقیقی معنوں میں متقی عورت ہوگی۔

۲۔ غیب کی حقیقتوں پر ایمان رکھنے والی عورت:

یہ مومن عورت کی دوسری صفت ہے۔ ایمان کسی عام نظریئے یا خیال کا نام نہیں ہے کہ کبھی اس نظریہ کو مانا اور کبھی بھلا دیا، بلکہ ایمان اس یقینِ محکم کا نام ہے جس کے بعد اس عقیدے کو عمل میں ڈھال کر ہمیشہ کے لئے اپنا لیا جائے اور اس میں شک کا ذرہ بھی نہ پایا جائے اور ان حقیقتوں کو بھی فقط نبی مکرم ﷺ کے خبر دینے پر بے چون چرا مان لیا جائے جس کو ظاہری حواس دیکھنے اور محسوس کرنے سے اور عقل سمجھنے سے قاصر ہو۔ مثلاً وحی، فرشتے، قیامت، جنت، دوزخ، عالم برزخ اور خود ذاتِ باری تعالیٰ۔ ان حقیقتوں کے ساتھ یہ عقیدہ رکھے کہ غیب کی خبریں بتانے والے پیارے رسول ﷺ سچے ہیں جس طرح ان کی بتائی ہوئی تمام غیب کی خبروں اور ان کے بتائے ہوئے قرآن کو سچا اور برحق اور کامل مانتی ہے اسی طرح نبی کریم ﷺ کو بھی سچا اور برحق مانے۔ طبرانی کی ایک روایت میں حضرت ابن عباس ؓ سے مروی ہے کہ ایک سفر میں صبح نماز فجر کے وقت وضو کے لئے پانی نہ تھا۔ آنحضرت رسول اکرم ﷺ نے تلاش کروایا تو ایک ہمراہی ساتھی کے پاس صرف ایک آب خورہ (پیالہ) پانی کا نکلا آپ ﷺ نے اس میں اپنی انگلیاں مبارک ڈال دیں تو وہ آب خورہ فوارے کی طرح جوش مار کر بہنے لگا۔ حضرت بلال حبشی ؓ کو حکم دیا کہ آپ اعلان کر دو کہ سب آ کر وضو کر لیں۔ سینکڑوں صحابہ نے وضو کیا اور خوب پیٹ بھر کر پانی پیا جب نماز سے فارغ ہوئے تو حضور نبی اکرم ﷺ نے پوچھا کہ تمام مخلوقات میں سے کس کا ایمان عجیب تر ہے؟ صحابہ کرام نے کہا کہ ملائکہ یعنی فرشتوں کا۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ ان کے

marfat.com

ایمان میں کیا تعجب ہے وہ بارگاہِ الٰہی میں حاضر ہیں اس کے احکام کی تعمیل کرتے ہیں وہ کیوں نہ ایمان لاتے۔ صحابہ کرامؓ نے پھر عرض کیا کہ آپ ؐ کے صحابہؓ کا ایمان۔ آپ ﷺ نے فرمایا کہ میرے صحابہ سینکڑوں معجزات دیکھتے ہیں ان کے ایمان میں کیا تعجب ہے (ہاں) عجب ان کا ایمان ہوگا جو میرے بعد پیدا ہوں گے اور سیاہ کاغذ دیکھ کر مجھ پر صدقِ دل سے ایمان لائیں گے۔ (او کما قال)

۳۔ نماز قائم کرنے والی عورت:

نماز کی تارک مسلمان عورت مومن نہیں ہوسکتی لہٰذا نماز قائم کرنے کا معنی یہ ہے کہ وہ نماز کو تمام ظاہری شرائط اور باطنی حقوق اور یکسوئی کے ساتھ صحیح صحیح ادا کرنے والی ہو اور وہ ہمیشہ یادِ الٰہی کی کیفیت میں رہنے والی ہو کہ کسی بھی معاملے میں خواہ وہ گھر میں ہو۔ تعلیم و سکول میں مصروف ہو ملازمت یا شہر میں کسی کام پر ہو مگر اسے خدا نہ بھول جائے اس کی یاد اور بندگی اس کے دل میں قائم ہو جو اسے ہر قدم پر اندر اور باہر تنہائی میں یا معاشرے میں ہر قسم کی برائی اور برے کام سے بچا کر رکھے گی اگر اسے خدا یاد نہیں ہوگا تو اس کی دنیاوی خواہشات اسے ضرور برائی اور بے حیائی کی طرف کھینچ کر لے جائیں گی لہٰذا وہ مومن عورت اس وقت ہوگی جب یادِ الٰہی اسے ہر وقت برائی کی طرف جانے سے روک کر رکھے گی۔ جو عورت برائی اور بے حیائی سے خود بھی بچے اور معاشرے کو بھی بچا کر رکھے وہ صحیح معنوں میں مومن عورت ہوگی۔

۴۔ اللہ کی راہ میں خرچ کرنے والی عورت:

بخیلی اور کنجوسی ایمان کی ضد ہے اور سخاوت ایمان کی صفت ہے قرآن حکیم میں رزق کا معنی بڑا وسیع ہے۔ اس میں ہر قسم کی ظاہری و مادی نعمتیں اور مال و اولاد بھی آجاتی ہے اور باطنی اور روحانی قوتیں اور استعداد بھی شامل ہے لہٰذا اپنے مال و دولت، اولاد اور وقت کے ذریعے کسی کی مدد اور اس کے کام میں تعاون کرنا اور خداداد علم و حکمت، عقل و صحت، مفید مشورہ یا ہنر سکھانا یا باطنی و روحانی فیض اور ہدایت دینا یہ سب کچھ اس رزق الٰہی کے تحت آتا

marfat.com

ہے لہٰذا ''ممارزقناھم'' سے ایک بات یہ معلوم ہو رہی ہے کہ یہ سب کچھ خدا کا دیا ہوا ہے انسان کے پاس امانت ہے اور ان تمام امانتوں کو کیسے کمایا، کس طریقے سے حاصل کیا اور کہاں خرچ کیا؟ اس کا بھی حساب ہوگا نیز ''مما'' اس میں سے خرچ کرو'' کہہ کر یہ بتا دیا کہ سارا کچھ خرچ کرنے کا حکم نہیں ہے بلکہ اپنی ضروریات کے بعد اہل وعیال کے حقوق پورے کرنا پھر والدین اور قریبی رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا پھر جن کو تم حاجت مند جانتے ہو ان پر خرچ کرنا اس طرح اپنی ذات کے علاوہ دوسروں پر خرچ کرنے کا ہمدردانہ جذبہ اور دریا کی طرح دل سخی رکھنا یہ مومن کی صفت اور علامت ہوتی ہے اور اللہ کی رضا اس میں ہے کہ مومن عورت یا مرد خرچ کرنے میں بخل نہ کرے بلکہ جو ان نعمتوں سے محروم ہیں ان میں تقسیم کرتا رہے دولت مند عورت اپنی دولت سے، علم والی اپنے علم و ہنر سے اور پرہیزگار عورت اپنے روحانی فیوضات اور برکات سے دوسروں کو مالا مال کرنے کی تڑپ اور عادت رکھتی ہو تو وہ مومن ہے۔

۵۔ نبی آخرالزماں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور سابقہ انبیاء علیہم السلام کی کتابوں پر ایمان رکھنے والی عورت:

مومن عورت کی ایک اہم صفت بیان کی جارہی ہے کہ وہ ایمان لائے اس پر جو کچھ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر اور جو آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پہلے گزرے ہوئے انبیاء پر کتابیں نازل ہوئیں تھیں ان پر بھی ایمان رکھنے والی ہو تب وہ مومن ہوگی اس میں ایمان کامل کی اہم علامت بیان ہو رہی ہے کہ تمام انبیاء اور ان پر نازل ہونے والی وحی اللہ کی طرف سے حق تھی اور جو کچھ نبی کی زبان وحی ترجمان سے صادر ہوتا ہے وہ حق ہوتا ہے لہٰذا وہ وحی جلی وظاہری یعنی قرآن ہو یا وحی خفی یا معنوی یعنی حدیث مبارکہ ہو سب حق ہے لہٰذا قرآن وحدیث دونوں کو حق ماننے، نیز جو کچھ حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوا اسے پہلے بیان کر کے اس طرف اشارہ کر دیا گیا ہے کہ اب قابل عمل اور وحی الٰہی کی آخری اور کامل صورت صرف وہ وحی اور کتاب ہے جو سیّد الانبیاء والمرسلین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پر نازل ہوئی ہے۔ اور آپ کی فضیلت ختم

marfat.com

نبوت ظاہر کرنے کے لئے انبیاء کرام کا ذکر کر کے بتا دیا کہ اگر کوئی آپ کے بعد سلسلہ وحی یا نبی آنا ہوتا تو اس کے ذکر کا مقام آپ ﷺ کے ذکر کے بعد ضرور کیا جاتا، مگر کیونکہ آپ کے بعد کوئی نبی ہے ہی نہیں۔ کیونکہ اب قیامت تک آپ کی نبوت جاری رہے گی اور آپ کی وحی بھی محفوظ رہے گی۔ آپ کا بتایا ہوا علم بھی رہے گا، آپ کا کیا ہوا عمل و اخلاق سیرت النبی ﷺ کی شکل میں بھی موجود رہے گا۔ آپ کا جسم اقدس اور روح مبارکہ بھی قیامت تک امت میں موجود اور نگران رہے گی۔ آپ ظاہری حیات کی طرح مدد بھی فرماتے رہیں گے۔ لہٰذا نئے نبی کی تب ضرورت ہوتی تھی جب کوئی چیز فیضانِ نبوت میں سے دستیاب نہ ہوتی ہو۔ وہ تو ہر وقت اور ہر قسم کی ظاہری اور باطنی ہدایات اور فیوضات کے ساتھ موجود ہیں۔ لہٰذا اب ان کو ہی آخری اور کامل ذریعہ ہدایت الٰہی سمجھ کر ماننے والے مومن ہوں گے اور کسی نئے نبی کی ضرورت ہی نہیں۔ ایسا ایمان و عقیدہ رکھنے والی عورت مومن ہے اور حضور نبی اکرم حضرت محمد ﷺ کے بعد کسی کو نبی ماننے والا مرد ہو یا عورت ہرگز مسلمان نہیں ہے۔

٦۔ آخرت کی منزل پر یقین رکھنے والی عورت:

آخرت پر صرف ایمان رکھنے کی بجائے اس پر یقین رکھنے کا ذکر کر کے ہمیں یہ سبق دیا جا رہا ہے کہ محض زبان سے قولی ایمان نہیں بلکہ اپنی عقل و شعور دل کے جذبات اور ہر ارادے اور نیت پہ طاری تمام کیفیتوں کے ساتھ یقین کامل کا مکمل اظہار کرنا جو مومن کی علامت بن جائے اور ایسا یقین آخرت پر رکھتا ہو کہ اس کی تیاری کی ایسی فکر لگ جائے کہ انسان اس آخرت کے سفر ہر منزل کا حال اور نقشہ اپنی آنکھوں کے سامنے ہر وقت ایسے رکھے کہ نہ تو اس کے خلاف کچھ سوچ پیدا ہو اور نہ بدعملی کی طرف قدم اٹھانے کو دل ہی کرے اور پوری زندگی سے شک اور تضاد ختم ہو کر قول و عمل میں پختہ اتحاد اور یکسانیت پیدا ہو جائے اور فرد اور معاشرے میں اس مومن عورت یا مرد کی وجہ سے امن اور خیر ہی پیدا ہو، فتنہ اور شر کا ماحول پیدا ہی نہ ہو۔ نیز موت جو کہ آخرت کے سفر کی پہلی منزل اور قبر جزاء و سزا کا آغاز عالم برزخ، حشر و نشر اور یوم حساب، جنت و جہنم پر عملی طور پر یقین رکھے جس کی نشانی یہ ہو کہ

marfat.com

وہ اس کے لئے تیاری میں مصروف ہو جائے جیسے ماں کے پیٹ میں زمانہ حمل میں بھی انسان زندہ ہوتا ہے اور نو ماہ بعد اس دنیا میں آتا ہے اسی طرح قبر کی زندگی میں بھی انسان مرنے کے بعد زندہ کیا جاتا ہے اور حساب و کتاب قبر کا سلسلہ شروع ہوتا ہے پھر وہ قیامت کو اٹھ کھڑا ہوگا۔ جس مومن عورت کے ایمان میں ایسی شان عملاً پائی جائے گی اس کے لئے بشارت دی جا رہی ہے کہ وہی ہدایت یافتہ عورت ہوگی اور زندگی کے ہر قدم پر اور آخرت کی ہر منزل پر وہی فلاح پانے والی ہوگی۔

بدنصیب عورت:

ہر مومن عورت اور مرد کے لئے کامل ہدایت کا عملی نمونہ بیان کرنے کے بعد اب جبکہ حضور نبی اکرم ﷺ نے حق و باطل کا فرق کھول کر اچھی طرح واضح کر کے علماً اور عملاً بیان کر دیا اور اس کی تبلیغ کا مکمل نظام اور حق ادا کر دیا اپنے علمی اور عملی، سائنسی و روحانی ہر طرح کے معجزات اور دلائل سے ہر غلط فہمی کا ذرہ تک باقی نہیں چھوڑا پھر بھی کوئی عورت حق سے اور ایمان کو مکمل اختیار کرنے سے ظاہری یا باطنی کسی لحاظ سے منہ موڑے تو وہ دنیا میں بدنصیب عورت ہوگی جو محض حسد، تکبر، غصہ و جہالت اور نفسانی خواہشات کے پیچھے اندھی ہو کر کفر کے راستے پر دوڑتی پھرے تو یہ اس کا اپنا قصور ہے جبر و قدر کا مسئلہ نہیں ہے۔ کسی نے جبر سے اسے نہیں روکا ہوا کہ وہ اچھائی کا راستہ اختیار نہ کرے بلکہ اس نے حق و باطل کو سمجھتے ہوئے جان بوجھ کر اپنی مرضی سے برائی کا راستہ چن لیا ہو تو اس پر اب کوئی تبلیغ اثر نہیں کرے گی جب تک اندر سے شرمندہ ہو کر وہ اچھائی کی طرف نہیں آ جاتی۔ ایمان کی بیان کردہ ان بنیادی شرائط اور اصولوں پر عمل کرنے سے انسان کی صلاحیتوں پر نکھار آ جاتا ہے اور روحانی قوتیں نشو و نما پاتی ہیں، مگر ان ایمانی اصولوں کی مسلسل خلاف ورزی سے انسان کی تمام روحانی قوتیں ناکارہ ہوتی جاتی ہیں دل کا شیشہ رفتہ رفتہ زنگ آلود ہو کر سیاہ ہو جاتا ہے اور حق اور باطل میں تمیز کرنے کی صلاحیت خود بخود سلب ہو جاتی ہے، آنکھیں محض دیکھتی تو ہیں مگر عبرت اور سبق حاصل نہیں کرتیں، کان سنتے تو ہیں مگر نصیحت قبول نہیں کرتے دل سابقہ

marfat.com

قوموں اور موجودہ انسانوں کی موت کے واقعات دیکھتا تو ہے مگر دل نہیں ڈرتا بلکہ شک اور انکار کرنے لگتا ہے۔ لہٰذا جب کوئی اس کیفیت کو پہنچ جائے تو اس کیفیت کو کفر اور منافقت کا نام دیتے ہیں۔ مومن کی صفات کے بعد قرآن ان بدنصیبوں کی مختلف حالتیں اور صفات کا بیان کرتا ہے۔

عورت اور قرآنی تعلیم کی ضرورت:

نبی آخر الزماں حضرت محمد ﷺ اور آپ ﷺ کے خلفاء کا عہد مبارک انسانی تاریخ کا وہ سنہری دور ہے جس کو مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلموں نے بھی تاریخی اہمیت کے اعتبار سے تسلیم کیا ہے کہ وہ دور انسانی حقوق، قانون کی بالادستی، گورے کالے، امیر و غریب اور تمام نسلی ولسانی امتیازات کے احترام کے ساتھ انسانی اخوت کی بنیاد پر ایک ریاست میں پرامن طریقے سے اکٹھے رہنا اور عدل وانصاف کے مساوی حقوق کی عملی تصویر کا واحد مثالی دور تھا نیز انسانی تاریخ میں عورت کو پہلی مرتبہ صحیح انسانی مقام، حقیقی عملی آزادی، مساوی حقوق، مثالی قانونی اختیارات اور عورت کی نسوانی حالت کے موافق فرائض اور مناسب ذمہ داریوں پر مشتمل قابلِ اعتماد انسانی حیثیت عطا ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے عورت کے اس صحیح مقام، مثالی حقوق کے تحفظ اور عورت کے مناسب فرائض کے نظام کو آنے والی نسلوں کے لئے دائمی معیار اور قانونی حیثیت دینے کے لئے عورت کے مقام کو قرآنی ہدایت کا بنیادی حصہ قرار دے کر ہمیشہ کے لئے محفوظ بنا دیا اب جس طرح قیامت تک قرآن حکیم نہ بدلا جا سکتا ہے نہ مٹایا جا سکتا ہے اسی طرح عورت کا مقام بھی گرایا اور مٹایا نہیں جا سکتا اور عہد رسالت مآب ﷺ میں عورت کو جو مثالی اور معیاری حقوق عطا ہو چکے ہیں وہ کوئی عورت سے چھین نہیں سکتا اور نہ کوئی عورت کی عزت سے کھیل سکتا ہے جس کی حفاظت مسلمان حکمرانوں کے بنیادی فرائض میں شامل ہے اب کسی دور میں بھی عورت کی عزت کا معیار، مثالی حقوق وفرائض کا مثالی نظام عورت کو کہیں سے نہیں مل سکتا۔ لہٰذا اسی لیے ہم نے اس کورس کو عورتوں کے لئے شروع کرنا ضروری سمجھا اور مکمل کر لینا ہے۔

marfat.com

بِسۡمِ اللّٰهِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِيۡمِ

عورت بحیثیتِ انسان

خالق کائنات نے عورت کو مرد کی طرح اسی جیسی خوبیوں، صلاحیتوں، جسامت اور اجزاء پر مشتمل ہر طرح سے مکمل واحد مثالی انسان بنایا ہے اور قرآن حکیم میں متعدد مقامات پر اس کا واضح اعلان بھی فرمایا ہے اور جو لوگ عورت کو انسان نہیں سمجھتے یا انسان سے کمتر مخلوق سمجھ کر غیر انسانی سلوک کرتے ہیں اور غلامانہ ذہنیت رکھنے والے عورت سے ظالمانہ سلوک کرتے ہیں قرآن نے ان کی تربیت اور ذہنی اصلاح کے لئے عورت کو بحیثیت انسان متعارف کروایا ہے۔

اور اس سے اچھا سلوک کرنا اچھے انسان ہونے کی دلیل قرار دیا ہے جبکہ عورت کے ساتھ جانوروں جیسا سلوک کرنا جہالت قرار دیا کیونکہ ولادتِ رسول اکرم ﷺ تک عورت کو جانوروں اور جائیداد کی طرح خرید و فروخت کی چیز سمجھا جاتا تھا اور بعض علاقوں میں عورت کے مردوں کی طرح روح رکھنے والا انسان بھی تسلیم نہ کیا جاتا تھا اسی بنیاد پر اس کو مختلف مذاہب میں عبادت اور عبادت گاہ میں داخل ہونے کی اجازت نہ دی جاتی تھی کسی معاملے میں اس کو شریک کرنا، رائے لینا حتیٰ کہ ہنسنا اور اس کو کلام کرنے کے قابل نہ سمجھا جاتا تھا اور اسے انسان ہونے کی بجائے شیطان کی روح قرار دیا جاتا علاقہ روم میں اسے حیوان اور نجس سمجھا جاتا جس میں انسانی روح نہیں ہے حتیٰ کہ فرانس اور یورپ کے بعض علاقوں میں طویل جھگڑوں کے بعد یہ دستور بن گیا کہ عورت ایسا انسان ہے جو صرف مردوں کی خدمت کے لئے تخلیق فرمایا گیا ہے۔ اسلام نے قرآن کی متعدد آیات کے ذریعے ایسے تمام غیر انسانی تصورات کا رد کر کے عورت کے بحیثیت انسان اعلیٰ مساوی مقام کو پوری انسانیت کے سامنے ایک حقیقت کے طور پر پیش فرمایا جس کے جدید علوم نے بھی ثبوت پیش

marfat.com

کئے ہیں قرآن عظیم جیسی مقدس اور آخری کتاب میں متعدد مقامات اور ایک مکمل صورت ''النساء یعنی عورتوں'' کے نام سے ذکر کر کے عورت کے بلند انسانی درجے کا اظہار فرمایا جو عورت کا اللہ کی نظر میں مقام ہے پہلی آیت میں فرمایا:

يَآ يُّهَا النَّاسُ اتَّقُوْا رَبَّكُمُ الَّذِیْ خَلَقَكُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ خَلَقَ مِنْهَا زَوْجَهَا وَ بَثَّ مِنْهُمَا رِجَالًا كَثِيْرًا وَّ نِسَآءً ۚ وَ اتَّقُوا اللّٰهَ الَّذِیْ تَسَآءَلُوْنَ بِهٖ وَ الْاَرْحَامَ ؕ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ عَلَيْكُمْ رَقِيْبًا (النساء ۴:۱)

ترجمہ: ''اے لوگو! اپنے رب سے ڈرو جس نے تمہیں پیدا فرمایا ایک جان سے اور اسی سے اس کا جوڑا (بیوی) پیدا فرمایا اور پھیلا دیئے ان دونوں سے کثیر تعداد میں مرد اور عورتیں اور ڈرو اللہ تعالیٰ سے جس کے واسطے سے تم ایک دوسرے سے اپنے حقوق مانگتے ہو اور ڈرو قریبی رشتہ داروں سے تعلق توڑنے سے بے شک اللہ تعالیٰ ہر وقت تم پر نگران ہے''

اس آیت میں غور وفکر کرنے کی بڑی اشد ضرورت ہے چند مضامین مندرجہ ذیل ہیں۔

۱۔ الناس سے عورتیں، مرد اور مسلمان و کافر سب مراد ہیں کیونکہ الناس کے معنی میں سب داخل ہیں لہٰذا قرآن حکیم میں جہاں بھی لفظ الناس یا المسلمین وغیرہ آتا ہے اس سے مراد مرد اور عورت دونوں ہوتے ہیں اور عورت کو انسانوں کی فہرست میں انسانی مساوات کے اصولوں کے مطابق برابر کی مخلوق سمجھا جاتا ہے۔

۲۔ جس طرح تمام انسانوں کو تخلیق فرمایا ہے اسی طرح عورت کو بھی باقاعدہ انسان تخلیق فرمایا گیا ہے جس کی دلیل کے طور پر ''خلقکم'' کا لفظ انسانوں کی تخلیق کے لئے استعمال فرمایا اور اسی آیت میں عورت کے لئے بھی لفظ ''خلق'' تخلیق کے اعتبار سے ایک جیسا ہونے کی دلیل ہے۔

۳۔ اس آیت میں پیدائش کے تین طریقوں کا ذکر کیا جا رہا ہے ایک جان کا بے جان مٹی سے پیدا کرنے کا ذکر، ایک جان سے دوسری جان کی پیدائش کا ذکر اور دو

marfat.com

جانوں سے نسل انسانی کے مختلف سلسلوں کی پیدائش کا ذکر اس سے اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت تخلیق کے مختلف مظاہر کا ذکر فرمایا ہے جو اصل میں ایک اور مساوی حیثیت رکھتے ہیں۔

۴۔ اس مقام پر یہ سمجھایا جا رہا ہے کہ اتنی وسیع کائنات جس کے اندر بہت سی کائناتیں ہیں اور ہزاروں اقسام کی مخلوقات ہیں جو عظیم قدرت والا رب کائنات کو مسلسل وسعت دے کر آگے بڑھا رہا ہے وہ چاہے تو ماں اور باپ سے انسان کو پیدا فرما سکتا ہے اور چاہے تو صرف ماں سے بیٹا پیدا کر سکتا ہے جیسے حضرت مریم علیہا السلام سے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اور چاہے تو صرف باپ سے ایک بے جان مٹی کی ٹیوب نما پتلے میں روح پھونک کر انسان پیدا فرما سکتا ہے جیسے آج تمہیں پانی کے ایک قطرے سے پیدا کر رہا ہے جیسے انسان کے جسم سے شر نہیں مختلف کیڑے پیدا ہوتے ہیں مگر وہ انسان کی اولاد اور بیٹے بیٹیاں نہیں کہلاتے اسی طرح حضرت آدمؑ مٹی سے ابوالبشر اور حضرت حواءؑ حضرت آدمؑ سے پیدا کی گئیں مگر یہ بحیثیت جزو، شاخ، نوع اور جوڑے کے ہیں۔

۵۔ تمام انسان مرد اور عورتیں ایک جان سے اور ایک ماں باپ سے پیدا کرنے کا ذکر کر کے انسانی برادری اور انسانی مساوات کا اصول سمجھایا جا رہا ہے تا کہ ایک دوسرے سے انسانی اخوت کے رشتے کی وجہ سے پیار اور مساوی سلوک کیا جائے یہ اللہ کا آفاقی انسانی بھائی چارے کا قانون ہے جس کے تحت ہر ایک انسان خواہ وہ مرد ہے یا عورت مسلمان ہے یا غیر مسلم ایک دوسرے سے انسانی ہمدردی اور خیر خواہی کے جذبے سے انسانی حقوق پورے کرے اور گورے کالے، ملکی غیر ملکی اور مذہبی و نسلی تمام اختلافات کو بھلا کر یکساں سلوک کرے۔ انسانی معاشرے میں امن قائم کرنے کا یہی بنیادی اصول ہے اگر اس کو نظر انداز کر دیا جائے اور عورت اور مرد کے درمیان کسی قسم کا غیر انسانی یا مادی فرق پیدا کر

marfat.com

دیا جائے یا نسلی و مذہبی اور علاقائی فرق انسانوں میں رکھا جائے تو کبھی امن بحال نہیں ہو سکتا۔ عورت کی حقیقت انسانی اور تخلیق کے مقاصد کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی نشانیوں میں سے ایک اہم نشانی قرار دیتے ہوئے ارشاد فرمایا:

وَ مِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَکُمْ مِّنْ تُرَابٍ ثُمَّ اِذَاۤ اَنْتُمْ بَشَرٌ تَنْتَشِرُوْنَ وَ مِنْ اٰیٰتِہٖۤ اَنْ خَلَقَ لَکُمْ مِّنْ اَنْفُسِکُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْکُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَکُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِکَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَکَّرُوْنَ

''اور اس کی قدرت کی نشانیوں میں سے ایک یہ ہے کہ اس نے تمہیں پیدا کیا مٹی سے پھر تم بشر بن کر زمین میں پھیل رہے ہو اور اس کی قدرت کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے پیدا فرمائیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے بیویاں تا کہ تم ان سے سکون حاصل کرو اور اس نے تمہارے درمیان پیدا فرما دیئے محبت اور رحمت (کے جذبات) بے شک اس میں بہت نشانیاں ہیں ان لوگوں کے لئے جو غور و فکر کرتے ہیں۔ اور اس کی نشانیوں میں سے زمین اور آسمانوں کی تخلیق ہے اور تمہاری مختلف زبانوں اور مختلف رنگوں (کا تخلیق فرمانا ہے) بے شک اس میں بھی اہلِ علم کے لیے نشانیاں رکھی گئیں ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرتِ کاملہ سے انسانیت کی ابتداء مٹی سے بتائی گئی ایک جان سے فرما کر اسی میں سے اس کا جز اور ہم جنس و ہم شکل جوڑا بنایا اور پھر اس جوڑے سے ایک نظام تخلیق جاری فرما دیا حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ عورت مرد سے پیدا کی گئی ہے اسی لیے اس کی حاجت اور خواہش مرد میں رکھی گئی ہے اور مرد زمین سے پیدا کیا گیا ہے اس لیے اس کی حاجت زمین میں رکھی گئی ہے پس تم اپنی عورتوں کو اپنے پاس حفاظت (حقوق) سے رکھو۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم ؑ کو مٹی سے پیدا فرمایا اور ایک دن آپ کی نیند کی حالت میں آپ کی بائیں پسلی کی پچھلی طرف سے حضرت حواء کو اپنی قدرت سے پیدا فرمایا

marfat.com

آپ نے بیدار ہو کر جب حضرت حواء کو دیکھا تو اپنے خالق کی قدرتوں کی دلکش تصویر کی طرف اپنی طبیعت میں رغبت اور محبت پائی اور حضرت حواءؑ نے بھی اپنی طبیعت میں حضرت آدمؑ کے لئے محبت وانس پایا اور اللہ تعالیٰ نے دونوں کا آپس میں نکاح قرار دیا اور حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر ۲۰ مرتبہ درود شریف پڑھنا آپ کے لئے حق مہر مقرر ہوا پھر شادی کے بعد آپ سے کثیر تعداد میں عورتیں اور مرد مختلف رنگوں اور مختلف زبانوں کے ساتھ پیدا ہو کر زمین میں پھیل گئے۔

عورت کی حقیقتِ تخلیق:

اس خوبصورت بیان سے عورت کی حقیقت بڑے دلکش انداز سے بیان کر دی گئی اور جو محبت، رحمت، کشش، یکسانیت، تسکین، جسامت، صورت وشکل، ضرورت وتکمیل انسانیت اور جنسی حاجات اور خواہشات کی فطری تکمیل مرد اور عورت کے درمیان رکھ دی گئی ہے اس کی طرف بڑی خوبصورتی سے یہاں بیان کر دیا گیا ہے اس قرآنی فرمان سے عورت کی حقیقت تخلیق اور ظاہری و باطنی خوبیوں اور صفات کی طرف اشارہ کیا جا رہا ہے جن میں سے چند یہ ہیں۔

۱۔ عورت اصل انسانیت کا واحد بنیادی جزو ہے جو مرد کی طرح انسان کے تمام اجزاء اور صفات کا جامع مرقع ہے۔

۲۔ عورت تکمیل انسان اور بقاء انسانیت کی واحد بنیادی ضرورت ہے۔

۳۔ عورت انسانی جسم کی واحد کامل تصویر اور مخلوقات میں واحد ہم شکل انسانی مثال ہے۔

۴۔ عورت مرد کے لئے واحد ہم جنس مخلوق ہے جس کا معنی یہ ہے کہ عورت اور مرد کی ایک جنس ہے۔

۵۔ عورت انسانی روح رکھنے والی مرد کے لئے واحد مکمل روحانی شبیہہ کی مثال ہے۔

۶۔ عورت اسی نور الٰہی کی واحد شاخ ہے جس نور سے انسانی روح کو پیدا فرمایا گیا۔

۷۔ کائنات میں مرد کے دل کی طرح اللہ کی ہدایت کے نور کا عرش بننے والی واحد

marfat.com

عورت ہے جو فرش زمیں پر عرش الٰہی بننے کی اہل واحد آئینہ ہے جیسے کہ مرد ہے۔

۸۔ اللہ کی تمام مخلوقات میں مرد کی طرح اشرف المخلوقات بننے والی واحد مخلوق صرف عورت ہے۔

۹۔ اللہ تعالیٰ کی قربت حضوری اور قبولیت کے درجات پانے والی مرد کے ہم درجہ واحد مخلوق عورت ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ اپنی جس صفاتی و نورانی صورت پر آدمؑ کو پیدا فرمایا اس صورت الٰہی کی واحد حقیقی و کامل نشانی صرف عورت ہے کیونکہ باقی تمام مخلوقات الگ نور سے اور انسان سے کم تر ہیں۔

احادیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ نے عورت کی اس تخلیقی خصوصیت دلکشی اور انسانیت کی زینت کے مرکزی جزو کی احسن انداز سے تشریح فرمائی ہے:

اِنَّمَا النِّسَآءُ شَقَائِقُ الرِّجَالِ

(رَوَاهُ اَحْمَدُ وَ اَبُوْدَاوُدَ وَالتِّرْمَذِيُّ عَنْ عَائِشَةَ اُمِّ الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْبَزَّارُ عَنْ اَنَسٍ)

''بے شک عورتیں مردوں کا دوسرا لازمی جزو ہیں۔''

ایک دوسری حدیث میں اوپر والی آیات کے مضمون کے مطابق انسان کے اچھے اور برے ہونے کا معیار عورتوں سے مردوں کے سلوک کو قرار دیا جس سے عورت کو انسانی معاشرے کے اچھے یا برے ہونے کا معیار عورت سے کئے جانے والے سلوک کو قرار دیا اور ارشاد فرمایا:

خِيَارُكُمْ خِيَارُكُمْ لِنِسَائِهِمْ''

''تم میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو اپنی عورتوں کے لئے اچھے ہیں''

مزید فرمایا:

''اِتَّقُوا اللّٰهَ فِي النِّسَاءِ''

''عورتوں کے حقوق پورے کرنے میں اللہ سے ڈرتے رہو۔'' (مسلم، ابوداؤد، احمد)

marfat.com

عورت رسول مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں

عورت کی حقیقت اللہ تعالیٰ اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی نظر میں کتنی پسندیدہ ہے؟ اس کا اندازہ اس ایک حدیث سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

حُبِّبَ اِلَیَّ مِنْ دُنْیَا کُمْ ثَلَاثٌ اَلطِّیْبُ وَالنِّسَآءُ وَجُعِلَتْ قُرَّۃُ عینی فی الصلوۃِ

(مجربات امام غزالیؒ ص ۱۲۷)

ترجمہ: ''تمہاری دنیا میں سے مجھے تین چیزوں کو پسند کرنے کو کہا گیا ہے ایک خوشبو دوسری عورتیں اور تیسری یاد الٰہی میں میری آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان ہے۔''

اس حدیث مبارکہ میں خوشبو کے ساتھ عورت کا ذکر کیا گیا ہے جس سے عورت کی فطری معصومیت، لطافت طبع اور مزاج کی نزاکت نسوانیت اور فطری حیاء کا خیال رکھا گیا ہے اور یہ فرمانا کہ ''عورت کو پسند کرنے اور شفقت کرنے کے لئے مجھے اللہ تعالیٰ کی طرف سے کہا گیا ہے'' اس میں عورت کی عظمت اور روحانیت کی طرف اشارہ کیا جارہا ہے جو اللہ کی نظر میں پسندیدہ ہونے کا اظہار ہے ایک اور مقام پر عورت سے حسن سلوک سے پیش آنے کا حکم دیا جارہا ہے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا۔

''عورتوں کے ساتھ درگزر، چشم پوشی اور حسن سلوک سے پیش آؤ نرمی کے ساتھ معاملہ کرو، بلاوجہ سختی اور جھڑکنے سے وہ اپنا کام انجام نہیں دے سکتیں'' (مسلم پرسنل لا اور اسلام کا عائلی نظام لکھنؤ)

اور اس ایک حدیث مبارکہ میں بزرگی اور ذلت اخلاق میں فرق عورت سے سلوک کو دیکھ کر کرنا معیار قرار دیا جارہا ہے ارشاد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ

"مَا اَکْرَمَ النِّسَآءَ اِلَّا کَرِیْمٌ وَلَا اَھَانَھُنَّ اِلَّا لَئِیْمٌ۔ (الجامع الصغیر)

ترجمہ: ''عورت کی عزت صرف کریم اور اچھے اخلاق والا ہی کرتا ہے اور عورت کی توہین صرف کمینہ شخص ہی کرتا ہے''

ان آیات اور احادیث سے عورت کا انسانی احترام اور انسانیت کی بھلائی، امن عالم اور انسانی معاشرے کے اچھے یا برے ہونے کا معیار عورت کی انسانی حیثیت کو قرار دیا گیا ہے۔

marfat.com

عورت ۔ انسانیت کا بنیادی نصف

عورت ہر اعتبار سے انسانیت کا بنیادی نصف حصہ ہے اور جن دو حصوں کے ملاپ کے بغیر کئی سالوں کی سائنسی ریسرچ کے بعد بھی انسان پیدا کرنا ناممکن ثابت ہوا ہے وہ بنیادی دو اجزاء عورت اور مرد ہیں جس سے ثابت ہو چکا ہے کہ عورت نہ صرف یہ کہ انسان ہے بلکہ انسانیت کا بنیادی اور فطری نصف حصہ ہے جس کے بغیر انسان نہ تو وجود قائم رکھ سکتا ہے نہ نیا انسان پیدا ہو سکتا ہے۔ عورت کو نجس اور منحوس سمجھ کر زندہ دفن کرنے والے، زندہ جلا دینے والے یا جدید دور کے عورت کو اپنا نوکر وغلام سمجھنے والے انسان اگر اپنے اندر سے پیدا ہونے والی عورت اور جس کی گود سے وہ پیدا ہوا ہے اسے وہ انسان نہ سمجھے تو کتنا جاہل ہوگا۔

قرآن حکیم نے عورت کو نجس سمجھنے والوں کو ہدایت کامل دینے اور عورت کے حقوق بیان کرنے میں عدل وانصاف کرتے ہوئے عورت کو انسانی معاشرت میں بنیادی انسانی اساس قرار دیا ہے اور اس کی عظمت بحیثیت اشرف المخلوقات بحال فرما کر عورت کو بحیثیت عورت اور انسان حفاظت کی بنیاد فراہم کی ہے جو عورت کے شایان شان تھی اللہ تعالیٰ نے جب انسانیت کی ابتداء کرنے کا ارادہ فرمایا تو شہر مکہ اور طائف کے درمیان والی زمین پر مٹی اور پانی کو ملا کر اس کو اپنے دستِ قدرت سے خمیر کیا اور اس سے حضرت آدمؑ کا قالب اور ڈھانچہ بنایا امام غزالیؒ اپنی کتاب ''مجربات'' صفحہ ۲۰۸ پر لکھتے ہیں کہ رسول خدا صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے ایک فرمان سے ہمیں خبر دی کہ اللہ تعالیٰ نے آدم علیہ کی مٹی کو ۴۰ روز اپنے ہاتھ سے خمیر کیا ہے ہر دس روز میں دس نعمتیں آدمؑ پر فرماتا تھا یعنی ان نعمتوں کی برکت سے آدمؑ کے قالب سے ارکان یعنی مٹی اور پانی وغیرہ کی جمادیت (Solidity Solidification) بالکل جاتی رہی اور خدا کے وعدے کے چالیس روز پورے ہوئے'' پھر اس میں اللہ نے اپنی روح پھونکی اور وہ زندہ سننے، دیکھنے اور بولنے والا انسان کھڑا کر دیا اور اسے بزرگی اور شرف عنایت کے پروردگار نے اسے برگزیدہ کیا پہلے تو آدمؑ زندگانی سے ایک شخص تھے پھر عقل عطا ہوئی اور اللہ تعالیٰ کی طرف سے تمام علوم ان کی روح میں

maarfat.com

منقش ہو گئے اور تمام اسرار ان کے قلب پر ظاہر ہو گئے اور آپ اللہ کے زمین پر خلیفہ قرار پائے پھر آسمان کی سیر کرتے ہوئے جنت کے بلند مقام میں سکونت اختیار کی اور سب فرشتے ان کی خدمت کو حاضر ہوئے پھر وہاں جب تخلیق کی عام قوتیں آدمؑ کے اندر جمع کر دیں گئیں اور آپ کا دل شوقِ الٰہی میں بے تاب ہو کر حرکت کرنے لگا تو اللہ تعالیٰ نے آپ کی تنہائی کا ساتھی ہم شکل شوقِ الٰہی کی تسکین کے لئے نورِ الٰہی کی ایک خوب صورت مثال حضرت حواء کو آپ کی بائیں جانب کی پسلیوں کے نیچے سے نیند کی حالت میں پیدا فرمادیا جو آپ کی بیوی قرار پائیں پھر اللہ کے حکم سے آپ کا نکاح ہوا اور آپ دونوں سے انسانیت کی نسل آگے چلنے لگی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے اپنی رحمت کے باعث مٹی سے انسانی پیدائش بند کر دی کیونکہ اب یہ سلسلہ آدمؑ اور حواؑ کی ذات سے شروع ہو گیا تھا لہٰذا اب مٹی سے انسان پیدا کرنے کی ضرورت نہیں رہی تھی مگر رفتہ رفتہ انسان نے مٹی سے آدمؑ کی تخلیق کو بھلادیا۔

قرآن حکیم نے عورت کو جنس انسانیت کا بنیادی حصہ اور ذریعہ قرار دیتے ہوئے مندرجہ ذیل آیات میں تفصیلی بیان فرمایا:

عورت اللہ کی خاص نعمت:

وَ اللّٰهُ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا وَّ جَعَلَ لَكُمْ مِّنْ اَزْوَاجِكُمْ بَنِيْنَ وَ حَفَدَةً وَّ رَزَقَكُمْ مِّنَ الطَّيِّبٰتِ ؕ اَفَبِالْبَاطِلِ يُؤْمِنُوْنَ وَ بِنِعْمَتِ اللّٰهِ هُمْ يَكْفُرُوْنَ النحل (۷۲:۱۶)

ترجمہ: ''اور اللہ تعالیٰ ہی نے پیدا فرمائیں تمہارے لیے تمہاری جنس سے عورتیں اور تمہارے لیے پیدا فرمائے تمہاری عورتوں سے بیٹے اور پوتے اور تمہیں رزق عطا فرمایا پاکیزہ چیزوں سے۔ تو کیا یہ لوگ پھر بھی باطل (جھوٹ) پر ایمان لاتے ہیں اور اللہ کی نعمتوں کا انکار کرتے ہیں''۔

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ اپنے احسانات اور نعمتیں گنوا کر عقلوں کو فکر اور دلوں کو شکر کی دعوت دے رہے ہیں کہ ہم نے تمہیں تنہا پیدا نہیں کیا بلکہ تمہاری تنہائی اور اداسی کو ختم

marfat.com

کرنے کے لئے خوشگوار زندگی کا ساتھی تمہاری بیویاں عطا فرمائی ہیں اور اس پر کرم یہ کہ وہ تمہاری ہی جنس سے ہیں تاکہ تمہاری آرزوئیں، تمہاری خواہشات وضروریات اور جذبات واحساسات سب یکساں ہوں اور تمہاری بیوی اس میں تمہارے بوجھ اور غم بانٹنے میں برابر کی شریک ہو اور تم ایک دوسرے کے لئے باعث مسرت اور موجب اطمینان وسکون بن سکو اور پھر مزید احسان یہ کہ تمہاری بیویوں سے تمہاری اولاد بیٹے اور پوتے تمہارے لئے خوشی کا باعث اور آنکھوں کی ٹھنڈک کا سامان پیدا فرمائے اور مزید یہ کہ تمہارے کھانے کے لئے عمدہ اور پاکیزہ طرح طرح کی حلال چیزیں پیدا فرمائی ہیں۔ اتنے احسانات اور نعمتوں کے باوجود اگر پھر بھی تم اپنی بیویوں کو چھوڑ کر حرام اور باطل طریقوں سے اولاد پیدا کر و اور عورت اور نسل انسانیت کو رسوا کرو اور حلال اور پاکیزہ رزق کو چھوڑ کر حرام کو اختیار کرو تو یہ اللہ تعالیٰ جیسے عظیم مالک کی کتنی بڑی ناشکری ہے! دوسری آیت میں پھر عورت کی تخلیق کو پرسکون زندگی کا اچھا ساتھی قرار دیا جا رہا ہے۔

عورت پرسکون زندگی کا ساتھی

هُوَ الَّذِیْ خَلَقَکُمْ مِّنْ نَّفْسٍ وَّاحِدَةٍ وَّ جَعَلَ مِنْهَا زَوْجَهَا لِیَسْکُنَ اِلَیْهَا ۚ فَلَمَّا تَغَشّٰهَا حَمَلَتْ حَمْلًا خَفِیْفًا فَمَرَّتْ بِهٖ ۚ فَلَمَّآ اَثْقَلَتْ دَّعَوَا اللّٰهَ رَبَّهُمَا لَئِنْ اٰتَیْتَنَا صَالِحًا لَّنَکُوْنَنَّ مِنَ الشّٰکِرِیْنَ (الاعراف ۷:۱۸۹)

ترجمہ: ''وہی خدا ہے جس نے پیدا فرمایا تمہیں ایک نفس سے اور اس سے اس کا جوڑا بنایا تاکہ وہ سکون حاصل کرے اس جوڑے سے پھر جب مرد (اپنے جسم کے نیچے) ڈھانپ لیتا ہے عورت کو تو وہ ہلکے سے حمل سے حاملہ ہو جاتی ہے پھر اس حمل کے ساتھ وہ چلتی پھرتی رہتی ہے پھر جب وہ بوجھل ہو جاتی ہے تو دونوں میاں بیوی دعا مانگتے ہیں اللہ تعالیٰ سے جو ان کا پالنے والا ہے کہ اے اللہ اگر تو ہمیں تندرست لڑکا عنایت فرمائے تو ہم ضرور تیرے شکر گزار بندوں میں ہو جائیں گے!''

اس آیت میں بھی اللہ تعالیٰ اپنے رب ہونے کی دلیل کے طور پر بیان کر رہا ہے کہ

marfat.com

تمہارا خالق حقیقی اور پالنے والا وہی اللہ تعالیٰ ہے جس نے انسانیت کو وجود عطا کیا اور پھر ایک جان سے حقیقی سکون اور زندگی میں راحت و آرام پانے کے لئے تمہاری ہی جنس سے تمہارے جوڑے کی بیوی عورت کو پیدا فرمایا جو تم اچھی طرح جانتے ہو کہ تمہارے خفیف سے حمل کو اٹھاتی ہے جسے ہم رفتہ رفتہ بچے کی صورت اور تمام انسانی قوتیں اور صلاحیتیں دے کر صحیح سالم انسان بنا دیتے ہیں جس بیٹے کے لئے تم ہم سے یقینی امیدیں وابستہ کرتے اور دعائیں کرتے ہو۔ تمہیں چاہئے کہ جیسے زمانہ حمل کے دوران ہم سے دعائیں کرتے ہو ویسے ہی اولاد مل جانے کے بعد بھی نعمت کے شکرانے کے طور پر ہمارے لیے سربسجود ہو جاؤ نہ کہ ہمیں بھول کر یہ کہو کہ یہ بچہ تو ہمارے ازدواجی عمل کا فطری نتیجہ ہے یہ قدرتی عمل ہے خدا کا کام نہیں ہے۔

ساری انسانیت ایک مرد اور عورت کی اولاد ہے:

يَاَيُّهَا النَّاسُ اِنَّا خَلَقْنٰكُمْ مِّنْ ذَكَرٍ وَّاُنْثٰى وَجَعَلْنٰكُمْ شُعُوْبًا وَّقَبَآئِلَ لِتَعَارَفُوْا اِنَّ اَكْرَمَكُمْ عِنْدَ اللّٰهِ اَتْقٰكُمْ اِنَّ اللّٰهَ عَلِيْمٌ خَبِيْرٌ الحجرات (۱۳:۴۹)

ترجمہ: ''اے لوگو! ہم نے تم سب کو ایک مرد اور ایک عورت سے پیدا کیا ہے اور تمہیں مختلف قومیں اور خاندان بنا دیا ہے تا کہ تم ایک دوسرے کو پہچان سکو تم میں سے زیادہ عزت والا اللہ کی نظر میں وہ ہے جو تم میں سب سے زیادہ متقی ہے بے شک اللہ تعالیٰ سب کچھ جاننے والا اور سب کی خبر رکھنے والا ہے۔''

قدیم ترین انسانی تاریخ سے لے کر آج کے جدید ترین دور تک انسانی معاشرہ جہاں جہاں قومیت، وطنیت، لسانیت، رنگ ونسل اور ذات پات کی مادی بنیادوں کو آپس میں انسانی برتری اور فخر وعزت کی بنیاد بنا کر اس خود ساختہ معیار پر پورا اترنے والوں کے علاوہ باقی سب کو نفرت، عداوت، حقارت اور ظلم وستم کا حقدار ٹھہرا کر لوٹ مار اور قتل و غارت کا نشانہ بنا تا رہا ہے وہاں کبھی معاشرتی سکون قائم ہوا اور نہ کبھی ہو سکے گا۔ اقوام عالم میں قوم و نسل پرستی کے اس تصور نے آج ایک قوم کو دوسری قوموں کے لئے وحشی درندہ اور قابل

marfat.com

نفرت شئ بنا کر رکھ دیا ہے قدیم زمانے میں عورت کو نجس اور منحوس سمجھ کر نفرت اور ظلم وستم کا نشانہ بنایا جاتا رہا مگر جدید دور میں اسے حقوق نسواں اور آزادی نسواں کے پرفریب نعرے دے کر بازار دنیا میں خوبصورت کھلونا بنا کر گلی گلی میں عورت کو ذلیل و رسواء کر کے عورت کی بنیادی انسانی حیثیت کی توہین کی جارہی ہے قرآن نے اس آیت کی روشنی میں ان خطرناک معاشرتی برائیوں کی بنیاد پر کاری (سخت) ضرب لگائی ہے کہ اے لوگو! تم سب انسانوں کی اصل ایک ہے ساری نسل انسانی ایک مرد اور ایک عورت سے وجود میں آئی ہے دنیا میں آج جتنی بھی انسانی نسلیں پائی جاتی ہیں در اصل وہ ایک ہی ابتدائی نسل کی شاخیں ہیں جن میں اونچ نیچ اور فضیلت کی کوئی مادی بنیاد موجود نہیں ہے کسی قوم کو الگ مادہ تخلیق یا امتیازی طریقہ پیدائش حاصل نہیں ہوا جونہی ہزاروں انسانوں کی آبادی بڑھتی گئی تو تمام انسانوں کا ایک ہی قبیلے، خاندان، وطن اور رنگ ونسل ہم نے تمہاری پہچان کے لئے بنائے ہیں ان سب کا یکساں احترام اور یکساں حقوق ہیں نیز پیدائش کے اعتبار سے تمام انسان برابر ہیں کیونکہ سب ایک مرد اور ایک عورت سے ایک ہی مادہ پیدائش سے ایک ہی طریقہ پیدائش سے اور ایک ہی طرح کی انسانی نسل میں برابر پیدا کئے گئے ہو لہٰذا نہ تو عورت کو جو تمہاری ماں ہے اور مرد کو جو تمہارا باپ ہے ایک دوسرے سے کمتر مخلوق سمجھو اور ذلت کا نشانہ بناؤ اور نہ کسی دنیاوی مادی معیار کی وجہ سے کسی ایک انسان کو یا قوم ومذہب کو دوسرے سے کمتر سمجھو سب کو یکساں اور برابر سمجھو ہاں صرف اچھے انسان کی عزت زیادہ کرو، جو تم میں اخلاقی اعتبار سے علمی اعتبار سے، نیکی اور خدمت خلق کے اعتبار سے ہر برائی اور ظلم وزیادتی سے روکنے کے اعتبار سے اور اللہ تعالیٰ کو خالق و مالک حقیقی سمجھ کر ڈالی کے اعتبار سے تم میں زیادہ پاکیزہ اور اچھا انسان ہے وہ سب دوسرے انسانوں سے بہتر ہے خواہ وہ کسی قوم، قبیلے یا خاندان کا فرد ہو وہ قابل عزت ہے گورا ہو یا کالا عربی مسلم ہو یا غیر مسلم مشرقی ہو یا مغربی سب برابر ہیں ایک حدیث میں یوں بیان ہے:

يَا أَيُّهَا النَّاسُ إِنَّ اللهَ تَعَالَى قَدْ أَذْهَبَ عَنْكُمْ عَيْبَةَ الْجَاهِلِيَّةِ وَتَعْظِيْمَهَا

marfat.com

بِاٰبَائِهَا فَالنَّاسُ رَجُلَانِ۔ رَجُلٌ بَرٌّ تَقِيٌّ كَرِيْمٌ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى وَ رَجُلٌ فَاجِرٌ شَقِيٌّ هَيِّنٌ عَلَى اللّٰهِ تَعَالٰى۔ اَلنَّاسُ كُلُّهُمْ بَنُوْ آدَمَ وَ خَلَقَ اللّٰهُ آدَمَ مِنْ تُرَابٍ۔

(بیهقی فی شعب الایمان، ترمذی)

اے لوگو! اللہ تعالیٰ کا شکر ہے جس نے تم سے عہد جاہلیت کی خامیاں اور عیب دور کر دیئے اور آباؤ اجداد کے نسب پر فخر کرنا دور کر دیا لوگو! بس انسانوں کے دو ہی گروہ ہیں ایک نیک متقی جو اللہ کے نزدیک قابل احترام ہے دوسرا بدکار، بدبخت جو اللہ کے نزدیک قابل نفرت ہے ورنہ تمام انسان آدمؑ کی اولاد ہیں اور اللہ تعالیٰ نے آدم کو مٹی سے پیدا فرمایا ہے۔

عورت کا تاریخی مقام

عورت کی حقیقی عظمت اور مثالی حیثیت کو سمجھنے کے لئے ضروری ہے کہ اسلامی دور سے قبل گزری ہوئی قدیم تہذیبوں اور مذاہب میں عورت کی کیا حیثیت تھی اور انسانی معاشرے میں عورت کے ساتھ کیسا سلوک کیا جاتا تھا تاکہ اس پس منظر کو سامنے رکھ کر آج کے پڑھنے والوں کو عورت کے بارے میں اسلامی تعلیمات اور احسانات کا صحیح اندازہ ہو سکے۔ ہمارا مقصد کسی مذہب یا قوم کو الزام دینا مقصود نہیں ہے مگر انسانی معاشرے کی بہتر اصلاح کے لئے اس کی بگڑی ہوئی شکل کو سامنے رکھ کر ہی کوئی بہتر فیصلہ کیا جاسکتا ہے اور آج کے ترقی یافتہ ذہن کو حقیقی ذریعہ علم جس سے آج ہر طرف علم و نور کی روشنی پھیلی ہوئی ہے اس تک پہنچنا آسان طریقے سے سمجھانا مقصود ہے کیونکہ اصل مذہب تو ایک ہی ہے جو تمام انبیاء ایک خدا کی طرف سے ساری انسانیت کی بھلائی کے لئے باری باری لے کر آتے رہے اور جوں جوں عقل انسانی ترقی پاتی رہی اور انسانی معاشرہ نسبتاً بڑھتا گیا اس کے ساتھ ساتھ خدائی مذہب کی تعلیمات بھی اترتی گئیں حتیٰ کہ آخری رسول حضرت محمد ﷺ پر دین مکمل ہو گیا مگر ہر نبی کے جانے کے بعد جب اس کی حقیقی تعلیمات اور کتاب کی اصلی صورت مسخ کر دی گئی تو مذہب کی حالت رفتہ رفتہ بگڑ کر اکثر تبدیل ہو گئی نہ کتاب حقیقی تعلیمات کے ساتھ سلامت رہی نہ اخلاق و کردار محفوظ رہے اور قومیں اپنے نبیوں کے بتائے ہوئے اصل

marfat.com

راستے سے ہٹ گئیں۔ اسلام نے آ کر عورت کے ساتھ ہونے والی ہر زیادتی اور ظلم کو ختم کیا اور اس کی فطری صلاحیت، قابلیت اور حیثیت کے مطابق عدل وانصاف پر مبنی سلوک کیا، اس کو مناسب حقوق وفرائض عطا فرمائے جس پر عمل کرنے سے اسلامی معاشرے اور خاندان کی مثالی تشکیل رونما ہوئی اور عورت نے صدیوں بعد آزادی کی فضا دیکھی اور سکھ کا سانس لیا مگر عصر حاضر میں یورپی اور مغربی اعتدال کی حدوں سے بڑھے ہوئے ذہن کے لوگوں نے غیر محدود انسانی آزادی کا نعرہ بلند کر کے حدوں کو توڑ دیا اور مرد اور عورت ہر کوئی اس حد تک غیر فطری اور بے مقصد آزادی تک پہنچ گیا کہ پوری نسل انسانی اپنی ہی آزادیوں کے درمیان بے بس قیدی بن کر رہ گئی ہے اور مختلف تہذیبوں، نسلوں اور مذاہب میں نفرت اور جنگ شروع ہو چکی ہے ہزاروں عورتوں کی ہر سال عزت وعصمت کی خرید وفروخت نمائش یا نیلام یا سرعام لوٹی جا رہی ہے اور یورپ کے اہم ترین ممالک کے قانون نافذ کرنے والے تمام ادارے تمام تر سہولیات کے باوجود بے بس اور مجبور ہو کر پریشان ہو چکے ہیں اور ہر قسم کا قانون بڑی بڑی کتابوں اور عدالتوں کی زینت بن کر رہ گیا ہے یقیناً جب کسی محدود آزادی اور محتاط حد تک رہنے والے انسان کو مطلق بے لگام اور بے احتیاط آزادی تک پہنچا دیا جائے تو پھر اس کی سرکشی کے سامنے ہر قسم کا قانون اور اخلاقی ضابطے تنکوں کی طرح بہہ جاتے ہیں اور زندگی موت کے برابر تلخ بن جاتی ہے۔ موجودہ اور قدیم تاریخ کچھ اسی طرح کی انسانی معاشرے کی تصویر پیش کرتی ہے انسانی تاریخ میں عورت کے ساتھ ہونے والے ظلم اور زیادتیوں کی قرآن کچھ یوں تصویر کشی کرتا ہے۔

عورت سے نفرت کا احمقانہ عقیدہ:

وَيَجْعَلُوْنَ لِلّٰهِ الْبَنٰتِ سُبْحٰنَهٗ ۙ وَلَهُمْ مَّا يَشْتَهُوْنَ ‎﴿﴾‏ وَاِذَا بُشِّرَ اَحَدُهُمْ بِالْاُنْثٰى ظَلَّ وَجْهُهٗ مُسْوَدًّا وَّهُوَ كَظِيْمٌ ۚ يَتَوَارٰى مِنَ الْقَوْمِ مِنْ سُوْٓءِ مَا بُشِّرَ بِهٖ ؕ اَيُمْسِكُهٗ عَلٰى هُوْنٍ اَمْ يَدُسُّهٗ فِى التُّرَابِ ؕ اَلَا سَآءَ مَا يَحْكُمُوْنَ

النحل (۱۶: ۵۷-۵۹)

marfat.com

ترجمہ:''اور وہ تجویز کرتے ہیں اللہ تعالیٰ کے لئے بیٹیاں (جنہیں وہ اپنے لیے پسند نہیں کرتے) وہ اولاد سے پاک ہے اور ان کے لیے وہ (بیٹے) ہیں جنہیں وہ پسند کرتے ہیں۔ اور جب اطلاع دی جاتی ہے ان میں سے کسی کو بیٹی کی پیدائش کی تو (غم اور نفرت سے) اس کا چہرہ سیاہ ہو جاتا ہے اور وہ (غم وغصے سے) بھر جاتا ہے۔ چھپتا پھرتا ہے (شرم اور احساس کمتری سے) لوگوں کی نظروں سے اس بری خبر کی وجہ سے جو اسے دی گئی ہے اب یہ سوچتا ہے کہ کیا وہ اس بچی کو ذلت کے ساتھ اپنے پاس رکھے یا اسے مٹی میں گاڑ دے افسوس کتنا برا فیصلہ ہے جو وہ کرتے ہیں۔''

دور جاہلیت میں مختلف اقوام عورت کو نفرت کی نگاہ سے دیکھتی تھیں۔ دامادی کو عیب سمجھا جاتا اور بیٹی کا باپ ہونا ذلت کا باعث سمجھا جاتا لہٰذا لڑکی کا گھر میں ہونا مصیبت اور بوجھ تصور کیا جاتا اس لئے لڑکیوں کی کفالت کو بوجھ سمجھ کر ان کی خرید و فروخت اور علانیہ عصمت فروشی کا کاروبار کیا جاتا اسے اپنی جائیداد اور مال سمجھ کر رہن (Pant) یا بطور وراثت دے دیا جاتا یا غصے اور احساس کمتری کی وجہ سے زندہ دفن کر دیا جاتا قرآن حکیم نے اس دور کی جہالت اور ذہنی پستی اور عورت کے متعلق انتہائی غیر انسانی تصورات پر مبنی ظالمانہ سلوک کی تصویر کشی کی ہے کہ جس گھر میں لڑکی پیدا ہوتی تو گھر میں صفِ ماتم بچھ جاتی باپ کا چہرہ اس غم اور بوجھ کی وجہ سے سیاہ پڑ جاتا اور شرم و رسوائی کے ڈر سے وہ لوگوں کی نظروں سے چھپتا پھرتا رہتا بعض قبیلے بچیوں کو پیدا ہوتے ہی زندہ دفن کر دیتے پہلی آیت میں ان کے حماقت اور نفرت پر مبنی عقیدے کو بے نقاب کیا جا رہا ہے کہ تم لوگ جو فرشتوں یا دوسری مخلوق کو (نعوذ باللہ) خدا کی بیٹیاں قرار دیتے ہو یہ تمہاری کتنی بڑی گستاخی اور شدید جہالت ہے کیونکہ اللہ تعالیٰ اولاد سے پاک ہے اسے نہ بیٹے کی ضرورت ہے نہ بیٹی کی خواہش ہے مگر تم اپنے لیے تو ایک بیٹی بھی پسند نہیں کرتے اور اللہ تعالیٰ کے حصے میں سب بیٹیاں ڈال دیتے ہو کتنی احمقانہ سوچ رکھتے ہو پھر دوسری آیت میں ان کے قلبی غم اور احساس کمتری سے مرتے رہنے کی کیفیت . ن کے چہروں کے سیاہ ہونے سے تشبیہہ دی جا رہی ہے پھر تیسری آیت میں بیٹی

marfat.com

کی خبر سنتے ہی غم وغصے میں آ کر لوگوں سے چھپتے یا اس خبر کو چھپاتے رہنے یا اس پاک جان کو زندہ دفن کر دینے کے خیالات کو ظاہر کیا جا رہا ہے اور آخر میں اس فعل حرام کی سخت مذمت کرتے ہوئے اسے انتہائی برا فعل قرار دیا جا رہا ہے اور قرآن یہ سمجھا رہا ہے کہ لڑکیوں کی پیدائش کو باعثِ ذلت اور مصیبت سمجھنا جائز نہیں ہے اور ایک حدیث رسول ﷺ میں ہے کہ وہ عورت مبارک ہوتی ہے جس کے ہاں پہلے پیٹ سے لڑکی پیدا ہو اور "تفسیر روح البیان" میں مذکور ایک حدیث میں ہے کہ جس کے ہاں لڑکیوں میں سے کوئی پیدا ہو جائے اور پھر وہ ان کے ساتھ احسان کا برتاؤ کرے تو یہ لڑکیاں اس کے لیے جہنم کے درمیان پردہ بن کر حائل ہو جائیں گی۔" قیامت کے دن ایسی مظلوم لڑکیوں سے اللہ تعالیٰ کی شفقت کا حال بیان کرنے اور ان پر ظلم کرنے والے والدین اور معاشرے کے ذمہ داروں کا سخت احتساب کرنے کی طرف اشارہ کرتے ہوئے اس دور کی عورت کے ساتھ ہونے والے ظلم کو قرآن ایک دوسرے مقام پر ایک حیرت انگیز انداز سے قیامت کے سخت حساب کے دن کی منظر کشی یوں کر رہا ہے کہ

وَاِذَا الْبِحَارُ سُجِّرَتْ وَاِذَا النُّفُوْسُ زُوِّجَتْ وَاِذَا الْمَوْءٗدَةُ سُئِلَتْ بِاَیِّ ذَنْۢبٍ قُتِلَتْ التکویر (۸۱:۷-۹)

ترجمہ: "اور جب جانیں (جسموں سے) جوڑی جائیں گی اور جب زندہ دفن کی ہوئی بچی سے پوچھا جائے گا کہ وہ کس گناہ کے باعث قتل کر دی گئی تھی؟"

بیٹی کو قتل کرنے کی رسم کا آغاز کیسے ہوا؟

عہد جاہلیت میں کئی قبیح اور سنگدلانہ رسمیں پائی جاتی تھیں جن پر افسوس کرنے کی بجائے بعض قومیں بڑے فخر کا اظہار کیا کرتی تھیں ان بہت سی جاہلانہ اور ظالمانہ رسومات میں سے ایک انتہائی غیر انسانی رسم یہ بھی تھی کہ وہ اپنی بیٹیوں کو زندہ درگور کر دیا کرتے تھے اس رسم کی ابتداء کے بارے میں تفسیر ضیاء القرآن میں اس آیت کے تحت علامہ پیر محمد کرم شاہ الازھری" لکھتے ہیں کہ اس رسم کا آغاز اس طرح ہوا کہ ایک دفعہ دور جاہلیت میں قبیلہ ربیعہ

marfat.com

پران کے دشمنوں نے شب خون مارا (رات کو حملہ کر دیا) اور قبیلے کے سردار کی بیٹی کو وہ اٹھا کر لے گئے جب دونوں قبیلوں کے درمیان صلح ہوگئی تو اس لڑکی کو بھی واپس کر دیا گیا' ورا سے اختیار دیا گیا کہ چاہے تو اپنے باپ کے پاس رہے اور چاہے تو اسیری میں جس آدمی کے ساتھ رہی تھی اس کے پاس واپس چلی جائے تو اس لڑکی نے باپ کی بجائے اس شخص کے پاس جانا پسند کیا اس پر اس کے باپ کو بہت غصہ آیا اور اس نے اپنے قبیلے میں یہ رسم جاری کر دی کہ جب کسی کے ہاں بچی پیدا ہو تو اس کو زندہ دفن کر دے تاکہ آئندہ ان کی ایسی رسوائی نہ ہو آہستہ آہستہ دوسرے قبائل میں بھی یہ رواج پڑ گیا۔ لڑکی کو زندہ درگور کرنے کے مختلف طریقے ہوتے تھے۔ (حضرت ابن عباس ؓ فرماتے ہیں کہ) ''دور جاہلیت میں جب عورت ولادت کے قریب ہوتی تو ایک گڑھے پر بیٹھ جاتی اگر لڑکی پیدا ہوتی تو اسی میں دفن کر دیتی ایک دستور یہ تھا جب بچی کی عمر چھ سال ہو جاتی تو باپ جنگل میں جا کر ایک گہرا گڑھا کھودتا پھر گھر آ کر بچی کی ماں کو کہتا کہ بچی کو غسل کراؤ اور نیا جوڑا پہناؤ پھر بچی کو ساتھ جنگل میں وہاں لے جا کر کہتا بیٹی اس گڑھے میں دیکھو نیچے کیا ہے؟ جب وہ نیچے دیکھنے کے لئے جھکتی تو اسے باپ دھکا دے کر اندر گرا دیتا اور وہ ابا ابا کہہ کر چلاتی رہتی اور وہ ظالم اور سنگدل باپ اس پر ڈھیروں مٹی ڈال کر دفن کر دیتا۔ اور بعض بچیوں کا گلا گھونٹ دیا جاتا اور کوئی اس کی دلدوز چیخوں پر توجہ نہ کرتا۔''

تنگدستی کی وجہ سے قتل اولاد کی حرمت

تاریخ انسانی میں ایسے دور بھی گزرے ہیں کہ جب عورت کو زندہ دفن کر دینا یا گلہ دبا دینا یا لڑکیوں کو فروخت کر دینا رسم ورواج اور کاروبار بن چکا تھا اور آج کے جدید سائنسی دور میں بھی انسانی حقوق کے تحفظ کے مثبت نعرے کو کئی منفی معنوں میں استعمال کیا جا رہا ہے جن میں سے ایک ملکی اور انفرادی وسائل سے معاشی بوجھ کم کرنے کے لئے ضبط تولید (Birth Control) یا نسل کشی کی تعلیم دینا ہے ایشیاء اور یورپ کے بیشتر ممالک میں الٹرا ساؤنڈ وغیرہ کے ذریعے پیدائش سے پہلے معائنہ کروا کر بچی کو ضائع کروا دینا بعض ممالک میں

marfat.com

مردوں اور عورتوں کی تعداد میں بہت زیادہ فرق پیدا کر کے نسل انسانی کی تباہی اور معاشرتی نظام میں فساد برپا کرنے کے مترادف ہے اور بعض ممالک میں کم بچوں میں خوشحال زندگی یا بغیر بچوں کے ہر قسم کے خاندانی فکر و ذمہ داریوں سے آزاد زندگی گزارنے کی غیر انسانی رسم کی وجہ سے ملکی انتظامات چلانے اور موثر قوم اور محفوظ ملک بنانے کے لئے بھی افراد کی کمی کا سب سے بڑا مسئلہ بڑی قوموں کو درپیش آ رہا ہے ار جتنا بڑا انتظامی ملک ہے وہ افرادی کمی کا اتنا ہی بڑا شکار ہے اور پوری دنیا سے افر دجمع کرنے کے لئے سالانہ بجٹ میں خاص حصہ مخصوص کر رہا ہے مگر اسلام شروع سے اعتدال کی شاہراہ پر گامزن ہے وہ غربت اور فقر کی وجہ سے انسانی نسل کشی کی شدید مذمت کرتا ہے مگر ماں باپ کی صحت اور مناسب خاندان کی تعمیر کے لئے فروغ نسل کی تعلیم دیتا ہے بیٹوں کو کسی لحاظ سے بھی بیٹیوں پر فضیلت دینے سے منع کرتا ہے اور بالخصوص بیٹیوں کی پیدائش پر افسوس کرنے ان کو اپنے لیے معاشی بوجھ سمجھنے اور بیٹیوں کی حفاظت اور پرورش کو غیرت کا مشکل مسئلہ اور امتحان سمجھنے والوں کی سخت مذمت کرتا ہے قرآن حکیم میں انسانی تاریخ میں اس وجہ سے عورت پر ہونے والے ظلم کو اس طرح منع کیا گیا ہے۔

قُلْ تَعَالَوْا اَتْلُ مَا حَرَّمَ رَبُّكُمْ عَلَيْكُمْ اَلَّا تُشْرِكُوْا بِهٖ شَيْئًا وَّ بِالْوَالِدَيْنِ اِحْسَانًا ۚ وَ لَا تَقْتُلُوْٓا اَوْلَادَكُمْ مِّنْ اِمْلَاقٍ ؕ نَحْنُ نَرْزُقُكُمْ وَ اِيَّاهُمْ ۚ وَ لَا تَقْرَبُوا الْفَوَاحِشَ مَا ظَهَرَ مِنْهَا وَ مَا بَطَنَ ۚ وَ لَا تَقْتُلُوا النَّفْسَ الَّتِيْ حَرَّمَ اللّٰهُ اِلَّا بِالْحَقِّ ؕ ذٰلِكُمْ وَصّٰكُمْ بِهٖ لَعَلَّكُمْ تَعْقِلُوْنَ الانعام (۶:۱۵۲)

ترجمہ: ''اے پیارے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم آپ فرما دیجئے آؤ میں تمہیں پڑھ کر سناؤں جو کچھ تمہارے رب نے تمہارے لیے حرام کیا ہے وہ یہ ہے کہ تم کسی کو اس کے ساتھ شریک نہ بناؤ اور ماں باپ کے ساتھ احسان کا سلوک کرو اور تنگدستی غربت کے خوف سے اولاد کو قتل مت کرو ہم تمہیں بھی رزق دیتے ہیں اور انہیں بھی اور بے حیائی کے قریب بھی مت جاؤ خواہ وہ ظاہر ہو کھلے عام ہو یا جو چھپ کر ہو اور نہ قتل کرو اس جان کو جو اللہ تعالیٰ نے عزت والی بنائی

marfat.com

ہے مگر سوائے حق (دار قتل) کے یہ ہیں وہ باتیں جن کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے تا کہ تم حقیقت کو سمجھ جاؤ۔"

مفسر صحابی حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ یہ وہ مضبوط آیات ہیں ان میں آسمانی ہدایت کے وہ بنیادی اصول بیان کئے گئے ہیں جو سابقہ تمام شریعتوں میں مشترک ہیں سابقہ تمام انبیاء کرام نے ان احکام پر عمل کرنے کا اپنی امتوں کو حکم دیا اس آیت میں مندرجہ ذیل کاموں کو حرام قرار دیا گیا۔

۱۔ اللہ کی ذات وصفات میں شرک کرنا حرام ہے۔
۲۔ ماں باپ سے بدسلوکی کرنا حرام ہے۔
۳۔ فقر وتنگدستی کی وجہ سے اولاد کو قتل کرنا حرام ہے۔
۴۔ ہر قسم کی فحاشی وجنسیت کے کام خواہ سر عام کئے جائیں یا چھپ کر کئے جائیں حرام ہیں۔
۵۔ کسی کو بلا وجہ ناحق قتل کرنا حرام ہے۔

شرک کا مفہوم:

دورِ جاہلیت میں کفار نے اپنے معبودوں کو اللہ کی ذات وصفات اور اختیارات وحقوق میں شریک بنا رکھا تھا اور انہیں الہ اور معبود سمجھ کر ان کے لئے قربانیاں دیا کرتے تھے ذات باری تعالیٰ میں شرک اس طرح ہے کہ کسی کو جو ہر الوہیت کا جز و یا فرد قرار دیا جائے مثلاً بیٹا، بیٹی وغیرہ صفات باری تعالیٰ میں شرک اس طرح ہے کہ جس طرح کہ خدا کی صفات ذاتی ہیں کسی کی عطا کردہ نہیں اسی طرح کی کوئی صفت یا صفات کسی دوسرے میں سمجھنا اور ماننا بھی شرک ہے جیسے اللہ تعالیٰ سننے والا ہے، دیکھنے والا ہے رحیم ہے کریم ہے علیم ہے اور انسان بھی سننے والا، دیکھنے والا اپنے بچوں یا مظلوموں غریبوں پر رحم کھانے والا اپنے سے چھوٹوں اور اپنے عزیزوں پر کرم فرمانے والا اور بہت سے علوم کو ایک دوسرے انسانوں سے بڑھ کر جاننے والے اہل علم بھی ہیں مگر یہ سب خدا کے شریک نہیں ہو سکتے کیونکہ ان سب کو یہ صفات خدا کی عطا سے ملی ہیں اور خدا کی تمام صفات ذاتی اور کامل ہیں کسی کی عطا کردہ نہیں ہیں اللہ

marfat.com

کے اختیار میں شرک اس طرح ہے کہ جس طرح کا ذاتی اختیار کامل اللہ تعالیٰ کا ہر شی پر حاصل ہے اسی طرح کا اختیار کسی دوسرے میں سمجھنا بھی شرک ہے جیسے صحت وشفا دینا، اولاد دینا، مدد کرنا، حفاظت و پناہ دینا، قسمتوں کو بدلنا یہ اللہ کے ذاتی اختیار میں ہے مگر کسی قرآن مجید کی آیت یا سورت پڑھنے سے شفا ملنا، کسی کی دعا سے شفا ملنا، ڈاکٹر کے علاج یا دوا سے شفا اور صحت ملنا وغیرہ ان کے ذاتی اختیار سے ہرگز نہیں ہوتا بلکہ اللہ کی ان بزرگوں پر عطا اور اس کے امر سے شفا ملتی ہے اسی طرح جدید سائنسی علاج سے بے اولاد کے ہاں اولاد کی صلاحیت یا ٹیوب لگا کر اولاد پیدا ہونا کسی کی دعا سے اولاد پیدا ہونا ذاتی اختیار سے نہیں بلکہ علم پر عمل کرنے سے اللہ پھل پیدا کر دیتا ہے یعنی علم بھی خدا نے دیا عمل کی توفیق بھی انسان کو اسی نے دی اور محنت کا صلہ اور پھل بھی قبولیت کا اسی نے دیا ہے انسان کے پاس تو کچھ بھی نہیں ہوتا اسی طرح انسانی معاشرے میں کسی کا کسی بھی طرح کی مدد مانگنا اور کسی دوسرے کا کسی بھی طرح کی مالی، جانی، بدنی، دینی، مذہبی، علمی، روحانی، قانونی انسانیت کی سائنسی، سیاسی اور معاشرتی مدد کرنا انسانی زندگی کی ضرورت، روزمرہ کا معمول اور اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا حکم ہے لہٰذا اللہ کے پیدا کردہ ان ذرائع سے ذاتی اختیار سمجھ کر نہیں صرف اللہ کی عطا سمجھ کر مدد مانگنا اور مدد کرنا شرک نہیں ہوتا اسی طرح حقوق اللہ میں شرک اس طرح ہے کہ کسی کو خدا کی طرح حقیقی معبود سمجھ کر اس کی عبادت کرنا، حقیقی خالق و مالک سمجھ کر اس کی تعظیم کرنا اور ان کے سامنے جھکنا بھی شرک ہے مطلق سجدہ کرنا جیسے عبادت میں کرتے ہیں کسی کے لئے بھی خواہ کوئی انسان ہو یا قبر ہو جائز نہیں بلکہ حرام ہے اور خدا کی طرح کسی کو ذاتی طور پر قابل تعظیم سمجھنا بھی منع ہے مگر قرآن کی تعظیم، کعبہ کی تعظیم، مقدس مقامات کی تعظیم، انسانی میت کی تعظیم اور والدین کی تعظیم یہ ان کی خدا کی طرح تعظیم نہیں ہے بلکہ خدا کے حکم سے ہی یہ قابل تعظیم ہیں جیسے اسی آیت میں شرک کو حرام قرار دینے کے فوراً بعد والدین کے ادب اور تمام انسانی رشتوں میں سب سے زیادہ تعظیم کرنے کا حکم دیا جا رہا ہے اسی طرح کسی کو حفاظت و پناہ دینا جس طرح عام انسانی زندگی میں مالی، سیاسی، جنگی پناہ دینا

marfat.com

معمول کا کام ہے اور روحانی اعتبار سے آفات و بلیات، قحط، رزق کی کمی اور چوری ڈاکہ وغیرہ سے پناہ کے لئے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے بہت سی قرآنی آیات، سورتوں اور وظائف کو اپنا معمول اور روزانہ تلاوت کرنے کا حکم فرمایا ہے اور اسی سنت پر صحابہ کرام، اولیاء کرام اور نیک بزرگان دین بتاتے آرہے ہیں یہ حفاظت و پناہ حاصل کرنے کے سب ذریعے خدا نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیدا کردہ اور مخلوق سے ہمدردی کیلئے ہیں اسی طرح قسمتوں کو بدلنا اور ذاتی طور پر تقدیر کے علم کا مالک ہونا اللہ کی ذاتی صفت و اختیار ہے مگر اللہ کے ذکر کرنے والوں کی مجلس اور صحبت میں بیٹھنے سے بھی بدقسمت آدمی کی تقدیر بدل جاتی ہے اس مجلس کو بھی اللہ ہی نے اپنی خاص برکت اور ہدایت کا ذریعہ بنایا ہے اسی لیے وہ اپنے بندوں کو ہدایت کا نور حاصل کرنے کے لئے خود فرماتا ہے کہ میرے انعام یافتہ بندوں کے پاس آؤ، رکوع کرنے والوں کے ساتھ مل جاؤ، ذکر کرنے والوں سے جا کر ملو اور اہل ایمان کی صحبت اختیار کرو نیکوں کے پاس بیٹھو وغیرہ مگر یہ سب چیزیں خدا نہیں ہیں بلکہ خدا کے پیدا کردہ ذریعے اور وسیلے ہیں اور عبادت کے لائق صرف خدا کو سمجھو۔

غربت کی وجہ بیٹیوں کا قتل:

ان بنیادی مسائل بیان کرنے کے عین درمیان میں اللہ تعالیٰ نے غربت، معاشی بوجھ، پُر آسائش زندگی اور فحاشی کے خیال سے نسل کشی کر کے آزاد زندگی گزارنے کی خواہش کو حرام قرار دیا ہے اور انسانی معاشرے میں کسی بھی طرح یہ قتل اولاد سے خاص طور پر بیٹیوں کو قتل کرنے کا ذکر ہے جو تاریخ میں لوگوں نے رسم بنا رکھی تھی صاحبِ تفسیر ضیاء القرآن جلد نمبر۵ ص ۵۰۱ پر بیٹیوں کے قتل کرنے کی وجوہات بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ عام اہل عرب اور دورِ جاہلیت میں بعض اقوام کی معاشی حالت بڑی کمزور ہوتی تھی بچیوں کو پالنا، جوان کر کے پھر شادی کرنا وہ لوگ اپنے لیے بوجھ خیال کرتے اس لیے ان کو بچپن ہی میں قتل کر دیتے۔ دوسرا قبائل میں باہمی جنگ و جدال، اور لوٹ مار و راہزنی جوان کا روزمرّہ کا معمول اور آمدنی کا سب سے بڑا ذریعہ ہوتے تھے ان لڑائیوں اور رہزنی میں ان کے بیٹے

marfat.com

تو جوان ہو کر ان کے اچھے معاون ثابت ہوتے مگر لڑکیاں لڑائیوں اور لوٹ مار میں شریک اور معاون ثابت نہ ہوتیں اور پھر دشمنوں کی لوٹ مار سے لڑکیوں کو بچانا بھی ایک مشکل حفاظت طلب کام ہوتا اس لیے وہ بیٹیوں کو اپنے لیے ایک بوجھ اور مصیبت سمجھتے تھے ایک وجہ یہ تھی کہ جہالت کی وجہ سے وہ کسی کو اپنا داماد بنانے اور کسی کو اپنی لڑکی کا رشتہ دینے کو اپنی توہین سمجھتے تھے اسی طرح احساس کمتری کا شکار ہو کر ہر ممکن کوشش کر کے لڑکی پیدا ہونے سے بچنے کی تدبیریں کرتے اور بالخصوص لڑکیوں کو قتل کر دیتے آج بھی اولاد لینے سے پرہیز کرنے یا بیٹی دیکھ کر اس کی صفائی (Abortion) کروا دینا قتل اولاد کی ہی ایک قسم ہے اسلام نے ایسے طریقوں سے اولاد کو قتل کرنا حرام قرار دیا ہے لہٰذا وہ طریقہ اور رسم و رواج جس سے لڑکیوں کی تذلیل و رسوائی کی موت واقع ہوتی ہے وہ حرام اور ممنوع ہے۔

فحاشی و زنا کی سخت ممانعت:

اسی آیت میں ہر قسم کی قولی، فعلی اور ظاہری و چھپی ہوئی فحاشی اور برائی کے تمام طریقے جو دل و نگاہ میں گناہوں کے جذبات پیدا کر دیں وہ سب طریقے، ذریعے عریاں تصویریں اور فحش گانے اور فلمیں اور گندہ لٹریچر وغیرہ کے نزدیک جانے سے بھی منع فرما دیا گیا کیونکہ برائی کے نزدیک جانا اور اسے بار بار دیکھنا ہی گناہ کی عادتوں میں پڑ جانے کا ذریعہ بنتا ہے اور بالخصوص عورتوں اور جوان لڑکیوں کے تنگ نمائشی لباس جو ہر کسی کو اپنی طرف متوجہ کر کے گناہ کی دعوت دیتے ہیں اور اسی طرح آزاد جنسی دوستیاں اور زنا عورت کی کھلی انسانی تذلیل ہے اس سے عورت ماں کے تقدس اور بیٹی کی عظمت سے محروم ہو کر ایک بازاری مال اور جنس بن جاتی ہے، اس سے بہت سی موذی خطرناک بیماریاں بڑی کثرت سے معاشرے میں پھیلتی ہیں، عورت کی عظمت اور خاندانی وقار کے چاند کو گرہن لگ جاتا ہے، جنسی آزادی سے عورت کی سیرت اور صحت بری طرح متاثر ہو جاتی ہے، حرام کاری سے عورت کی معاشرے میں کوئی عزت نہیں رہتی اور نہ ہی حرامی اولاد کو والدین کا پیار نصیب ہوتا ہے اور نہ معاشرہ انہیں قدر کی نگاہ سے دیکھتا ہے والدین کی عزت خاک میں مل جاتی ہے اور

marfat.com

خاندانوں کے درمیان فتنہ وفساد جنگ اور قتل میں بدل جاتا ہے اسی لیے قرآن ہمیں یہ ساری نصیحتیں کررہا ہے۔

عورت کی تاریخی حیثیت مذاہبِ عالم کی نظر میں

عورت کے تاریخی مقام اور معاشرتی حیثیت کی ہلکی سی تصویر کشی کرتے ہوئے قرآن حکیم کی چند آیات کی روشنی میں عورت کے ساتھ ہونے والے تاریخ سوز سلوک کے چند نمونے بیان کئے گئے ہیں جن سے اچھی طرح اندازہ ہوگیا ہوگا کہ تاریخ انسانی میں عورت کے ساتھ ہمیشہ کئی مختلف شکلوں میں زیادتی ہوتی رہی ہے اسلام نے آ کر جس انداز سے عورت کے مقام اور حقوق کی حفاظت کی ہے وہ اقوام عالم کی تاریخ میں نایاب ہے اسلام نے جس طرح حقوقِ عورت کی حفاظت میں علمی و عملی اور معاشرتی اعتبار سے قانون وضع فرمائے اس کی چند مثالیں پیش کرنا ضروری سمجھتا ہوں تاکہ معلوم ہو سکے کہ اسلام کی تعلیمات اور رسولِ خدا حضرت سیّدنا محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی دی ہوئی تربیت کی برکات تھیں جس نے عورت پر ہونے والے ظلم وزیادتی کو کس طرح ختم کر کے عورت کی عزت و عصمت کو تاریخی مثال بنادیا۔

حضرت سیّدنا عمرؓ فرماتے ہیں کہ:

كُنَّا فِي الْجَاهِلِيَّةِ لَا نَعْتَدُّ بِالنِّسَاءِ وَلَا نُدْخِلُهُنَّ فِي شَيْءٍ مِنْ أُمُورِنَا

(مسلم پرنسل لاء ص ۱۸۶)

دور جاہلیت میں ہم عورتوں کو کچھ نہیں سمجھتے تھے اور نہ ہی اپنے کاموں میں ان سے کوئی مشورہ لیتے تھے۔

اور وہی سیّدنا عمر رضی اللہ عنہ ہیں کہ عورت کی گواہی اور دلائل سن کر مختلف فیصلے فرماتے ہوئے تاریخ کے اوراق میں آج بھی دیکھے جاسکتے ہیں اور حضرت شفاؓ نامی ایک خاتون کو مدینہ منورہ کے بازار اور بزنس کنٹرول کرنے کے لئے مارکیٹ مینیجر مقرر فرمادیا تھا۔ حضرت قیس بن عاصم تمیمیؓ ایک صحابی اسلام قبول کرنے کے بعد رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی

marfat.com

تعلیمات کا اتنا اثر لیتے ہیں کہ خود آ کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بارگاہ میں عرض کرتے ہیں کہ میں نے جاہلیت میں ۸ لڑکیاں زندہ دفن کی تھیں۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ان کی آٹھوں کی طرف سے آٹھ غلام آزاد کرو، انہوں نے عرض کیا کہ میرے پاس اونٹ ہیں تو آپ ؐ نے فرمایا کہ آٹھ اونٹ اللہ کی راہ میں دے (اوکما قال) اسی طرح ابوسفیان ؓ کی بیٹی حضرت کبیرہ ؓ نے آ کر عرض کیا کہ میں نے دورِ جاہلیت میں ۴ لڑکیاں دفنائی تھیں اس کو آپ ؐ نے چار غلام آزاد کرنے کا حکم ارشاد فرمایا حتیٰ کہ عورت کے قتل اور بیٹیوں کو زندہ دفن کرنے کی ظالمانہ رسم جہاں جہاں اسلام کی صحیح اور عملی تعلیمات پہنچتی گئی اور لوگ اس کو اپناتے گئے وہاں سے ختم ہوگئی اور عورت سے کسی طرح کی معمولی سی نفرت کرنے سے بھی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسم نے حکماً منع فرمادیا کہ:

لَا تَكْرَهُوا الْبَنَاتَ فَإِنَّهُنَّ الْمُؤْنِسَاتُ الْغَالِيَاتُ (احمد و طبرانی)

لڑکیوں کو مجبور نہ کیا کرو وہ تو بڑے پیار کرنے والیاں اور بڑی قدر والی ہیں۔

اللہ کے رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے عورت کی عزت اور انسانی تاریخ میں اس کا وقار بلند کرنے کی ترغیب دیتے ہوئے کرم کی حد فرمادی اور بڑے واضح انداز میں سابقہ اقوام کی جاری کردہ ظالمانہ رسموں کو یہ کہہ کر دفن فرمادیا کہ:

مَنْ كَانَتْ لَهُ أُنْثَى يَئِدْهَا وَلَمْ يُهِنْهَا وَلَمْ يُؤْثِرْ وَلَدَهُ الذُّكُورَ عَلَيْهَا أَدْخَلَهُ اللَّهُ الْجَنَّةَ (أَوْ كَمَا قَالَ) (مسلم پرسنل لاء ص ۱۸۶)

جس کی کوئی بیٹی ہو اور وہ اسے دفن نہ کرے نہ اس کی کسی طرح کی توہین ہونے دے اور نہ اپنے بیٹے کو اس پر ترجیح دے تو اللہ تعالیٰ اسے جنت میں داخل کرے گا۔

اس سطح کی اسلامی تعلیمات اور نبوی انسانی حقوق کی عملی تربیت کے بعد صحابہ کرام جہاں کہیں عورت پر ظلم کی معمولی سی خبر بھی سنتے تو فوراً اسے روک دیتے اور کتنی لڑکیوں کو دفن ہونے سے بچالیا حتیٰ کہ غربت کی وجہ سے مجبور لوگوں کی بہت سی بیٹیوں کے اخراجات اپنے ذمہ لے کر ان کی شادی ہونے تک مالی تعاون کرتے رہتے اور عورت کو عملاً مثالی اور

marfat.com

پُرسکون زندگی گزارنے کا باعزت ماحول عطا فرمایا۔

اس کے بعد چند اقوام کی تاریخ کا تجزیہ پیش خدمت ہے جس سے اندازہ ہوگا کہ عورت پر کس کس طرح کا ظلم کیا جاتا رہا ہے۔

عورت قدیم بابل کی تہذیب میں:

قدیم بابل نینوی اور آشوریوں کی تاریخ میں عورت کسی کی ملکیت نہیں سمجھی جاتی تھی، نہ والدین کو حق ہوتا کہ اپنی بیٹیوں کی کہیں شادی کر سکیں نہ عورت خود اپنی مرضی سے کسی کے ساتھ شادی کر سکتی تھی بلکہ ان کی رسم یہ تھی کہ ان کے سرداروں کی ایک کمیٹی ہوتی تھی جس کے سامنے والدین ہر سال اپنی جوان بیٹیوں کو جمع کر کے لے آتے تھے اور وہ مختلف بازاروں میں لے جا کر ان عورتوں کو اونچی بولی لگا کر بیچ دیتے تھے اور اگر فروخت کے بعد عورت اور اس کے مالک خریدار میں کبھی جھگڑا یا مخالفت ہو جاتی تو لڑکی کے وارث اور ولی کو اس کی قیمت واپس لوٹانی پڑتی تھی۔ بابلیوں کے ہاں ایک ظالمانہ رسم یہ تھی کہ ہر عورت کو اپنی عمر میں ایک مرتبہ خوبصورتی کے دیوتا کے ہیکل میں ضرور جانا پڑتا تھا جہاں پر کوئی بھی اجنبی آدمی پر وہاں آئے ہوتے اپنی عصمت قربان کرنی پڑتی تھی وہاں جا کر عورتیں قطاروں میں بیٹھ جاتیں تھیں ایک طرف سے ایک ایک اجنبی آدمی اس ہیکل میں داخل ہوتا اور جس عورت کو چاہتا ان عورتوں میں سے اپنے لئے چن کر کچھ وقت کے لئے عصمت دری کرتا اور وہ عورت اس کے پیچھے چلتی جاتی اگر چہ وہ آدمی جیسا بھی بدصورت اور خونخوار طبیعت کا ہوتا اور عورت اس ہیکل میں آنے کے بعد اس وقت تک باہر نہ نکل سکتی تھی جب تک وہ اس مقررہ فرض کو ادا نہ کر لیتی اگر وہ عورت اچھی صورت اور رنگت والی نہ ہوتی تو اس کے لئے یہی ہلاکت ہوتی کہ جب تک کوئی آدمی اس کی طرف بدفعلی نہ کر لیتا وہ طویل مدت تک اسی ہیکل کے اندر قیدی کی طرح مجبور اور منتظر بیٹھی رہتی۔ (استاذ المراۃ ص ۱۰)

عورت حمورابی قانون میں:

قدیم حمورابی قانون سے اس تہذیب کے جو خدوخال اور رسم ورواج سامنے آتے ہیں

marfat.com

ان میں عورت کو ایک مال اور جائیداد کی طرح سمجھا جاتا تھا اور عورت کے ساتھ جانوروں کی طرح جب اور جیسے چاہے سلوک کیا جاتا تھا جس سے صاف ظاہر ہوتا ہے کہ اس دور میں عورت کو معاشرے میں کوئی حق حاصل نہیں تھا اور عورت انسانی عزت نام کی چیز سے واقف تک نہیں تھی۔ بیٹیوں کا حال یہ تھا کہ اگر کوئی کسی کی بیٹی کو قتل کر دیتا تھا تو اس کے بدلے میں اپنی لڑکی اسے دے سکتا تھا اور آگے اس آدمی کی مرضی تھی کہ چاہے تو اس لڑکی کو قتل کر دے یا چاہے تو معاف کر دے اس صورت حال کو حمورابی قانون کا حصہ بنایا ہوا تھا جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عورت کو قتل کرنا، ذلیل ورسوا کرنا اور عورت سے جو چاہے سلوک کرنا قانونی طور پر جائز سمجھا جاتا تھا۔ (المراۃ فی القرآن للعقاد ص ۵۲)

عورت قدیم یونان میں:

دنیا کے دیگر ممالک کی طرح قدیم یونانی قوم جو بڑی تہذیبی قوم سمجھی جاتی ہے اس کی تاریخ میں عورت زندگی کے ہر میدان میں ذلت کا شکار تھی وہاں عورت کو شیطان کی بیٹی اور ماہواری خون کی وجہ سے نجاست کا مجلا سمجھا جاتا تھا بلکہ یہاں تک یونانیوں کا عقیدہ تھا کہ عورت ہی کرانسان کی تمام مصیبتوں اور تکلیفوں کا بنیادی سبب سمجھا جاتا تھا اور یہ کہ عورت کو بڑے گھٹیا درجے پر تخلیق کیا گیا ہے اور اس درجہ نفرت کی جاتی کہ وہ لوگ عورت کو اپنے ساتھ کھانے کے دسترخوان پر نہیں بٹھاتے تھے اور اس کے ساتھ مہمانوں کے سامنے غلاموں جیسا سلوک کرتے تھے۔ عورتِ سرعام بازاروں میں فروخت کی جاتی تھی۔ جائیداد اور وراثت میں اس کا کوئی حق نہ تھا۔ نکاح وطلاق کا پورا عمل مردوں کے ہاتھ میں رہتا تھا کہ جب چاہے، جس کو چاہے طلاق دے سکتا ہے۔ شوہر کے مال میں عورت کا کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا اور نہ اسے مال استعمال کرنے کا کوئی حق حاصل تھا حصولِ طلاق اور خلع حاصل کرنے کا بھی عورت کو حق حاصل نہیں تھا۔

عورت کے متعلق مشہور یونانی فلاسفہ کے خیالات:

یہ بڑی عجیب بات ہے بھی اور نہیں بھی کہ ارسطو جیسا مشہور فلسفی بھی حقوقِ نسواں کو اچھی

marfat.com

نظر سے نہیں دیکھتا تھا وہ اہل اسپارٹا کے زوال کا سبب عورتوں کی آزادی کو قرار دیتا تھا جب آزادی نسواں کا سیلاب آیا تو یونانی تہذیب کو بھی ساتھ بہا کر لے گیا اپنے ادب وزندگی میں انہوں نے عورت کو جس طرح عیاشی اور نشاط کا سامان بنایا تھا اس سے ان کی بنیادیں کھوکھلی ہوگئیں (جیسے آج یورپ نے عورت کو سامانِ عیش بنا رکھا ہے)

اسی طرح مشہور یونانی فلسفی سقراط عورت کو فساد کی جڑ قرار دیتا تھا اور افلاطون کا نظریہ و فلسفۂ عورت کے متعلق یہ تھا کہ بُرے لوگ مرنے کے بعد عورت بنا دیئے جاتے ہیں۔ عام یونانیوں کا خیال یہ تھا کہ آگ سے جلے کا اور سانپ کے ڈسنے کا علاج ہے لیکن عورت کے زہر کی کوئی دوا نہیں ہے۔ اسی طرح یونانی فلسفی جیوپیٹر کی طرف سے یہ سوال تھا کہ مردوں کو عورتوں سے بے نیاز کیوں نہیں کر دیا گیا اور ان کے وجود کی ضرورت ہی کیا تھی؟ عام یونانیوں کی نظر میں بھی عورت کی کوئی قدر نہیں تھی عورت کی عزّت اتنی سستی بنادی گئی تھی کہ جو آدمی بھی چاہتا سرِ عام بغیر کسی عقد، معاہدے اور نکاح کے جس عورت کو چاہتا رسوا کر سکتا تھا۔ اخلاقی تباہی کا یہ حال تھا کہ جنسی تعلق کو انہوں نے مذہبی اور قانونی شکل دے رکھی تھی۔ چنانچہ یونان کی ایک مشہور مذہبی دیوی افروڈیٹ (Aph Rodite) نے مذہبی دیوتا کی بیوی ہونے کے ساتھ ساتھ تین دوسرے دیوتاؤں سے بھی ناجائز تعلقات اور آشنائی قائم کی جن میں ایک عام آدمی بھی تھا پھر اس آدمی سے ناجائز تعلقات کے نتیجے میں کیوپڈ (Cupid) نامی محبت کا خدا پیدا ہوا۔ اس کے علاوہ یونانیوں میں ہم جنس پرستی کا فتنہ بھی پھیلا ہوا تھا جس کی مثال ان کے دیوی دیوتاؤں کے ننگے مجسمے اور مشہور ہرموڈس اور اسٹوجیٹن وغیرہ کے مجسمے جو سرِعام ایسی حالتوں میں دکھائے گئے ہیں خود ان کی دیوی افروڈیٹ کے شرمناک مجسمے اب تک چلے آتے ہیں۔ (انسائیکلوپیڈیا برٹانیکا جلد (۲۳: ۱۹۱)

ایک مشہور مشرقی مصنفہ خالدہ ادیب خانم اپنے مقالے میں یونانی عورت کی حالت زار بیان کرتے ہوئے لکھتی ہے کہ "ایتھنز یونان میں شریف عورتوں کو کوئی شہری حقوق حاصل نہ تھے وہ مکانوں سے باہر نکلنے نہیں پاتی تھیں بعض تعلیم سے محروم رکھی جاتی تھیں اور

marfat.com

زمانے کی رسم کے مطابق اپنے اعلیٰ تربیت یافتہ شوہروں کا حق ادا کرنے کے قابل نہیں تھیں اور ایتھنز کی تاریخ میں ایسی شریف عورتوں کا ذکر اس سے زیادہ نہیں ملتا، ایک طبقہ طوائفوں کا تھا جو ''مصاحبات'' کہلاتی تھیں ان کو بیویوں کے حقوق حاصل نہ تھے مگر شہری حقوق حاصل تھے ان طوائفوں کی وجہ سے لوگوں کا اخلاق بہت تباہ ہو گیا تھا گویا ان طوائفوں کو ایسا دھندہ کرنے کی سرکاری اجازت اور حمایت حاصل تھی۔ (ترکی میں مشرق و مغرب کی کشمکش ص ۲۲۲)

مشہور عربی مصنف عقاد لکھتے ہیں کہ قدیم یونان میں عورتوں کو تنگ کمروں میں رکھا جاتا تھا ان پر علم و فن کا ہر دروازہ بند تھا اور شریف عورتوں کا معاشرے میں کوئی مقام نہیں تھا (یعنی شرافت و حیاداری قید اور موت کے برابر تھی) حتیٰ کہ جب یونان میں جاگیرداری نظام شروع ہوا تب بھی عورت کو اس کے حصہ سے محروم رکھا گیا تھا اور کوئی حق نہ دیا گیا۔

(المرأۃ فی القرآن ص ۵۳)

عورت روم کی تاریخ میں:

قدیم روم کی سلطنت میں قانون اور معاشرہ عورت پر ظلم، مال وملکیت سے محرومی اور زیادتی سے بھرا ہوا تھا ان کے ایک مصنف کاٹو کا مشہور جملہ تھا کہ:

اَنَّ قَیْدَھَا لَا یَنْزَعُ وَ نَیْرَ ھَالَا یَخْلَعُ (نساء حول الرسول ص ۱۸)

کہ عورت کے پاؤں کی بیڑی کبھی کھولی نہیں جا سکتی اور اسے کبھی آزادی نہیں دی جا سکتی۔

قدیم روم کے معاشرتی اصولوں میں سے خاندانی نظام کا بنیادی اصول یہ تھا کہ:

وَکَانَ لِلرَّجُلِ فِی مُجْتَمِعِھِمْ حُقُوْقًا کَامِلَۃً عَلٰی اَھْلِہِ مِثْلُ حُقُوْقِ الْمَلِکِ عَلٰی رَعِیَّتِہِ (نساء حول الرسول ص ۱۸)

عورت اور اہل خانہ پر مرد کو اس طرح مکمل حقوق حاصل تھے جیسے ایک (ظالم) بادشاہ کو اپنی عوام پر حقوق حاصل ہوتے ہیں۔

مزید لکھا ہے کہ مرد اپنی بیوی پر جس طرح چاہتا سلوک کرتا تھا حتیٰ کہ اس کے لیے جائز تھا کہ بعض اوقات وہ غصے میں اپنی بیوی کو قتل بھی کر سکتا تھا دوسری طرف رومیوں کے ہاں

marfat.com

بیٹی کو بھی مالکانہ حقوق حاصل نہیں تھے پھر نکاح کو عورت کے خریدنے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا رومن قانون میں غلاموں، چھوٹے بچوں کے ساتھ عورتوں کو بھی شمار کیا جاتا تھا کہ ان کے مالک ان کے باپ یا شوہر ہیں۔ (تاریخ الحقوق الرومانیہ ص ۴۷)

ڈاکٹر محمود سلام زناتی نے اپنی کتاب المراۃ عند الرومان میں بھی اس کا تذکرہ کیا ہے خالدہ ادیب ایک مصنفہ لکھتی ہیں کہ روم میں عورتیں عمر بھر دوسروں کی ملکیت میں رہتی تھیں اور اصولاً وہ ہمیشہ نابالغ سمجھی جاتی تھیں مرد اس قانونی فضیلت سے ناجائز فوائد اٹھانے لگے وہ اپنی بیویوں کو مارتے پیٹتے تھے اور ذرا ذرا سی بات پر طلاق دے دیتے تھے یہاں تک کہ عورتوں میں بغاوت پیدا ہوگئی اور وہ اپنے شوہروں کو زہر دے کر مارنے لگیں۔

(ترکی میں مغرب و مشرق کی کشمکش ص ۲۲۵)

پھر ایک دور تبدیل ہوا اور روم کی معاشرتی زندگی میں انقلاب آیا تو جسٹی نین کے عہد میں یہ قانون بنا کہ عورت اپنی ذاتی کمائی کی مالکہ ہو سکتی ہے اور عورت کی طرف سے سابقہ ظالمانہ وحشت کچھ کم ہوئی۔ مگر عورت کو حقارت اور نفرت کی نظر سے دیکھنا باقی رہا۔ اور عورتوں کے ساتھ نوکروں اور غلاموں جیسا سلوک ہوتا رہا۔ عورت کو فحاشی اور گناہ کے لئے استعمال کیا جاتا تھا اور اسے نفسانی اور حیوانی خواہشات کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔ پھر حتیٰ کہ فلورا۔ بادشاہ کا دور حکومت آیا تو اس میں عورت کو کھلے عام پھرنے کی اجازت مل گئی اور مرد اور عورتیں کھلے عام عریاں گھومنے پھرنے لگے۔ اور ایک عورت کے کئی شوہر اور ایک مرد کی کئی بیویاں ہوگئیں۔ حتیٰ کہ سلطنت رومان فتنہ و شر اور حیوانی شہوات سے بھر گئی۔

۵۔ عورت۔ فارس (قدیم ایران) کی تاریخ میں:

اہل فارس جو قدیم ایران کی شکل میں مختلف ممالک پر مشتمل علاقہ پر قابض ایک تہذیب کے پیروکار تھے جنہوں نے ایک اپنا معاشرہ بنا کر اپنے مخصوص قانون بنا رکھے تھے جو عورت کے حق میں سخت زیادتی اور ظلم کا قانون تھا فارس کے قانون میں عورت کے چھوٹے چھوٹے معمولی کاموں پر سخت ترین سزائیں دی جاتی تھیں اور اسی دور میں مرد کو بغیر

marfat.com

حساب کے مطلق آزادی تھی اور اس کے کسی عمل پر کوئی پوچھنے والا نہ تھا اور جس عورت کو خطا وار ٹھہرایا جاتا تھا اس کا کوئی مددگار اور صفائی پیش کرنے والا نہ ہوتا۔ (نساء حول الرسول ص ۲۰)

اہل فارس کہتے تھے کہ عورت مرد کے حقوق میں ایک حق ہے لہٰذا مرد عورت کو چاہے قتل کرے یا موت کی حد مقرر کردے اسے حق حاصل ہے عورت مرد کے پاس ایک سامان کی طرح ہے وہ اپنے سامان میں جس طرح چاہے تصرف اور سلوک کرسکتا ہے جیسے وہ اپنی دیگر ملکیت والی چیزوں میں سلوک کرسکتا ہے فارس میں عورت کے لئے علم حاصل کرنے کی کوئی اجازت نہیں تھی اور نہ ہی عورت کو گھر سے باہر نکلنے کی اجازت ہوتی تھی لیکن وہ گھر کے مالک کی ایک لونڈی یا نوکرانی کی طرح پردوں میں چھپی ہوئی ایک محجوب شئی ہوتی۔ (استاذ المرأۃ ص ۱۰)

بلاد فارس میں عورت کو بغیر کسی مالی معاونت اور مدد کے اور بغیر پسند کے مجبوراً مرد کے ساتھ شادی کرنی پڑتی اور مرد کے لئے آزادی ہوتی کہ وہ اپنی مرضی سے جس کے ساتھ چاہے پکڑ کے شادی کرسکتا ہے کیونکہ وہ مرد ہے اس لیے وہ مالک ہے عورت کا۔

اور عورت کے مخصوص ماہواری کے دنوں میں اسے شہر سے باہر ایک جگہ پر بھیج دیا جاتا ایک مخصوص مدت کے لئے سوائے ان نوکروں کے جو اس کے لئے کھانا لے کر آتے تھے کسی کے لئے عورت کے سامنے ہونا اور دیکھنا بھی جائز نہیں تھا۔ (نساء حول الرسول ص ۲۰)

۶۔ عورت اہل چین کی تاریخ میں:

قدیم چین کی تاریخ میں اکثر لوگ آزاد وحشیانہ زندگی گزارتے تھے اور وہ شرم وحیاء کے بغیر بے وقار طریقے سے شادیاں کرتے تھے جس کے نتیجے میں پیدا ہونے والی اولادیں ایسی تھیں جو اپنی ماؤں کو تو جانتے تھے مگر اپنے والد کو نہیں جانتے تھے (اور نہ ماں بچاری شرم و ذلت کی ماری خوف سے بتا سکتی تھی)

عائلی ومعاشرتی قانون کی حالت:

چین کے معاشرے میں عورت پر سختی سے حکم چلائے جاتے اور بغیر کسی اعتراض کے ان احکام کو نافذ کردیا جاتا۔ قدیم چینی معاشرے میں باپ ہر شی کا مالک سمجھا جاتا حتیٰ کہ عورت

marfat.com

کو وراثت جاری نہیں کی جاتی تھی اور نہ ہی بیٹی کو حق حاصل تھا کہ وہ اپنے باپ کی جائیداد میں سے اپنا حصہ طلب کر سکے جب تک کہ بیٹا موجود ہے اگر بیٹا نہ ہوتا تو تب بیٹی کو حصہ ملتا

(نساء حول الرسول ص ۲۱)

اہل چین میں اس بات کی آزادی ہوتی تھی کہ کوئی شخص شادی کرے یا چاہے تو ساری عمر شادی نہ کرے بالخصوص معاشرے کے اونچے درجے کے لوگ ہمیشہ تنہا زندگی گزارتے اور شادی نہیں کرتے تھے۔

ایک معاشرتی رسم یہ تھی کہ لڑکی جوان ہونے کے بعد اپنے رشتہ داروں سے الگ ہو جاتی تھی اور عام عورتوں کے لئے قانون یہ تھا کہ نہ تو وہ گھر سے باہر نکل سکتی تھیں اور نہ ان کو کسی مرد کے سامنے ہونے کی اجازت تھی حتیٰ کہ اسی وجہ سے گھر کی منزلیں تقسیم ہوتی تھیں ایک منزل پر عورتیں اور ایک منزل پر مرد رہتے تھے تا کہ عورتیں مردوں کے سامنے نہ آ سکیں۔ ساری عمر عورت مال سے محروم رہتی صرف شادی کے وقت اسے تھوڑی سی رقم تحفے کی شکل میں دی جاتی تھی۔

چین کی مذہبی شریعت میں مرد کو عورت پر بہت زیادہ فضیلت حاصل تھی حتیٰ کہ مرد کے لئے عورت کو سخت سے سخت سزائیں دینے اور تکلیفیں پہنچانے کا اختیار ہوتا حتیٰ کہ زنا کاری تک مجبور کیا جاتا۔ (استاذ المراۃ ص ۱۳)

چین کا سب سے بڑا مذہبی قانون دان کنفوشیس کہتا ہے کہ "بے شک مرد سردار ہے بس اس کے لیے حق ہے کہ وہ حکم چلائے اور عورت مرد کے ماتحت ہے بس اس پر لازم ہے کہ وہ اطاعت کیا کرے اور اس کا تقاضا یہ ہے کہ ان کے کام اس طرح ہوں جیسے آسمان اور زمین کے آپس میں معاملات ہیں کہ آسمان سے حاصل ہونے والے پانی کے تعاون سے زمین پر ہر کام چل رہا ہے لہٰذا عورت انسانی معاشرے میں اپنے مرد کی مقروض ہے کیونکہ عورت کو جو کچھ حاصل ہے وہ اس کے مرد کی وجہ سے ہے۔

اسی طرح بعض دیگر عائلی قوانین میں یہ بھی تھا کہ

marfat.com

يَجُوزُ لِلرَّجُلِ اَنْ يَجْمَعَ بَيْنَ مِائَةٍ وَ ثَلَاثِيْنَ زَوْجَةً فِى وَقْتٍ وَاحِدٍ

(استاذ المرأة ص ۱۳)

مرد کے لئے جائز ہے کہ وہ ایک وقت میں 130 بیوں رکھ سکتا ہے۔

مگر بادشاہوں اور سرداروں میں سے بعض اس قانون میں بھی اپنی مرضی سے اتنا اضافہ کر لیتے کہ انہوں نے اپنے بہت بڑے بڑے محلات میں 30 ہزار تک بیویاں جمع کر رکھی تھیں یہ عورت کے انسانی مقام کی بے قدری ہے۔

۷۔عورت تاریخ جاپان میں:

دیگر قدیم تاریخی اقوام کی طرح جاپان میں بھی لوگ عورت کو دنیا کے مال میں سے ایک مال ہی تصور کرتے جس میں مرد جس طرح چاہے تصرف کر سکتا ہے یہاں تک کہ ان کی شریعت اور جاپانی مذہبی قانون میں سے ایک یہ تھا کہ خاوند کے لئے جائز ہے کہ وہ اپنی بیوی یا بیٹی کو بیچنا چاہے تو بیچ سکتا ہے اس مذہبی قانون پر 1875ء تک عمل ہوتا رہا ہے اور 1896ء میں یہ عادت مکمل ہو کر گزر گئی۔

اس کے علاوہ حقوق میں سے حق ایک یہ بھی تھا کہ فروخت کرنے کے علاوہ مرد اور عورت تمام گھروں کے اندر بیٹی کو اجرت کرایہ پر بھی دے سکتے ہیں یا مخصوص افراد کو کسی معین مدت تک کرایہ پر دے سکتے ہیں بس عورت کے متعلق ایک مشہور قانون یہ بنایا گیا تھا کہ

"فَهِىَ مَمْلُوْكَةٌ قَبْلَ الزَّوَاجِ لِاَبِيْهَا وَ بعده بَعْلِهَا وَاِذَا مَاتَ فَهِىَ تَحْتَ الْوَصَايَةِ كَالْمَرْاَةِ الْهِنْدِيَّةِ (استاذ المرأة ۱۲)

"بس عورت شادی سے پہلے اپنے باپ کی ملکیت میں سے ہے اور شادی کے بعد اپنے خاوند کی مملوکہ ہے اور جب خاوند مر جائے تو ایسی صورت میں ہندوستانی عورت کی طرح وہ خاوند کی وصیت پر ہوگی۔"

عورت تاریخ یہود میں:

قوم یہود کا اخلاقی انحطاط اور حسد و بخل ہمیشہ سے تاریخ میں مشہور ہے جنہوں نے نہ تو کبھی

marfat.com

قوم عیسیٰؑ کو معاف کیا اور نہ مسلمانوں کو تکلیف پہنچانے کا کوئی موقع ہاتھ سے جانے دیا ظاہر ہے کہ وہ عورتوں کے ساتھ کیسے انصاف کر سکتے تھے جبکہ عورت سے کسی مالی و دنیاوی نفع کی بجائے اس کی حفاظت، ذمہ داری اور رخصت کرنے پر خرچ ہی کیا جاتا ہے اس لیے یہودیوں کے ہاں بیٹیوں کا درجہ بیٹوں سے کمتر بلکہ نوکر چاکر سے بھی بدتر تھا۔ فیملی لاء میں بھائیوں کی موجودگی میں بہن کو میراث کا حق حاصل نہ تھا حتیٰ کہ باپ اسے فروخت بھی کر سکتا تھا۔

یہودیوں کی تاریخ میں لغزش آدم اور ''خمارِ گندم'' کا سارا خمیازہ عورت ہی کو بھگتنا پڑا۔ وہ عورت کو گناہ اور غلطیوں کا سرچشمہ قرار دیتے تھے ان کے خیال میں حوا ہی شیطان کا آلۂ کار اور ازل کی گنہگار تھیں جن کی وجہ سے آدمؑ کو جنت ابدی چھوڑ کر زمین پر آنا پڑا

(مسلم پرسنل لاء ص ۱۸۸)

یہودی عقائد:

ایک موقع پر خطاب کرتے ہوئے یہودی رہنما ٹریلین نے عورتوں سے مخاطب ہو کر کہا ''کیا تمہیں معلوم نہیں کہ تم سب حوا کی بیٹیاں ہو اس لیے خدا کا حکم تم پر آج بھی قائم رہے گا، اور تمہارا جرم بھی باقی رہے گا، تم ہی شیطان کا دروازہ، شجر ممنوعہ کو استعمال کرنے والی اور خدا کی پہلی مخالفت کرنے والی ہو اور تم ہی وہ ہو جنھوں نے خدائی مرقع کو اس آسانی سے مٹا دیا''

(مسلم پرسنل لاء ص ۱۸۹)

یہودیوں کی نگاہ میں ہر عورت شیطان کی سواری اور وہ بچھو ہے جو ضروری طور پر انسان کو ڈنگ مارنے کی فکر میں رہتا ہے عورتوں کے بارے میں ان کے یہ افکار و خیالات ان کے عقیدہ کا جز و بن چکے تھے، وہ اپنی مجلسوں میں سوالات کرتے تھے کہ کیا عورتوں کو بھی مردوں کی طرح خدا کی عبادت کا حق ہے؟ کیا وہ بھی جنت اور آسمانی بادشاہت میں داخل ہو سکتی ہے؟ کیا اس میں انسان کی ابدی روح پائی جاتی ہے؟ یہ سوالات آگے بڑھ کر مستحکم عقیدہ کی شکل اختیار کر گئے جس کے نتیجے میں ان کا عقیدہ بن گیا کہ عورت انسان نہیں بلکہ خدمت کے لئے ایک انسان نما حیوان ہے لہٰذا اسے ہنسنے بولنے سے بھی روک دینا چاہئے کیونکہ وہ

marfat.com

شیطان کی ترجمان ہے اسی خیال کے پیش نظر فرانس میں 586ء میں ایک مجلس نے متفقہ فیصلہ دیا کہ وہ انسان تو کہی جاسکتی ہے لیکن مردوں کی خدمت کے لئے پیدا ہوئی ہے اور تورات یہودیوں کی مذہبی کتاب میں کہا گیا ہے کہ ''تمہاری عورتوں کو گرجوں میں خاموش رہنا چاہئے اس لئے کہ انہیں اس کی اجازت نہیں (المراۃ للخوبی ص ۹) اور کہیں تو عورت کو یہودی معبد میں داخل ہونے تک کی بھی اجازت نہیں تھی جیسے اس قانون کے متعلق کہا گیا تھا کہ

كَانَتِ الْمَرْأَةُ الْيَهُودِيَّةُ لَا تُصَلِّيْ وَلَا تَدْخُلُ الْمَعْبَدَ حَتّٰى يَقْطَعَهَا الْحَيْضَ وَتَكُوْنَ مِثْلَ الرِّجَالِ وَهِيَ عِنْدَهُمْ غَيْرُ وَارِثَةٍ (استاذ المرأۃ ص ۹)

ترجمہ: ''یہودی عورت نہ تو کسی عبادت گاہ میں داخل ہوسکتی تھی نہ ہی نماز پڑھ سکتی تھی حتیٰ کہ اس کا حیض ختم بھی ہو جاتا اور مردوں کی طرح پاک بھی ہو جاتی اور عورت اہل یہود کے ہاں وراثت میں سے حقدار نہیں ہوتی تھی۔''

اس کے علاوہ باپ اپنی جائیداد زندگی میں ہی اپنے بیٹوں کو ہبہ کرسکتا تھا جس سے لڑکی کے لئے میراث کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا تھا اگر لڑکی کو کچھ میراث دی جاتی تو اس شرط پر کہ وہ غیر قبیلہ میں شادی نہ کرے جیسے درج ہے:

وَاِذَا الْ الْمِيْرَاثَ اِلَى الْبِنْتِ لِعَدَمِ وُجُوْدِ الْاَخِ لَمْ يَجُزْ لَهَا اَنْ تَزَوَّجَ مِنْ سِبْطٍ آخَرَ وَلَا يَحِقُّ لَهَا اَنْ تَنْقُلَ مِيْرَاثَهَا اِلٰى غَيْرِ سِبْطِهَا (نساء حول الرسول ص ۲۳)

''بیٹی صرف بھائی کے نہ ہونے پر ہی میراث حاصل کرتی تھی مگر اس شرط پر کہ وہ کسی غیر قبیلہ کے لڑکے سے شادی نہیں کرسکتی اور نہ ہی وہ یہ اختیار رکھتی کہ وہ کسی کے نام اپنی جائیداد منتقل کرسکتی۔''

یہودیوں کی مستند کتاب ''جیوش انسائیکلو پیڈیا'' میں ہے کہ معصیت اوّل چونکہ بیوی ہی کی تحریک پر سرزد ہوئی تھی اس لئے بیوی کو شوہر کا محکوم رکھا گیا ہے اور شوہر اس کا حاکم اور شوہر اس کا مالک اور وہ اس کی مملوکہ ہے (تفسیر ماجدی)

marfat.com

یہودیوں کے عائلی قوانین:

تاریخ کی معروف کتابوں کے اندر یہ بات درج ہے کہ یہودیوں کا عورت کے بارے میں یہ عقیدہ تھا کہ

"اَنَّ الْمَرْأَۃَ لِلرَّجُل بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ جَھَنَّمَ مِنْ حَیْثُ ھِیَ مَصْدرُ تَحَرُّکِہٖ وَحَمْلِہٖ عَلَی الْاٰ ثَامِ" (نساء حول الرسول ص ۲۳)

''یقیناً عورت اپنے مرد کے لئے جہنم کے دروازوں میں سے ایک دروازہ ہے جو ایسا ذریعہ ہے کہ وہ مرد کو ہر وقت گناہوں پر ابھارنے اور گنہگار بنانے کا منبع ہے۔''

اور وہ یہ بھی خیال رکھتے تھے کہ اس چشمے سے پوری انسانیت کے لیے فقط مصیبتوں کے چشمے پھوٹتے رہتے ہیں وہ یہ بھی عقیدہ رکھتے کہ عورت ایک لعنت ہے اس لیے کہ اس نے آدم علیہ السلام کو بہکایا تھا۔

فَھُمْ یَعْتَقِدُوْنَ اَنَّ الْمَرْأَۃَ لَعْنَۃٌ لِاَنَّھَا اَغْوَتْ اٰدَمَ (نساء حول الرسول ص ۲۳)

''اور وہ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ بے شک عورت ایک لعنت ہے کیونکہ اس نے حضرت آدمؑ کو بہکایا تھا۔''

علاوہ ازیں خاندان میں کسی عورت کے حیض کے دنوں میں نہ تو اس کو پاس بیٹھنے کی اجازت ہوتی، نہ ساتھ کھانا کھانے کی اور نہ کسی برتن کو ہاتھ لگانے کی اجازت ہوتی جب تک وہ حیض سے پاک نہ ہو جاتی بلکہ اس حائضہ عورت کو باہر ایک خیمے میں بند کر دیا جاتا اور اس کے سامنے روٹی اور پانی رکھ دیا جاتا تاکہ جب تک وہ پاک نہ ہو جاتی اس خیمے میں بند رہتی تھی۔

طلاق کا بیان اور تورات:

یہودیوں کے ہاں طلاق کے بارے میں جو طریقہ کار تبدیل شدہ تورات میں پایا جاتا ہے اس کو پڑھ کر اندازہ لگانا مشکل نہیں کہ خدا کا کلام ایسا نہیں ہو سکتا لہٰذا یہ تورات میں تحریف اور تبدیلی کا خود ثبوت ہے لکھا ہے ''اگر کوئی مرد کوئی عورت لے کر اس سے شادی کرے، اور اس کے بعد ایسا ہو کہ وہ عورت اس مرد کی نگاہ میں عزیز نہ ہو اس سبب سے کہ اس نے اس میں کوئی

marfat.com

پلید بات پائی تو وہ اس کا طلاق نامہ لکھ کر اس کے ہاتھ دے اور اسے گھر سے باہر کر دے، اور جب وہ اس مرد کے گھر سے نکل گئی تو جا کے دوسرے کسی مرد کی ہو جائے''

مسلم پرسنل لا، ص ۱۹۰، بحوالہ استثنا (۲:۲۴)

اسی طرح مزید اگر پہلے خاوند کی اجازت کے بغیر طلاق کے بعد بھی وہ کسی سے شادی نہیں کر سکتی تھی جیسے لکھا ہے۔

وَمَنْ طَلَّقَ اِمْرَأَتَه وَ تَزَوَّجَتْ بِغَيْرِهٖ فَلَا يَحِلُّ لَهٗ اَنْ يَّرَاجِعَهَا وَاِنْ فَعَلَ فَاَوْلَادُهُمَا اَوْلَادُ زِنًا (استاذ المرأة ص ۹)

''اور جس نے اپنی بیوی کو طلاق دی اور پھر اس عورت نے خاوند کے علاوہ کسی دوسرے سے شادی کر لی تو اب ساری عمر اس پہلے خاوند کے لئے حرام ہوتا کہ وہ اس عورت کی طرف رجوع کرے اور اگر وہ ایسا کرتا تو ان کی اولاد کو زنا کی اولاد قرار دیا جاتا تھا۔

اس کا معنی یہ ہوا کہ ان کے ہاں عورت کو ایک خاوند کی غلام بن کر رہنا پڑتا تھا اور طلاق کے بعد دوبارہ رجوع کرنا یعنی دوبارہ نکاح وشادی کو زنا قرار دیا جاتا۔

بیوہ عورت کا حال:

عورت کا خاوند فوت ہو جاتا تو یہ واجب تھا کہ وہ اپنے کسی بھائی کو اپنی عورت کا وارث مقرر کر جاتا اگر اس کا بھائی اسے قبول نہ کرتا تو اس عورت پر نفرت کی وجہ سے تھوکا جاتا اور اس مرد کو اس عورت کی وجہ سے مارا پیٹا جاتا اور اس پر اللہ کی لعنت اور قوم اسرائیل کی طرف سے سنگ باری کی جاتی تھی۔

مذہبی پیشواؤں کا عورت سے سلوک:

اہل یہودی میں فحاشی اور گناہ پھیلا ہوا تھا اور بے حیائی عریانی کو عورت کی آزادی کا حصہ اور مدشار کیا جاتا تھا (جیسا کہ آج پھر ہو رہا ہے) اور فحاشی کو تقدس اور احترام کا رنگ دے کر عبادت گاہوں میں داخل کر دیا گیا تھا اور بے حیائی وزنا کو اختیار کرنا ان کے لئے اپنے معبودوں کے تقرب کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا۔

marfat.com

ان کے مذہبی پیشواء، ایک یہودی کے لئے زانیوں کی مثالیں ایسے دیتے کہ فحاشی کا ارتکاب کرنا یہودی کے لئے اطاعت گزار ہونے کی نشانی ہے۔ ان کی تبدیل شدہ کتب کے اندر لکھا ہے کہ

أَنَّ اللّٰهَ حَرَّمَ عَلَى الْيَهُودِيِّ اِرْتِكَابَ الْفَاحِشَةِ مع قَرِيْبَتِهٖ اَمَّا نِسَآءً لَاجَانِبَ فَمُبَاحَةٌ لَهٗ (نسیا حول الرسول ص۲۳)

"بے شک اللہ نے یہودی پر فحاشی کا ارتکاب حرام فرمایا ہے اپنی کسی قریبی رشتہ دار عورت کے ساتھ مگر اس کے علاوہ باقی تمام عورتوں کے ساتھ فحاشی کرنا اس کے لئے جائز ہے۔"

اس سے آپ عورت کی حیثیت، آزادی، نکاح وطلاق اور مذہب کا اندازہ آسانی سے کر سکتے ہیں۔

عورت۔ تاریخ مصر میں:

مصر کی قدیم تاریخ میں ماں، بہن اور بیٹی کے تقدس واحترام کا کوئی تصور تک نہیں تھا جس کا ثبوت یہ ملتا ہے کہ اہل مصر میں بھائی اور بہن کا آپس میں نکاح کیا جاتا تھا اور اکثر باپ اور بیٹی کے درمیان نکاح کی انسانیت سوز رسم جاری تھی جو آج کے ترقی پسند یورپ میں بھی پائی جاتی ہے۔ ان کے ہاں عورت کی عزت واحترام کے حوالے سے غیرت نام کی چیز بہت ہی کم پائی جاتی تھی، جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے سورۂ یوسف میں اہل مصر کے امراء اور شاہی گھرانوں کی عورتوں کے حد سے بڑھی ہوئی حیاء سوزی اور عصمت فروشی پر بھی امراء کا غیرت مندی کے جذبے اور اپنی عزت وغیرت کی حفاظت کا ذرہ بھی نہ ہونے کی حکایت ذکر کی ہے اللہ کے نبی حضرت یوسف علیہ السلام کی پاکدامنی اور غیرت ایمانی کی حفاظت کی مثال دیتے ہوئے قرآن میں فرما رہے ہیں کہ

فَلَمَّا رَاٰ قَمِيْصَهٗ قُدَّ مِنْ دُبُرٍ قَالَ اِنَّهٗ مِنْ كَيْدِكُنَّ ؕ اِنَّ كَيْدَكُنَّ عَظِيْمٌ
يُوْسُفُ اَعْرِضْ عَنْ هٰذَا ٚ وَ اسْتَغْفِرِيْ لِذَنْۢبِكِ ۖۚ اِنَّكِ كُنْتِ مِنَ الْخٰطِـِٕيْنَ
وَ قَالَ نِسْوَةٌ فِي الْمَدِيْنَةِ امْرَاَتُ الْعَزِيْزِ تُرَاوِدُ فَتٰىهَا عَنْ نَّفْسِهٖ ۚ قَدْ شَغَفَهَا

marfat.com

حُبًّا ؕ اِنَّا لَنَرٰھَا فِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ یوسف (۱۲:۲۸۔۳۰)

''پس جب شاہ مصر نے یوسفؑ کا قمیض دیکھا کہ پیچھے سے پھٹا ہوا ہے تو بول اٹھا کہ یہ سب تم عورتوں کی فریب کاری ہے بے شک تم عورتوں کا فریب بڑا خطرناک ہوتا ہے۔ اے یوسف پاکباز انسان تم اس بات کو جانے دو اور اے عورت تو اپنے گناہ کی معافی مانگ بے شک تو ہی قصورواروں میں سے ہے اور عورتیں شہر میں اس بات کا چرچا کرنے لگیں کہ عزیز مصر کی بیوی اپنے جوان غلام کو بہلاتی ہے کہ کہیں اس سے اپنا برا مطلب پورا کرے اور اس کے دل میں محبت گھر کر گئی ہے ہم دیکھ رہی ہیں کہ وہ کھلی گمراہی میں مبتلا ہے۔

(جمال القرآن ص ۳۹۲)

قدیم مصر میں فیملی لاء کی حالت:

قدیم مصر میں نکاح کے لئے کوئی معاہدہ نہیں ہوتا تھا لیکن شادی کا دارومدار مصریوں کے ہاں فقط عورت اور مرد کا آپس میں راضی ہو جانا تھا۔ اور عورت کے لئے شادی کرنے کی مختلف شرطیں ہوتی تھی۔

۱۔ یا تو وہ اپنے آپ کو اس مرد کے ہاتھوں اس شرط پر فروخت کر دے کہ طلاق کا حق عورت کو حاصل ہوگا۔

۲۔ یا وہ ایسا نہیں کرتی تو پھر یہ شرط ہوگی کہ وہ علیحدگی کا کوئی اختیار نہیں رکھے گی سارا اختیار مرد کو حاصل ہوگا۔

۳۔ اگر ایسا پسند نہیں تو پھر طلاق کا اختیار عورت اور مرد کے درمیان مساوی ہوگا کہ دونوں برابر طلاق کا حق رکھتے ہیں۔

(اسلام نے ان ساری کمزور شرطوں کو ختم کر کے انسانی حیثیت وصلاحیت کے مطابق تقسیم فرمائی کہ طلاق کا حق مرد کو دیا اور کسی بھی انتہائی زیادتی کی صورت میں خلع لینے کا حق عورت کو عطا فرمایا)

marfat.com

قانون وراثت کا حال:

عورت کے مالی حق کی حفاظت کا کوئی قانون نہیں تھا مرد جو چاہے فیصلہ کر دیتا تھا لہٰذا وراثت اور جائیداد کی تقسیم کے بارے میں ان کا قانون یہ تھا کہ

وَرُبَمَا شُرِطَتْ عَلٰی زَوْجِهَا اَنْ تَكُوْنَ اَمْلَاكُهٗ كُلُّهَا لِاَوْلَادِهٖ مِنْهَا دُوْنَ غَيْرِهِمْ مِنْ سَائِرِ الزَّوْجَاتِ (استاذ المرأۃ ص۱۰)

''اور اکثر مرد پر شرط لگائی جاتی کہ اس کی ساری جائیداد صرف اس بیوی سے ہونے والی اولاد کو ملے گی دیگر تمام بیویوں کی اولادیں اس حق سے محروم رہیں گے''

عورت کے حق میں اس طرح کی اور کئی زیادتیاں معاشرے کے پیدا کردہ ان حالات کا نتیجہ تھیں کہ عورتیں کثرت سے تھیں اور ایک مرد کے پاس کئی عورتیں ہوتیں اور یہ ہر لحاظ سے عورت پر ظلم تھا جسے ایک آفت اور بلاء کے طور پر قرآن نے پیش کیا جو فرعون مصر نے معاشرے میں مردوں کے قتل اور عورتوں کی کثرت سے عدم مساوات تعداد انسانی سے قومِ موسیٰؑ میں فتنہ پیدا کیا تھا کہ وہ بنی اسرائیل کے لڑکوں کو قتل کر دیتا اور لڑکیوں عورتوں کو زندہ چھوڑ دیتا جس سے معاشرے میں مردوں کی تعداد انتہائی کم اور عورتوں کی بے سہارا اور بے شوہر عورتوں کی کثرت سے فتنہ پیدا ہوا پھر جب یونانیوں کا مصر پر قبضہ ہوا تو یہ عورت پر زیادتی ختم ہوئی اور انسانیت کی تعداد درست ہوئی۔

عورت۔ ہندو مذہب کی تاریخ میں

ہندو مذہب میں دنیا ہی کو ''مایا کا جال'' کہا گیا ہے جس میں خیر کا کوئی پہلو نہیں ہے۔ انسان کی سعادت اس میں سمجھی گئی کہ وہ زیادہ سے زیادہ مادی بندھنوں اور رشتے ناطوں کی پابندیوں سے آزاد ہو کر برہم چاری زندگی گزارے، سنیاس لے کر بن باسی کرے پہاڑوں اور غاروں میں پناہ لے۔ اسی لئے منو کے قانون میں بھی عورت زندگی میں باپ، شوہر یا بیٹوں کے ماتحت رہتی ہے اور اور پھر شوہر کے رشتہ داروں کے زیرِ حکم آ جاتی تھی اسی طرح ستی جیسی عورت کو زندہ جلانے کی رسم ان میں رائج رہی جسے بعد میں راجہ رام موہن جیسے

marfat.com

روشن خیالوں نے بند کرایا۔

عورتوں کے بارے میں جو ہندو تعلیمات لکھی گئیں وہ یقیناً ان کے اصل مذہب کی بگڑی ہوئی شکل اور مسخ شدہ صورت ہے اور ہندوؤں کے قدیم مذہبی صحائف و کتب، وید، پران، شاستر، اپانشد، مہابھارت، گیتا اور رامائن میں روحانیت کی جو طلب اور تڑپ ملتی ہے اور ایک ماورائی انداز پایا جاتا ہے اس سے ایک گم شدہ صداقت اور ایک کھوئی ہوئی حقیقت کا سراغ ضرور ملتا ہے اسی لئے ہمارے اکابر انہیں مشابہ اہل کتاب سمجھتے ہیں (مسلم پرسنل لا، ص۱۹۲)

مذہب کی صحیح روح باقی نہ رہنے سے ہندو مذہب میں عورت مظلوم ہوتی گئی جس کے نتیجے میں ہندوؤں کو کچھ اسلام سے اور کچھ مغربی تہذیب سے استفادہ کرنا پڑا، لیکن مغربی عورت تو خود صدیوں کی غلامی کا صید زبوں (شکار) تھی وہاں خود مغربی حالات نئے امن بخشنے والے قانون کا تقاضا کر رہے تھے جو اپنی زنجیریں خود نہ کاٹ سکتا ہو وہ دوسروں کی بیڑیاں کیا کھولتا۔ مغربی تہذیب تو خود بیمار تھی اس سے کسی نسخۂ کیمیاء کی کیا امید ہو سکتی تھی؟

عورت روحانی ترقی کی راہ میں رکاوٹ ہے:

اسلا اور دیگر اخلاقیات کی تعلیم دینے والے قدیم مذاہب میں عورت کی حیثیت اور انسانی مقام کا فرق اس نکتہ سے بہت اچھی طرح واضح ہو جاتا ہے جب ہم یہ جاننے کی کوشش کریں گے کہ مذہب اور روحانی ترقی کی راہ میں عورت کو کیا مقام دیا جاتا ہے مولانا سیّد سلیمان ندوی ؒ لکھتے ہیں کہ ’’سب سے پہلی بات یہ ہے کہ اسلام سے پہلے جو اخلاقی مذاہب قائم تھے ان سب میں عورت کو اور میاں بیوی کے ازدواجی تعلق کا بہت حد تک اخلاق اور روح کے مدارج میں ترقی کے لئے رکاوٹ اور مانع تسلیم کیا گیا تھا بالخصوص ہندوستان میں بدھ مذہب، جین مت، ویدانت، جوگ اور سادھوپن کے تمام پیروکار اسی نظریہ کے پابند تھے۔ اسلام نے آکر اس نظریہ کو باطل کیا اور بتایا کہ اخلاق اور روح کی تکمیل جس قدر مجرد (اکیلے بغیر شادی کے) رہنے میں ہو سکتی ہے اس سے کئی درجے بہتر روحانی ترقی ازدواجی تعلق رکھ کر ممکن ہے۔ (سیرت النبی ﷺ)......۲:۴۲۸)

marfat.com

عورت ہندو مذہب کی کتب میں:

ویدک عہد میں البتہ عورتوں کے ساتھ انصاف کا ذکر ملتا ہے۔ ہنٹر (Hanter) لکھتا ہے "نکاح متبرک سمجھا جاتا تھا بیوی کا مرتبہ گھر کے انتظام میں مساوی تھا اور ستی (زندہ جلانے) کی رسم سے کوئی واقف نہ تھا، وید کے وہ اشلوک (الفاظ) جن سے برہمنوں نے تاویل کر کے اس ستی کی رسم کو جائز ٹھہرایا ہے وہ اس رسم کے خلاف معنی رکھتے ہیں۔

(تاریخ اہل ہند ہنٹر ص ۶۳)

اسی طرح ایک مغربی فاضلہ لکھتی ہے "رگ وید کتاب ۱۰ بھجن ۸۵ سے معلوم ہوتا ہے کہ ویدک عہد میں پنجاب میں عورتوں کی حد درجہ قدر و منزلت تھی، مگر زمانہ بعد کے تغیرات سے ان کی حالت بدتر ہوتی گئی یہی نہیں کہ ہندو بیوہ عورتوں کے ساتھ برا سلوک ہوا بلکہ مجموعی حیثیت سے عورت کی تمدنی حیثیت بہت گر گئی ویدک زمانے میں مرد اور عورت میں پوری مساوات تھی (ویدک ہند ص ۲۷۵)

گستاولی بان لکھتا ہے کہ "ویدک زمانے میں عورت کی حیثیت مساوات کی تھی وید کے بیان سے صاف ظاہر ہے کہ اس وقت عورت ایسی ذلیل اور بری نہیں سمجھی جاتی تھی جیسی منو شاستر میں دکھائی گئی ہے وید میں عورت کا ذکر ہمیشہ تعظیم کے ساتھ ہوا ہے" (رگ وید منڈل ۱۰ شوکت ۸۵ رچا ۴۴) آگے چل کر وہ لکھتے ہے کہ "برہمنی زمانہ میں آ کر عورت کا وہ درجہ نہیں رہا جو ویدک زمانے میں تھا، منو کہتے ہیں کہ "عورتوں کا وجود صرف اس لیے ہے کہ بچے پیدا کریں اور ہر روز خانہ داری کے کام میں مصروف رہیں (منو شاستر ۹-۲۷) پھر لکھتے ہیں کہ "کسی عورت کو کبھی اپنے گھر میں بھی کوئی کام اپنے اختیار سے نہیں کرنا چاہیے بچپن میں باپ کی، جوانی میں شوہر یا بیٹوں کی تابع (ماتحت) رہنا چاہیے (۵۔ ۱۴۷، ۱۴۸) حوالہ (تمدن ہند ص ۱۹۰، ۲۳۵)

ہندو مذہب کی تعلیمات کے ایک بڑے راہنما منو جی کی تعلیم ایک طرف عورت کے متعلق تو یہ تھی کہ

Where are women not honoured there cannot be a proper home. (Manusimirti. 3:56,60)

marfat.com

لیکن ان کی مجموعی تعلیم اور قانون نے مردوں کو جو بالادستی دے دی تھی اس کا انجام یہ ہوا کہ عورتیں کلیۃً محکوم ہو گئیں، اس کے متعلق پروفیسر کشوری سرن لال اپنی کتاب ''تاریخ ہند'' میں لکھتے ہیں کہ

To the Hindu woman who did not stray away from the standards laid down by manu, her husband was her master, her lord, and her God, And maney stories are told of the conjugal Devotion of hindu women in the Literature of the period under review.

ہندو معاشرتی نظام اور عورت کی حیثیت:

ہندو معاشرے میں عورت کی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے ایک ہندو پروفیسران سی مہتا لکھتے ہیں کہ

''معاشرتی نظام میں ہندو لوگ عورت کی جداگانہ حیثیت تسلیم کرنے کو تیار نہ تھے، خصوصاً اس حالت میں جبکہ وہ کسی کی بیٹی یا کسی کی بیوہ یا بیوی ہو اس کو مرد کی محبت آمیز نگرانی میں رکھنے کی بجائے وراثت کے جداگانہ حقوق دے دینا گویا دیوی کو اس کے تختِ اعلیٰ سے اتار دینا ہے، اسی طرح شوہر کی چتا پر زندہ جل کر مرنا۔ ایک ہندو بیوہ کے لیے کارِ عظیم سمجھا جاتا تھا اور معاملات کی طرح اس بارہ میں بھی ہندو اور عیسائی مذہب کے برعکس اسلام کی تعلیمات زیادہ عملی اور دنیاوی ضروریات کے مطابق ہیں اسلام کو ہندوستان آئے ہوئے ایک ہزار سال سے زیادہ ہو چکے ہیں لیکن وراثت کا مسئلہ جہاں تک ہندو عورت کا تعلق ہے نہ ابھی تک ضروری سمجھا گیا ہے اور نہ عملی سیاسیات میں شامل ہو سکا ہے'' (ہندوستان کے عہد وسطی کی ایک جھلک ص ۳۱۳) ایک ہندو فاضل نے عورت کو میراث یا جائیداد نہ دیئے جانے اور اس کی الگ ملکیت تسلیم نہ کرنے کی یہ وجہ بتائی ہے کہ

''عورت کو مرد کی ذات سے الگ نہیں سمجھا جاتا تھا، بلکہ دونوں مل کر ایک شخص یا ایک گھرانہ سمجھے جاتے تھے، اس لئے الگ ملکیت کا سوال ہی نہیں تھا، دوسری وجہ یہ بتائی کہ شادیاں بہت دور ہوتی تھیں اس لئے تقسیم جائیداد آراضی میں دشواریاں تھیں'' لیکن ان

marfat.com

سب باتوں سے عورت کی معاشرتی حیثیت کی نفی ہوتی دکھائی دیتی ہے اور تاویلات اور توجیہات سے حقائق کا انکار نہیں کیا جا سکتا۔ (مسلم پرسنل لاء ص ۱۹۶) ہندو عورت کو وراثت سے محروم رکھنے کے مذہبی اسباب یہ تھے جن کا ذکر ان الفاظ میں ملتا ہے:

وَكَانَ عُمُوْمُ الشَّعْبِ الْهِنْدِيْ يَعْتَقِدُوا اَنَّ الْمَرْأَةَ هِيَ مَادَةُ الْإِثْمِ، وَعُنْوَانُ الْانْحِطَاطِ الْخُلُقِيْ وَالرُّوْحِي وَلِذٰلِكَ كَانُوْا يُحَرِّمُوْنَهَا مِنْ جَمِيْعِ الْحُقُوْقِ الْمِلْكِيَّةِ وَمِنَ الْإِرْثِ (نساء حول الرسول ص۲۲)

''ہندو قوم کے عام لوگ یہ عقیدہ رکھتے تھے کہ عورت ہی گناہ کی بنیاد ہے اور اخلاقی و روحانی زوال کی علامت وسبب ہے اور اسی وجہ سے ہندو لوگ عورت کو تمام ملکیت کے حقوق اور وراثت اور جائیداد سے محروم رکھتے تھے۔''

ہندو مذہب اور آزادی وحقوق نسواں:

ہندوستان میں عورت کے درجے اور حقوق کے تعین کے لئے ایک نیشنل کمیٹی بنی تھی جس کی رپورٹ کا خلاصہ انڈین کونسل آف سوشل سائنس ریسرچ کی طرف سے کمیٹی کے سیکریٹری جے پی نائیک نے (status of women in India) کے نام سے تیار کیا تھا اس میں لکھا گیا ہے کہ ''ہندو مذہب میں بے شمار عیوب عورتوں سے منسوب کر دیئے گئے ہیں ان کو بھی شودروں کی طرح ویدوں کو پڑھنے کی اور قربانی میں حصہ لینے کی ممانعت ہے منودھرم شاستر کی رو سے عورت کو بچپن میں باپ کے زیر فرمان رہنا چاہئے جوانی میں شوہر کی نگرانی میں اور شوہر کے انتقال کے بعد بیٹوں کے زیر فرمان، وہ خود مختار کبھی نہیں رہ سکتی، پھر آگے لکھتے ہیں کہ ''عورت کا تصور محض ماں اور بیوی کی حیثیت سے کیا جاتا ہے اور اس کے یہی کردار مثالی سمجھے جاتے ہیں ایک مثالی بیوی وفادار اور بے زبان ہوتی ہے اس کا دھرم شوہر کی خدمت ہوتا ہے۔ لڑکی کی شادی میں کنیادان اور بیٹوں کی اہمیت اس بنا پر ہے کہ ان سے نسل چلتی ہے۔ ماہواری اور زچگی کے زمانے میں عورت کے ساتھ نجاست کا تصور وابستہ کر دیا گیا ہے جس کی وجہ سے وہ مذہبی رسومات میں حصہ نہیں لے سکتی۔'' ان پابندیوں سے اس

marfat.com

تصور کو تقویت ملتی ہے کہ فطری طور پر عورتیں مردوں کے مقابلے میں کمتر ہیں، چونکہ عورت کے لئے شادی کرنا اور ماں بننا لازمی ہے اس لیے اس سے یہ توقع کی جاتی ہے کہ وہ اپنے شوہر اور بیٹوں کی حفاظت و سلامتی کے لئے برت رکھے، دوسری طرف بیوہ کے ساتھ بد قسمتی کا تصور وابستہ ہے اور اس کو منحوس سمجھا جاتا ہے وہ سماجی اور مذہبی تقاریب میں حصہ نہیں لے سکتی، اس لئے کہ اس کی منحوسیت و نفرت کے علاوہ عورت کو گواہی اور تصرف کا حق بھی حاصل نہیں تھا۔

"وَاِذَا وُلِدَتْ كَانَتْ هِيَ وَالْبَيْتُ وَمَنْ يَسْكُنُ فِيهِ مَعَهَا غَيْرُ طَاهِرِيْنَ جَمِيْعِهِمْ لِمُدَّةِ عَشْرَةِ اَيَّامٍ وَلَا يُحِقُّ لَهَا اَدَاءُ الشَّهَادَةِ وَكُلُّ شَيْءٍ فِي مِلْكِهَا يَكُوْنُ تَحْتَ تَصَرُّفِ زَوْجِهَا وَلَهُ طَلَاقُهَا مَتٰى شَآءَ۔ (استاذ المرأۃ ص ۱۱)

"وہ جب کسی کے ہاں پیدائش ہوتی تو وہ لڑکی وہ گھر اور اس عورت کے ساتھ جو بھی اس گھر میں رہتے ۱۰ دنوں کے لئے ناپاک ہو جاتے اور عورت کے لئے گواہی دینے کا حق بھی نہیں تھا اور جو چیز عورت کی ملکیت بھی ہوتی اس میں تصرف کا حق عورت کو نہیں تھا بلکہ اس کے خاوند کے تصرف میں ہوتی تھی اور جب خاوند چاہتا عورت کو طلاق دے سکتا تھا۔

عورت کو زندہ جلانے کی رسم

حتیٰ کہ عورت کو دیگر حقوق تو درکنار اسے جینے کا بھی حق خوشی اور آزادی کے ساتھ نہ تھا ہر وقت خوف وغم اور قیدی کی طرح زندگی ہوتی تھی۔

"بَلْ لَيْسَ لَهَا حَقُّ الْحَيَاةِ بَعْدَ وَفَاةِ زَوْجِهَا بَلْ يَجِبُ اَنْ تَمُوْتَ يَوْمَ مَوْتِهِ وَاَنْ تُحْرَقَ معه بِالنَّارِ وَهِيَ حَيَّةٌ عَلٰى مَوْقِدٍ وَاحِدٍ وَمَا زَالَتْ عَادَةُ اِحْرَاقِ الزَّوْجَةِ بِالنَّارِ اِذَا مَاتَ عَنْهَا زَوْجُهَا حَتّٰى سَطَعَ نُوْرُ الْاِسْلَامِ عَلٰى عُمُوْمِ الْهِنْدِ خَاصَّةً فِي اَيَّامِ الْمَلِكِ الصَّالِحِ اورنگ زیب (نساء حول الرسول ص ۳۲)

بلکہ اپنے خاوند کی وفات کے بعد عورت کے لئے جینے کا بھی حق نہیں تھا بلکہ اس پر واجب تھا کہ اپنے خاوند کی موت کے دن وہ بھی ساتھ مر جائے اور خود کو اس کے ساتھ ہی آگ میں جلائے اس حال میں کہ وہ زندہ اسی ایک ہی آگ دان میں خاوند کی لاش کے

marfat.com

ساتھ ہو اور یہ عورت کو آگ میں اس کے مردہ خاوند کے ساتھ جلانے کی رسم جاری رہی حتی کہ اسلام کا نور ہندوستان پر چھا گیا اور یہ رسم بند کردی گئی بالخصوص مغل بادشاہ اورنگ زیب" کے دور میں تقریباً ختم ہوگئی۔

حتیٰ کہ ہندو برہمہ کے دور میں عورت کو مرد کے غلام کی طرح رکھا جاتا حتیٰ کہ اس کے ساتھ احترام سے بات تک بھی نہ کی جاتی اور نہ اسے دسترخوان پر ساتھ بیٹھنے کا حق ہوتا تھا تقریباً 250 سال پہلے کی تاریخ بتاتی ہے کہ دو ہندو حکمران جب فوت ہوئے تو ان میں سے ایک کی 17 بیویاں تھیں اور دوسرے کی 13 بیویاں تھیں اور انہوں نے اپنے آپ کو آگ میں جلانے کے لئے پیش کردیا سوائے ایک عورت کے جو حاملہ تھی جب اس نے بچے کو جنا تو بعد میں وہ بھی آگ میں جل گئی اور دنیا اور آخرت میں اپنے خاوند کے ساتھ مل گئی حتیٰ کہ انگریز کے دور حکومت کے بعد تک عورت کو کہیں کہیں زندہ جلانے کی رسم پائی جاتی تھی۔

(استاذ المرأۃ ص ۱۲)

ہندو سماج میں انسانی تفریق اور عورت پر مختلف طرح سے ہونے والی زیادتیوں کے خلاف جو تحریکیں چلیں ان کے اثر سے عورت کی معاشرتی حیثیت کچھ بہتر ہوئی اور اسے مذہبی رسومات، روحانی تسکین کے حصول اور عبادات کی اجازت ملی مگر مرد کے مقابلے میں عورت کا درجہ کمتر ہی رہا۔ ہندو مذہب سے جنم لینے والے بدھ مت میں بھکشنی کے مقابلے میں بدھ دیوتا بھکشو کی حیثیت اونچی رہی جین مت میں، ویرشیومت، سناتن دھرم اور دوسرے چھوٹے چھوٹے فرقوں نے عورت کو جو کمتر درجہ دیا اس کی اصلاح میں کوئی کامیابی نہ ہوسکی آج بیسویں صدی کی تکمیل میں بھی عورت ہندوستان میں باقاعدہ فروخت ہونے کے مخصوص علاقوں میں بازار لگتے ہیں، برطانیہ اور یورپ میں بہن کی قیمت دے کر بھائی کو ویزہ ملنے کی خبریں ملتی ہیں ہندوستان اور دیگر ممالک کی جوان عورتیں 20 سے 25 ہزار پاؤنڈ میں فروخت ہوتی ہیں اور عورت کی عزت و آبرو کا تصور ذلت و رسوائی میں بدل چکا ہے جس کی سینکڑوں مثالیں روزانہ اخبارات کی زینت بن رہی ہیں۔

marfat.com

عورت۔ تاریخ عیسائیت میں

تاریخ عیسائیت میں عورت کا مذہبی و معاشرتی مقام کیا تھا اس کا واضح اندازہ لگانے کے لیے اتنا کافی ہے کہ رہبانیت کے نام پر عورت اور معاشرتی زندگی سے دوری کا تصور عیسائیت کی ایجاد ہے۔

خدا نے رہبانیت کی بدعت کو جائز رکھا تھا مگر

دوسری چیز یہ کہ پورے عیسائی عملی ذخیرے اور مذہبی اناجیل میں عیسائیوں کے لیے عورت کی تعلیم کے لئے کوئی واضح حکم اور دینی تعلیمات نہ تو حضرت عیسیٰ کی تعلیمات سے ملتی ہیں اور نہ ہی انجیل میں کوئی خاص ابواب یا تعلیمات کا ذکر ہے سوائے معمولی چند بکھری ہوئی باتوں کے (استاذ المراۃ ص ۹)

سینٹ پال اور کلیسا کے زیر اثر اس صدی کی تاریخ عیسائیت تک عورتوں کو معمولی مقام دیا جاتا تھا اور قرون وسطیٰ میں شادی اور خاندانی تعلقات گناہ قرار پائے۔ گھر ویران اور خانقاہیں آباد ہونے لگیں، کنواری مریم اور کنوارے مسیح کی تقلید اتنی عام ہوئی کہ عورتیں راہبہ اور جوگی بننا فخر سمجھتی تھیں اور عمریں پادریوں اور کلیساؤں کی خدمت میں گزار دیتی تھیں اور ان کنواری عورتوں کے علاوہ عام گھریلو عورتوں کو شیطانی مخلوق، ازل کی گناہگار اور جنت سے اخراج کا ذمہ دار قرار دیا جاتا تھا ان کا عقیدہ یہ تھا کہ

"اَنَّهُمْ اِعْتَبَرُوا الْمَرْأَةَ يَنْبُوعَ الْمَعَاصِي، وَأَصْلَ السَّيِّئَةِ وَالْفُجُورِ، وَاَنَّهَا لِلرَّجُلِ بَابٌ مِنْ اَبْوَابِ جَهَنَّمَ (نسائی حول الرسول ص ۲۵)

عیسائی لوگ عقیدہ رکھتے کہ عورت گناہوں کی طرف بہا کر لے جانے والی ہے اور وہ برائی اور گناہ کی جڑ ہے اور وہ مرد کے لئے جہنم کا دروازہ ہے۔

ایک بہت بڑے عیسائی راہب پادری ''ترتولیان'' کہتا ہے کہ

اَنَّهَا مَدْخَلُ الشَّيْطَانِ اِلَى نَفْسِ الْاِنْسَانِ، وَاَنَّهَا دَافِعَةٌ بِالْمَرْءِ اِلَى الشَّجَرَةِ الْمَمْنُوْعَةِ، نَاقِصَةٌ لِقَانُوْنِ اللّٰهِ، وَمُشَوِّهَةٌ لِصُوْرَةِ الرَّجُلِ۔

(نساء حول الرسول ص ۲۵)

marfat.com

بے شک عورت نفس انسانی میں شیطان کے داخل ہونے کا راستہ وذریعہ ہے اور بے شک عورت ہی مرد کو جنت میں اس شجر ممنوعہ تک لے جانے والی ہے اللہ کے قانون کو توڑنے والی ہے اور انسانی صورت کے لیے عورت ہی بدشکل چیز ہے۔

اسی طرح کرائی سوستام جوقدلیس برناز کے لقب سے مشہور عیسائی راہنما تھا کہتا ہے کہ

هِيَ شَرٌّ لَا بُدَّمِنْهُ وَ وَسْوَسَةٌ جِبلِّيَةٌ وَآفَةٌ مَرْغُوبٌ فِيهَا وَخَطَرٌ عَلَى الْأُسْرَةِ وَالْبَيْتِ وَمَحْبُوبَةٌ فَتَّاكَةٌ وَ رِزْءٌ مُطَلِّيٌ مُمَوَّهٌ (نساء حول الرسول ص ۲۵)

''عورت وہ شر ہے جس سے فرار ممکن نہیں اور انسان کے لئے جبلی (طبعی) وسوسہ کا سبب ہے اور ایسی آفت ہے جس میں رغبت رکھی گئی ہے اور پورے خاندان اور گھر کے لئے خطرہ ہے اور قتل کرنے والی محبوبہ ہے اور ایسی مصیبت ہے جو اوپر سے رنگ اور پالش کی ہوئی ہے مگر اصلی چہرہ چھپا ہوا ہے۔

دوسری طرف عورت سے جنسی تعلق رکھنے کے اعتبار سے ان کا عقیدہ یہ تھا کہ عورت اپنی ذات میں نجس وناپاک ہے لہٰذا واجب ہے کہ اس سے پرہیز کیا جائے خواہ صحیح طریقے کی عورت ہی کیوں نہ ہو لہٰذا اس بنا پر عیسائیوں میں بلند اخلاق کے لئے رہبانیت علامت بن گئی۔

عورت۔ مذہبی کتب اور انجیل میں

ایک انجیل صحیفہ میں پولس رومی کے خط میں درج ہے کہ ''مرد عورت سے نہیں بلکہ عورت مرد سے ہے'' (کرنتھیون ۱۱۔۸)

یعنی اصل مقام مرد کا ہی عورت کی حیثیت کمتر اور ماتحت کی ہے اسی طرح ایک دوسرے صحیفے میں درج ہے کہ ''آدم نے فریب نہیں کھایا بلکہ عورت فریب کھا کر گناہ میں پڑ گئی (تیمتھس ۲۔۱۴) یہ تاریخی حقیقت ہے کہ عیسائیوں میں عورتوں سے بے تعلقی کو روحانی کمال کے لئے ضروری سمجھا جاتا تھا۔ (قرنتون ۷،۸) لیکن اس غیر فطری طرز زندگی کا انجام یہ ہوا کہ عیسائیت غلط راستہ پر پڑ گئی جس کے نتیجے میں غیر انسانی طریقے (جنسی تسکین کے لئے) اختیار کئے گئے کلیسا عیاشیوں کے خفیہ مرکز بن گئے اور عام زندگی میں ایک عجیب کشمکش پیدا

marfat.com

ہوگئی، یہ عیسائی تعلیمات ہی کا اثر ہے کہ آج مغربی ممالک میں جنسی نکاح کی طرف رغبت معمولی پائی جاتی ہے اس سے کئی حصے زائد علانیہ یا خفیہ جنسی تعلقات کی طرف رجحان پایا جاتا ہے مشہور مصنف ڈریپر نے اس حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے کہ "علانیہ تجرد خفیہ عیاشی کا مترادف ہے، یہی وجہ تھی کہ تمام انگلستان چیخ اٹھا کہ ملک میں ایک لاکھ عورتیں ایسی ہے جنھیں پادری خراب کر چکے ہیں اور اسی بنا پر عوام اور حکومت انگلستان نے ان خانقاہوں کو جو رہبانیت کا مرکز تھیں بند کرنے کا قصد کر لیا۔ (معرکہ مذہب و سائنس ص ۳۶۴)

پھر پورے یورپ میں اہل کلیسا کے خلاف اٹھنے والی یہ صدائے احتجاج عورت پر ہونے والے اس خفیہ جنسی عیاشی کے ظلم کو بہا کر لے گئے اور Protestent جو جدید تعلیم یافتہ ذہن تھا اس کی تحریک نے عیسائیت کو بچانے کے لئے کلیسا کی عیاشیوں کو بے نقاب کر دیا اور یورپ کی تاریخ میں یہ انقلاب اس کی تاریخی دلیل کے طور پر ہمیشہ گواہی دیتا رہے گا۔

یورپ میں معاشرتی طبقاتی تقسیم اور عورتوں کے خرید و فروخت کے بارے میں ظلم کو بے نقاب کرتے ہوئے یہی مصنف مزید لکھتا ہے کہ "عام لوگ طاقتور امراء کے پنجۂ ظلم میں پھنسے ہوئے تھے، ان کی جائیدادیں چھین لی جاتی تھیں ان کی لڑکیوں کو یا تو دار العمامہ میں بٹھا دیا جاتا تھا یا وہ لونڈیاں بنا کر بیچ ڈالی جاتی تھیں"

یورپ میں عورت کی حیثیت:

عورتیں یورپ میں کتنی دبی کچلی ہوئی تھیں اس کا اندازہ ایک اور مغربی اہل قلم کے بیان سے بآسانی ہو سکتا ہے وہ لکھتا ہے کہ "کوئی سوسائٹی جس کو تھوڑا سا بھی عیسائیت سے لگاؤ ہو اس امر کو گوارا نہیں کر سکتی کہ منکوحہ عورتوں کی اس آزادی کو جو روما کے قانون وسطی میں انہیں حاصل تھی برقرار رکھے" (قدیم قانون ص ۱۲۳ مصنف سمز مین)

اس مصنف نے اپنے قانونی جائزہ میں دکھایا ہے کہ یورپ میں ہر شعبہ میں عورت کی حیثیت ماتحت کی رہی، اور نکاح کو زر خرید لونڈی بنانے کا ذریعہ سمجھا جاتا تھا نہ اس کے مالکانہ حقوق تھے، نہ انفرادی آزادی تھی اور نہ وراثت میں کوئی حق تھا۔ ایک مصنف اس کی دلیل

marfat.com

بیان کرتے ہوئے لکھتا ہے کہ

كَانَ لَهُ (في العالم الغربي) تَأْثِيرٌ فِي انْحِطَاطِ مَنْزِلَةِ الْمَرْأَةِ فِي كُلِّ نَوَاحِي الْحَيَاةِ فَهِيَ مِنَ النَّاحِيَةِ الْاِقْتِصَادِيَّةِ كَالْاِرْثِ وَغَيْرُ محدودة، وَلَمْ يَكُنْ يَسْمَعُ لَهَا فِي كَسْبِ يَدِهَا وَيَكْفِي دَلِيْلًا عَلَى ذَالِكَ مَا نَقَلَ عن الكاتبة الْفَرَنْسِيَّةِ (أرماندين لوسيل أوردور) فَإِنَّهَا لَمْ تَتَمَكَّنْ مِنْ نَشْرِ مُؤَلَّفَاتِهَا حَتّٰى اِتَّخَذَتْ لِنَفْسِهَا اِسْمَ رَجُلٍ هُوَ جَوْرَجُ سَانْدُ وَذَلِكَ مَا بَيْنَ عام ۱۸۱۴ھ۔ ۱۸۷۶م فَإِنْ دَلَّ عَلَى شَيْءٍ فَإِنَّمَا يَدُلُّ عَلَى مَدى اِحْتِقَارِ الْمَرْأَةِ وَعَدَمِ الْاِعْتِرَافِ لَهَا بِأَنَّ لَهَا عَقْلًا تَكْفُرَ بِهِ (نساء حول الرسول ص ٢٦)۔

"عالم مغرب میں یہ تاثیر تھی کہ وہاں زندگی کے ہر شعبہ میں عورت کی حیثیت پست تھی اور بالخصوص وراثت وملکیت کے حوالے سے کوئی حق متعین نہیں تھا اور حتی کہ اسے اپنے ہاتھ کی کمائی بھی اجازت واختیار نہیں تھی اور اس پر یہ دلیل کافی ہے کہ جو ایک فرانسی ادیب کے مطلق مشہور خبر ہے کہ ارماندین لوسیل اور ورنامی عورت کو اپنی تصنیفات (کتب) شائع کرنے کی اجازت نہیں تھی حتی کہ اس نے اپنے لیے مردوں جیسا نام رکھا جو کہ جارج سانڈ تھا تب وہ شائع ہوئیں اور یہ واقعہ سن 1814ء سے 1876ء کے درمیان کا ہے اور یہ واقع اس بات پر دلیل ہے کہ اس مدت تک عورت کو حقارت کی نظر سے دیکھا جاتا تھا اور اس کی حیثیت کو قبول نہیں کیا جاتا تھا اور یہ سمجھا جاتا تھا کہ اس کی کوئی ایسی عقل نہیں جس پر وہ غور و فکر کر سکتی ہے۔"

عورت پر کلیسا کا ظلم:

عورت پر اہل کلیسا کے ظلم کے ثبوت ہر زبان کی تاریخ میں موجود ہیں حتی کہ موجودہ انجیل میں اہل کلیسا اپنے ہر کام کو مذہبی قانون کا رنگ دینے کے لئے جو تبدیلیاں کرتے چلے آئے ان میں عورت پر مذہبی، معاشرتی، قانونی، جسمانی زیادتی اور نفسانی ہوس پرستی کا شکار بنانے تک کے آثار ملتے ہیں اور اس کام کو مذہبی طور پر جائز بنانے کے لئے انبیاء علیہم السلام

marfat.com

جیسی مقدس ہستیوں پر بھی نفس پرستی اور نعوذ باللہ زنا جیسے الزامات جگہ جگہ ملتے ہیں حتیٰ کہ حضرت مریم علیہا السلام کی مقدس ذات پر بھی الزام اور شک کیا گیا جو کہ اس حد سے زیادہ محترم ہیں اور اس کی تردید بھی نہیں کی البتہ قرآن حکیم میں اس الزام کی تردید اور حضرت مریم سلام اللہ علیہا کی پاکدامنی کا مکمل ذکر آیا ہے۔ حضرت عیسیٰ ؑ کا اپنی والدہ محترمہ کو جھڑک دینا بھی ملتا ہے قدیس برنار عورت کو شیطان کی بیٹی کہتا ہے اور یوحنا دمشقی عورت کو مکار کہتا ہے۔ تاریخ بتاتی ہے کہ 1494ء میں الیگزنڈر ششم 6th نے لوئی دہم 10th نے 1521ء میں، اڈرین ششم 6th نے 1522ء میں جادو کے الزام میں ہزاروں عورتوں کو قتل کیا، بلکہ ایلزبتھ اور جیمس اوّل کے عہد میں بھی ہزاروں عورتیں جلائی گئیں تھیں۔ لانگ پارلیمنٹ کے زمانے میں پھانسیاں دی گئیں اسکاٹ لینڈ کے جیمس ششم نے بھی ایک موقع پر ان عورتوں کا قتل عام کیا عورتوں کی سزا کے لئے انگلستان میں ایک خاص مجلس وضع ہوئی جس نے طرز ستم ایجاد کئے اور بقول ڈاکٹر اسپرنگ ''عیسائیوں نے 90 لاکھ عورتوں کو زندہ جلا دیا'' ۱۱ ویں صدی تک بیویاں انگلستان میں بیچی جاتی تھی 1567ء میں اسکاٹ لینڈ پارلیمنٹ نے قانون بنایا کہ عورتیں کسی چیز کی مالک نہیں ہوسکتیں'' (مسلم پرسنل لا، ص ۲۰۰)

انجیل اور نکاح کا تصور:

ازدواجی زندگی اور نکاح کے بارے میں انجیل کی تعلیم یہ تھی کہ طلاق کسی حالت میں بھی نہیں ہوسکتی اس میں لکھا تھا کہ '' جسے خدا نے جوڑا اسے آدمی جدا نہ کرے، جو کوئی اپنی بیوی کو چھوڑ دے اور دوسری عورت سے شادی کرے وہ زنا کرتا ہے اور اگر عورت ایسا کرتی ہے تو وہ بھی ایسی ہی ہے (مرقس ۱۰۔۷، ۱۲) ایک دوسری روایت میں ہے کہ ''میں نہیں بلکہ خداوند حکم دیتا ہے کہ بیوی شوہر سے علیحدہ نہ ہو (کرنتھیوں ۷:۱۰)

حتیٰ کہ حضرت عیسیٰ جیسے مقدس رسول سے بھی ایسے اقوال منسوب کر دیئے گئے لکھا ہے کہ ''قَدْ سَمِعْتُمْ اَنَّہٗ قِیْلَ لِلْقُدَمَاءِ لَا تَزْنِ وَاَمَّا اَنَا فَاَقُوْلُ لَکُمْ اِنَّ کُلَّ مَنْ یَنْظُرُ اِلٰی اِمْرَاۃٍ یَشْتَھِیْھَا فَقَدْ زَنٰی بِھَا فِیْ قَلْبِہٖ وَ قِیْلَ مَنْ طَلَّقَ اِمْرَاَتَہٗ

marfat.com

فَلْیَحُطِّهَا کِتَابُ طَلَاقٍ وَ اَمَّا اَنَا فَاَقُوْلُ لَکُمْ مَنْ طَلَّقَ اِمْرَأَتَهٗ اِلَّا لِعِلَّةِ الزِّنَا یَجْعَلُهَا تَزْنِیْ وَ مَنْ یَتَزَوَّجُ مُطَلَّقَةً فَاِنَّهٗ یَزْنِیْ (استاذ المرأۃ ص ۹)

''یقیناً تم نے سن رکھا ہوگا کہ پہلے بزرگوں کے لئے کہتے تھے کہ زنا نہیں کرتے تھے لیکن میں تم سے کہتا ہوں کہ جو کسی عورت کی طرف دیکھتا ہے اسے شہوت دینے کے لئے بس اس نے اپنے دل میں زنا کیا اور یہ بھی کہا جاتا ہے کہ جس نے اپنی عورت کو طلاق دی پس وہ اسے طلاق لکھ کر دے سکتا ہے اور میں تم سے کہتا ہوں کہ جس نے زنا کی وجہ کے علاوہ اپنی بیوی کو طلاق دی اس نے عورت کو زانی بنا دیا اور جو آدمی طلاق شدہ عورت سے شادی کرتا ہے تو وہ بھی زنا کرتا ہے۔

عورت کے لئے نکاح کا معنی قیدِ بامشقت مجبوری بنا دیا گیا تھا جس سے نکلنے کا کوئی راستہ نہ تھا۔

وَاَمْرُ اَنَّ الطَّلَاقَ وَالْخُلْعَ لَمْ یَکُوْنَا مُبَاحَیْنِ عِنْدَهَا فِیْ اَیِّ حَالٍ مِّنَ الْاَحْوَالِ مَهْمَا بَلَغَ الْبُغْضُ وَالتَّنَافُرُ بَیْنَ الزَّوْجَیْنِ۔ (نساء حول الرسول ص ۲۶)

''اور ان کے ہاں معاملہ ایسا تھا کہ طلاق اور خلع عورت کے لئے کسی بھی حال میں جائز نہیں تھے حتیٰ کہ اس کے نتیجے میں میاں اور بیوی کے درمیان معاشرے میں بغض اور نفرت پیدا ہوگئی (اور ایک دوسرے پر اعتماد اٹھ گیا)''

اس غیر فطری بندش پابندی کا جو انجام ہوا وہ ظاہر ہے جس کا ادنیٰ سا کرشمہ اخلاقی تباہی اور معاشرتی نظام کا زوال تھا۔ مسٹر لیکی اپنی کتاب ''تاریخ اخلاق یورپ'' میں لکھتا ہے کہ ''عام عقیدہ یہ تھا کہ عورت جہنم کا دروازہ ہے اور تمام آفات بشری کا باعث ہے اسے اپنے آپ کو ذلیل سمجھتے رہنے کے لئے یہی کافی ہے کہ وہ عورت ہے''

Lecky: History of european Morals (3:142)

آج 2000 ہزار سال عیسائیت کی تاریخ کو مکمل ہو چکے ہیں مگر عورت کو حقیقی معاشرتی عزت اور خاندانی پرسکون نظام یورپ میں نہیں مل سکا پاپائے عیسائیت نے ویٹی کن سٹی اٹلی میں ہونے والی ایک عالم عیسائیت کی تاریخی مجلس میں اللہ کے حضور رو رو کر تمام پادریوں

marfat.com

کے ساتھ مل کر 2000 ہزار سالہ عیسائیوں سے ہونے والے گناہوں کی معافی مانگی جن گناہوں کی فہرست میں ایک گناہ جس کا برملا اعتراف کیا گیا وہ یہ بھی تھا کہ" ہم نے 2000 ہزار سالوں میں اقلیتوں اور عورت پر بہت ظلم کئے ہیں" یہ احساس ندامت اور توبہ قابل تحسین ہے مگر عملاً معاشرے میں اقلیتوں اور عورت کا احترام اور پرسکون زندگی گزارنے کا محفوظ ماحول پیدا کرنا بھی ضروری ہے۔ جس کے لئے محفوظ اور مضبوط قانون سازی اس پر سختی سے عملدرآمد کی بھی اشد ضرورت ہے۔

برطانیہ اور یورپ کے دیگر ممالک جو جدید ترقی کے علمبردار کہلاتے ہیں وہاں سر بازار عورتوں اور جوان طالبات کو سکول جاتے ہوئے یا گلیوں سے اغواء کر لینا روز کا معمول بن چکا ہے گینگ ریپ کے بعد عورت کو قتل کر کے ادھر ادھر پارکوں میں پھینک جانا آئے روز اخبارات کی زینت بن رہا ہے دوسری طرف دنیائے عیسائیت کے سپر پاور کہلانے پر فخر کرنے والے ممالک بالخصوص امریکہ کے وائیٹ ہاؤس میں بھی کسی عورت کی عزت محفوظ رہنے کا تصور تک باقی نہیں رہا اور صدر کلنٹن جیسے آدمی بھی محتاط اندازے کے مطابق ۳ یا اس سے بھی زائد عورتوں کی عزت سے کھیلنے کو معمول کی رسم کے طور پر ادا کر رہے ہوں تو باقی پوری یورپی اقوام میں جنسی سیلاب کی تباہ کاریوں اور عورت کی رسوائی کا کیا حال ہوگا! یورپ کے بیشتر ممالک کے نائیٹ کلبوں اور مخصوص بازاروں میں عصمت فروشی کا کاروبار کس عروج پر ہوگا اور شادی سے پہلے جتنی چاہے عورتوں کی عزتوں سے کھیلنا باقاعدہ قانونی طور پر جائز ہو تو پھر یورپ میں عورت کی عزت کا نام رسوائی ہی رکھا جائے تو درست ہوگا۔

عورت۔عرب دور جاہلیت میں

ظہور اسلام سے قبل جب تمام سابقہ مذاہب اور اقوام اپنی رسم و رواج اور ظلم و زیادتی پر مبنی تہذیبوں کے ساتھ دنیا میں ہر طرف موجود تھیں اس وقت ہر طرف انسانی اخلاقیات کے اعتبار سے اندھیرا چھایا ہوا تھا پوری دنیا کے ہر کونے میں عورتوں اور غلام طبقوں کی حالت نہایت افسوس ناک تھی بلکہ یوں کہنا چاہئے کہ لوگ عورتوں کو انسان نہیں بلکہ حیوانات سے

marfat.com

بھی بدتر خیال کرتے تھے اس دور جاہلیت میں عرب ملک جہاں سے اسلام کا سورج طلوع ہونے والا تھا یہاں کے معاشرے کی حالت ناگفتہ بہ تھی صرف مکہ شہر جو دنیا کا سب سے پرانا اور پہلا شہر تھا اس کی آبادی ۷۰ لاکھ سے زائد تھی مگر تقریباً ۱۴ آدمی معمولی لکھنا پڑھنا جانتے تھے کیونکہ ہاتھ سے لکھنے پڑھنے کو عیب سمجھا جاتا تھا اس سے معلوم ہوتا ہے کہ جہالت کس درجہ پر تھی اور عورت کی تعلیم کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا کیونکہ عورت کو انسان ہی تصور نہیں کیا جاتا تھا بلکہ لڑکیوں کو زندہ دفن کر دینے کا عام معمول اور رسم تھی زندگی میں عورت کسی حق کی مالک نہ تھی معمولی معمولی باتوں پر عورتوں کو کئی کئی بار طلاق دی جاتی تھی حتیٰ کہ ہزار ہزار طلاقیں دی جاتی تھیں مگر طلاق کے بعد نہ تو عورت کو آزادی ملتی بلکہ الٹا مختلف تکلیفیں دی جاتی کسی دوسرے شخص سے نہ شادی کر لینے کی آزادی ہوتی بلکہ گھروں میں بند رکھا جاتا تھا۔ باپ کے مرنے کے بعد بیٹا اپنے باپ کی عورتوں اور اپنی ماں اور تمام لونڈیوں کا مالک سمجھا جاتا تھا اور ان پر جس طرح چاہتا تصرف وسلوک کرتا۔ عورتیں ایک ورثہ خیال کی جاتیں تھیں عورتوں سے بے شمار نکاح کئے جاتے تھے اور ان کو جانوروں کی طرح سمجھا جاتا تھا ایسے نکاح کی ایک مثال حدیث رسول اللہ ﷺ کی مشہور کتاب بخاری شریف میں زوجہ رسول اکرم ﷺ حضرت عائشہ صدیقہؓ یوں بیان فرماتی ہیں کہ دور جاہلیت میں نکاح کیسے کرتے تھے۔

"اَنَّ عَائِشَةَ زَوْجَ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّمَ اَخْبَرَتْهُ اَنَّ النِّکَاحَ فِی الْجَاهِلِیَّةِ کَانَ عَلٰی اَرْبَعَةِ اَنْحَاءٍ فَنِکَاحٌ مِنْهَا نِکَاحُ النَّاسِ الْیَوْمَ یَخْطُبُ الرَّجُلُ اِلَی الرَّجُلِ وَلِیَّتَهُ اَوْ اِبْنَتَهُ فَیَصْدِقُهَا ثُمَّ یَنْکِحُهَا وَ نِکَاحٌ اٰخَرُ کَانَ الرَّجُلُ یَقُوْلُ لِامْرَاَتِهٖ اِذَا طَهُرَتْ مِنْ طَمْثِهَا اَرْسِلِیْ اِلٰی فُلَانٍ فَاسْتَبْضِعِی مِنْهُ وَ یَعْتَزِلُهَا زَوْجُهَا وَلَا یَمَسُّهَا اَبَدًا حَتّٰی یَتَبَیَّنَ حَمْلُهَا مِنْ ذٰلِكَ الرَّجُلِ الَّذِیْ تَسْتَبْضِعُ مِنْهُ فَاِذَا تَبَیَّنَ حَمْلُهَا اَصَابَهَا زَوْجُهَا اِذَا اَحَبَّ وَ اِنَّمَا یَفْعَلُ ذَالِكَ رَغْبَةً فِی نَجَابَةِ الْوَلَدِ فَکَانَ هٰذَا النِّکَاحُ نِکَاحُ الْاِسْتِبْضَاعِ وَنِکَاحٌ

marfat.com

اٰخَرَ يَجْتَمِعُ الرَّهْطُ مَا دُوْنَ الْعَشْرَةِ فَيَدْ خُلُوْنَ عَلَى الْمَرْاَةِ كُلُّهُمْ يُصِيْبُهَا فَاِذَا حَمَلَتْ وَوَضَعَتْ وَ مَرَّعَلَيْهَا لَيَالِيْ بَعْدَ اَنْ تَضَعَ حَمْلَهَا اَرْسَلَتْ اِلَيْهِمْ فَلَمْ يَسْتَطِعْ رَجُلٌ مِنْهُمْ اَنْ يَمْتَنِعَ حَتّٰى يَجْتَمِعُوا عِنْدَهَا تَقُولُ لَهُمْ قَدْعَرَفْتُمُ الَّذِيْ كَانَ مِنْ اَمْرِكُمْ وَ قَدْ وَلَدْتُ فَهُوَ اِبْنُكَ يَا فُلَانُ تُسَمِّيْ مَنْ اَحَبَّتْ بِاِسْمِهٖ فَيَلْحَقُ بِهٖ وَلَدُ هَالَا يَسْتَطِيْعُ اَنْ يَمْتَنِعَ بِهِ الرَّجُلُ وَ نِكَاحُ الرَّابِعُ يَجْتَمِعُ النَّاسُ الْكَثِيْرُ فَيَدْخُلُوْنَ عَلَى الْمَرْاَةِ لَا تَمْتَنِعُ مِمَّنْ جَآءَ هَاوَ هُنَّ الْبَغَايَا كُنَّ يَنْصِبْنَ عَلٰى اَبْوَابِهِنَّ رَايَاتٍ تَكُوْنُ عَلَمًا فَمَنْ اَرَادَ هُنَّ دَخَلَ عَلَيْهِنَّ فَاِذَا حَمَلَتْ اِحْدَاهُنَّ وَوَضَعَتْ جُمِعُوْا لَهَا وَ دَعَوْالَهُمُ الْقَافَةَ ثُمَّ اَلْحَقُوْا وَلَدَهَا بِالَّذِيْ يَرَوْنَ فَالْتَاطَ بِهٖ وَ دُعِيَ اِبْنَهُ لَا يَمْتَنِعُ مِنْ ذٰلِكَ فَلَمَّا بُعِثَ مُحَمَّدٌ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بِالْحَقِّ هَدَمَ نِكَاحَ الْجَاهِلِيَّةِ كُلَّهُ اِلَّا نِكَاحَ النَّاسِ الْيَوْمَ (بخاری شریف ج ۳ پارہ ۲۱ کتاب النکاح حدیث نمبر ۱۱۳)

حضرت عائشہ صدیقہ ؓ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی بیوی نے بیان فرمایا کہ زمانہ جاہلیت میں عرب لوگ چار طریقوں پر نکاح کیا کرتے تھے ایک تو اس طرح جیسے آج کل لوگ کیا کرتے ہیں ایک مرد دوسرے مرد کو نکاح کا پیغام بھیجتا وہ اپنی رشتہ دار عورت یا بیٹی کا مہر مقرر کر کے نکاح کر دیتا۔ دوسرا طریقہ یہ کہ شوہر اپنی بیوی سے جب وہ حیض سے پاک ہوتی تو یوں کہتا کہ تو فلاں مرد کو بلا بھیج اور اس سے لپٹ جا جب وہ عورت ایسا کرتی تو اس کا خاوند اس سے اس وقت تک الگ رہتا جب تک اس کا حمل اس غیر مرد سے ظاہر نہ ہو جاتا جب حمل ظاہر ہو جاتا تو اس کا خاوند بھی اگر چاہتا تو اس سے صحبت کرتا اور یہ امر خاوند اس لیے کرتا کہ بچہ شریف اور عمدہ پیدا ہو ایسے نکاح کو استبضاع کا نکاح کہا کرتے تھے تیسرا نکاح یہ تھا کہ کئی آدمی مل کر ایک عورت کو نکاح میں رکھتے مگر دس سے کم آدمی ہوتے سب کے سب اس سے صحبت کرتے جب اس عورت کو حمل ظاہر ہو جاتا اور وہ بچہ جنتی تو کئی راتیں گزرنے کے بعد ان سب مردوں کو بلا بھیجتی ان سب کو لازمی آنا پڑتا یہ عورت ان سے کہتی تم جانتے ہو

marfat.com

جوتم نے کیا اب میرے بچہ پیدا ہوا ہے وہ تم لوگوں میں سے فلاں شخص کا بچہ ہے۔ جس شخص کا وہ چاہتی ان میں سے نام لے لیتی وہ بچہ اسی کا ہو جاتا اس کو انکار کرنے کی مجال نہ ہوتی (کیونکہ قومی رسم ایسے تھی) چوتھا نکاح یہ تھا کہ ایک عورت کے پاس بہت سے آدمی آتے جاتے رہتے وہ ہر ایک سے صحبت کراتی کسی سے انکار نہ کرتی یعنی رنڈی (طوائف) اور اس کے دروازے پر ایک نشانی کے لئے جھنڈا لگا دیتے جس کا دل چاہتا اس سے صحبت کرتا اگر اس کو پیٹ رہ جاتا اور وہ بچہ جنتی تو جتنے مرد اس کے پاس گئے تھے سب قیافہ شناس (نجومی) کو بھیجتے وہ اپنے علم کی رو سے جس مرد کو اس کا باپ کہتا اس کو انکار کی مجال نہ ہوتی جب اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو پیغمبر بنا کر بھیجا تو آپ نے جاہلیت کے سب نکاح کے طریقے موقوف کر دیئے صرف ایک یہی نکاح باقی رکھا جس کا آج کل (مسلمانوں میں) رواج ہے۔

دور جاہلیت کی عورت سے ہر لحاظ پر نفرت کی جاتی اور اسے خریدا جاتا بیچا جاتا اور مال کے طور پر رہن بھی رکھا جاتا تھا شاعر عورت سے عشق اور برائی کے واقعات کا کھلا اظہار کرتے اور اپنی شاعری میں عورت کی کمزوریوں اور عیب گنوا کر مردوں میں ان سے نفرت کو اور بڑھاتے جیسے دورِ جاہلیت کا مشہور بختری کہتا ہے۔ جب اس کے ایک دوست کی جوان بیٹی فوت ہوگئی تو اس پر دوست کو لکھتا ہے کہ:

أ تبکي مَنْ لَایَزَازلُ بِالسَّیْفِ شیحًا وَلَا یَهُزُ اللواء وَالفَتَی مَنْ دَاعِی القُبُوْرُ لَمَا طَافَ بِهِ مِنْ بناتِهِ اکُفَاءُ

''کیا تم اس کی موت پر روتے ہو جو میدان جنگ میں تلوار لے کر اتر نہیں سکتی اور جنگ کا پرچم لہرا سکتی ہے۔ اور وہ جوان بیٹا جو جنگ کے میدان میں قبروں کو دیکھتا ہے وہ ایسی بیٹیوں کے برابر کبھی خیالوں میں بھی نہیں ہوسکتا بلکہ اعلیٰ ہے۔ (استاد المراۃ ص ۱۶)

عورتوں سے ان کی نفرت کو بیان کرتے ہوئے قرآن بڑے اصلاحی انداز سے انہیں عورتوں سے ایسا نفرت آمیز سلوک کرنے سے منع کرتے ہوئے کہتا ہے''

یٰٓاَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْا لَا یَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا ؕ وَ لَا تَعْضُلُوْهُنَّ

marfat.com

لِتَذْهَبُوْا بِبَعْضِ مَآ اٰتَيْتُمُوْهُنَّ اِلَّآ اَنْ يَّاْتِيْنَ بِفَاحِشَةٍ مُّبَيِّنَةٍ ۚ وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰٓى اَنْ تَكْرَهُوْا شَيْئًا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا ۝ وَ اِنْ اَرَدْتُّمُ اسْتِبْدَالَ زَوْجٍ مَّكَانَ زَوْجٍ ۙ وَّ اٰتَيْتُمْ اِحْدٰىهُنَّ قِنْطَارًا فَلَا تَاْخُذُوْا مِنْهُ شَيْئًا ؕ اَتَاْخُذُوْنَهٗ بُهْتَانًا وَّاِثْمًا مُّبِيْنًا (النساء، ۴:۱۹۔۲۰)

ترجمہ: ’’اے لوگو جو ایمان لے آئے ہو اب تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم عورتوں کے زبردستی وارث (مالک) بن جاؤ۔ اور انہیں نہ روکے رکھو اس لیے تاکہ تم ان سے کچھ حصہ واپس وصول کرلو اس مال کا جو تم نے انہیں دیا ہے صرف ایک صورت میں اجازت ہے جب وہ کھلی بدکاری کا کام کریں۔ تو تم اپنی بیویوں کے ساتھ عمدگی سے زندگی بسر کرو پھر اگر تم کسی وجہ سے انہیں ناپسند کرو تو (صبر کرو) شاید تم جس چیز کو ناپسند کرو اللہ نے اس میں تمہارے لیے اس میں خیر کثیر رکھ دی ہو اور اگر تم ارادہ کرلو کہ ایک بیوی کو گھر میں پہلی بیوی کی جگہ بدلو گے اور تم اسے ڈھیروں مال و جائیداد دے چکے ہو تو اس مال سے کوئی چیز واپس نہ لو۔ کیا تم لینا چاہتے ہو اپنا مال (دورِ جاہلیت کی طرح) الزام لگا کر اور کھلا گناہ (ظلم) کر کے۔

تاریخ عرب اور پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی انقلابی تبدیلیاں

ان آیات کریمہ میں دور جاہلیت میں عورت کو نکاح و شادی میں زبردستی پکڑ کر یا خرید کر گھروں میں قیدیوں کی طرح رکھنا، جب چاہے انہیں دیا ہوا حق مہر یا استعمال کے لیے مال و جائیداد واپس چھین لینا اور جب چاہے ظلم و زیادتی اور مختلف الزامات لگا کر ایک بیوی کو فارغ کر دینا اور دوسری لے آنا ایسی تمام رسموں کے خلاف اسلام نے آواز اٹھائی اور ایمان لانے والوں کو اس سے روک کر اصلاح فرمائی بغیر اسلام جب عرب میں بھیجے گئے اس وقت ایسی ہزاروں بری رسموں اور عورت غلاموں اقلیتوں پر مختلف طریقوں سے ظلم کرنے کی عادتوں سے عرب بھرا ہوا تھا عرب اور غیر عرب، جہالت اور گناہ کے اندھیروں میں ڈوبے ہوئے تھے اللہ تعالیٰ نے پیغمبر اسلام حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو بھیج کر ان کو ہر قسم کی گمراہی سے نکال کر تعلیم، تزکیہ اور حکمت سے سرفراز فرمایا۔

marfat.com

هُوَ الَّذِیْ بَعَثَ فِی الْاُمِّیّٖنَ رَسُوْلًا مِّنْهُمْ یَتْلُوْا عَلَیْهِمْ اٰیٰتِهٖ وَیُزَکِّیْهِمْ وَیُعَلِّمُهُمُ الْکِتٰبَ وَالْحِکْمَةَ وَاِنْ کَانُوْا مِنْ قَبْلُ لَفِیْ ضَلٰلٍ مُّبِیْنٍ وَّاٰخَرِیْنَ مِنْهُمْ لَمَّا یَلْحَقُوْا بِهِمْ وَهُوَ الْعَزِیْزُ الْحَکِیْمُ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰهِ یُؤْتِیْهِ مَنْ یَّشَآءُ وَاللّٰهُ ذُو الْفَضْلِ الْعَظِیْمِ سورة الجمعة (٦٢: ٢۔٤)

ترجمہ: ”وہی اللہ ہے جس نے مبعوث فرمایا ہے ان امیوں (غیر تعلیم یافتہ میں ایسا رسول اسی قوم میں سے جو انہیں پڑھ کر سناتا ہے اللہ کی آیتیں اور ان کے دلوں کو پاک کرتا ہے اور انہیں اللہ کی کتاب اور حکمت سکھاتا ہے اگر چہ وہ اس سے پہلے گمراہی میں مبتلا تھے اور دوسرے لوگوں کا بھی ان میں سے جو ابھی ان سے آ کر نہیں ملے (بعد میں آئیں گے) اور وہ اللہ سب پر غالب حکمت والا ہے یہ اللہ کا فضل ہے جسے چاہتا ہے اسے عطا فرماتا ہے اور اللہ تعالیٰ صاحب فضل عظیم ہے۔

پیغمبر اسلام نے آ کر دور جاہلیت کے برے عقائد، بری رسمیں، ریاکاری اور دکھلاوے کی عادتیں اور غرور تکبر کی بری خواہشات کو علم الٰہی اور پیغمبرانہ حکمت وبصیرت سے رفتہ رفتہ ختم فرمادیا اور بالخصوص عورتوں کو اس پرامن معاشرے سے بہت حصہ ملا۔

حقوقِ نسواں اور مذاہبِ عالم کا عملی جائزہ رپورٹ

انسانی تاریخ کے تمام ایسے مذاہب جن کے بانی نبیوں میں سے کوئی اللہ کے بھیجے ہوئے نبی یا رسول تھے اور اس مذہب کی بنیاد اللہ تعالیٰ کی بھیجی ہوئی کتاب، مقدس صحیفے اور وحی پر مبنی تھی دراصل ان تمام سابقہ مذاہب کی فطرت اور اصلیت ایک خدا کا ایک ہی سچا آسمانی مذہب تھا اور وہ تاریخی اعتبار سے اسی سچے آسمانی مذہب کے ہی ترقیاتی مراحل تھے جن کا بنیادی مقصد انسانی سلامتی اور معاشرتی امن تھا مگر نبیوں کے جانے کے بعد نفس کی سرکشی اور شیطانی غرور تکبر میں مبتلا لوگ اٹھ کر مقدس آسمانی تعلیمات کو اپنی خواہشات کے مطابق تبدیل کرتے کرتے مسخ کر کے اصل مذہب کی صورت کو بدل دیتے تھے جس سے پوری قوم رفتہ رفتہ سلامتی اور امن کے راہِ اعتدال سے ہٹ کر گمراہ ہوجاتی تھی معاشرے

marfat.com

میں ہم کسی فیصلے پر پہنچنے کے لئے کسی بھی انسانی، مذہبی، معاشرتی یا علمی موضوع پر کسی مذہب کی رائے لینا چاہیں گے تو ہمیشہ فیصلہ مذہب کی موجودہ معاشرتی صورت اور اس کے بنیادی علمی ذخیرے پر ہی دیا جا سکتا ہے۔ اگر کوئی طالب علم عورت کے حقوق مثالی کیا ہونے چاہیں؟ اس کی صحیح تصویر اپنے ذہن میں لانا چاہے تو پھر اسے تین ادوار کا بغور مطالعہ کرنے کی ضرورت ہے کہ ان میں عورت کا مقام اور اس کے حقوق کیا تھے۔

۱۔ اسلام سے قبل سابقہ مذاہب کا دور ۲۔ پیغمبر اسلامؐ کا دور ۳۔ آج کا جدید دور

اسلام سے قبل کے سابقہ مذاہب کا تاریخی مطالعہ کرنے کے بعد ہم جس نتیجے پر پہنچیں ہیں اس کی مختصری تصویر کچھ یوں ہے کہ

۱۔ اسلام سے قبل کی قدیم تہذیبوں اور اقوام میں عورت کے حقوق نام کی کوئی چیز مخصوص نہ تھی۔

۲۔ عورت کی شخصی حیثیت جانوروں سے بھی کمتر بلکہ مالِ تجارت کی طرح عورت کی خرید و فروخت ہوتی تھی۔

۳۔ ماں، بہن، بیوی اور بیٹی وغیرہ کے مقدس رشتوں کا کوئی تصور نہیں تھا بلکہ باپ کے مرنے کے بعد رشتے دار یا بیٹا اپنی ماں اور بہنوں کا جائیداد کی طرح وارث بن کر لونڈیوں کی طرح سلوک کرتا۔

۴۔ عورت کو مالکانہ حقوق اور وراثت میں سے کوئی مخصوص حصہ نہیں ملتا تھا بلکہ اس کی محنت کی کمائی پر بھی اس کا حق نہیں ہوتا تھا بلکہ وہ بھی اس کے مالک آدمی کا حق سمجھا جاتا تھا۔

۵۔ شادی، نکاح، طلاق اور دیگر خاندانی معاملات میں عورت کی حیثیت ایک مجبور قیدی اور غلام کی طرح تھی بلکہ نجس اور ناپاک سمجھ کر انتہائی نفرت آمیز سلوک کیا جاتا۔

۶۔ معاشرتی اعتبار سے عورت کو ہر لحاظ سے جنسی عیاشی کا سامان اور نفسانی خواہشات کی تکمیل کے لیے بے دردی اور کھلی زیادتی کا نشانہ بنایا جاتا۔

marfat.com

۷۔ مذہبی قانون کی نظر میں عورت کو ازل کی گنہگار، فتنہ وشر کا مجسمہ اور کفارے کے طور پر جبری زیادتی کے لئے عبادت گاہوں میں رکھا جاتا تھا الغرض اسی طرح کے بہت سے ظلم عورت پر ڈھائے جاتے تھے۔

عورت کا مذہبی مقام

اسلام ایک ایسا کامل دین ہے کہ ہر دور کی جدید تحقیق یہ ثابت کر رہی ہے کہ اسلام کا ہر شعبہ اور اس کا ہر اصول فطرت انسانی کے معیاری تقاضوں کے عین مطابق ہے دین اسلام انسانی زندگی کے ہر پہلو میں خواہ اس کا تعلق انسان کے علمی، عملی، فطری، جسمانی، روحانی، مذہبی، سیاسی، معاشی، قانونی، انتظامی، اخلاقی، خاندانی، قومی یا معاشرتی شعبے سے ہو مکمل راہنمائی عطا فرماتا ہے اسلام نے جیسے مردوں کے مذہبی مقام اور حقوق بیان فرمائے ہیں اسی طرح عورت کو بھی مثالی، معیاری، اور مردوں کے مساوی مذہبی مقام سے نوازا ہے۔

قرآن حکیم میں بہت سے مقامات پر عورت کے مذہبی مقام کو کئی حوالوں سے اجاگر فرمایا گیا ہے عورت کی مذہب اسلام میں عظمت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ نے خود قرآن میں کئی مقامات پر عورت سے رحمت اور شفقت بھرا خطاب فرما کر بلا واسطہ عورت سے خطاب فرمایا ہے۔ متعدد آیات میں عورت کے اسلام لانے کی تعریف فرمائی مومن عورت پر اپنی خاص عنایات اور احسانات کا ذکر فرمایا عورت کی عبادات، اعمالِ صالحہ، خاندانی حیثیت متعین فرمائی اس کے مذہبی معاملات، اخلاق اور حقوق وفرائض اسی طرح بیان فرمائے جیسے مردوں کے بیان فرمائے ہیں اور عورتوں کے نام اور القابات مردوں کے ساتھ برابر عزت کے ساتھ ذکر فرمائے ہیں۔ اور دوسری طرف حضور نبی اکرم ﷺ نے عورت کی مذہبی اور جدید تعلیم اور مذہبی معاملات کا اسی توجہ سے انتظام فرمایا جس طرح مردوں کا فرمایا جیسے مردوں کو خود تعلیم سے نوازتے تھے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مذہب کے تمام احکامات سکھانے اور باقاعدہ تعلیم دینے کے لئے عورتوں کی کلاس کا انتظام فرمایا جس میں حضور نبی اکرم ﷺ عورتوں کو قرآن مجید، حدیث وسنتِ نبوی، فقہ اسلامی،

marfat.com

طب اور دیگر اسلامی علوم کی تعلیم عطا فرماتے نیز مردوں کی طرح عورتوں کو بھی اسلام کی ظاہری اور باطنی روحانی برکات سے فیضیاب کرنے کے لئے بیعت سے مشرف فرماتے اور کسی معاملے میں عورت کو محروم نہ چھوڑتے تھے۔

عورت کے مذہبی درجات:

اسلام نے عورتوں کو جو مذہبی مقام اور بلند درجات عطا فرمائے ہیں اس کا اندازہ اس بات سے بخوبی لگایا جاسکتا ہے کہ کتب حدیث رسول اللہ ﷺ میں متعدد احادیث ایسی ہیں جن میں مختلف مقامات اور حالات میں مختلف عورتوں نے بعض دفعہ ازواج مطہرات کے وسیلے اور ذریعے سے اور ترمذی شریف میں ہے کہ ایک دفعہ حضرت ام عمارہ انصاریہ ؓ صحابیہ نے عرضداشت پیش کی کہ ہم دیکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ہر جگہ مردوں کا ہی ذکر قرآن میں فرماتے ہیں انہی کو مخاطب فرماتے ہیں کیا ہم عورتوں میں کوئی خیر نہیں، ہمیں ڈر ہے کہ ہماری عبادت بھی قبول نہ ہو، اس پر عورت کے مذہبی درجات، روحانی و اخلاقی مقامات اور تمام مذہبی اعمال کی قبولیت کا ذکر فرما کر عورتوں کی مذہب میں خاص اہمیت اور اسلام میں خاص حیثیت کو بیان کر کے حوصلہ افزائی فرمائی گئی ہے کہ ان کی دینی محنتیں اور نیک کمائی ضائع نہیں جاتی بلکہ مردوں اور عورتوں کو برابر درجات اور پورا اجر و ثواب ملتا ہے۔ جس طرح مردوں کو دین و دنیا میں اخلاقی و روحانی اعتبار سے ترقی کرنے کے ذرائع اور مواقع حاصل ہیں اسی طرح عورتوں کے لئے بھی عمل کا میدان کھلا ہے دونوں کے لئے ہر سطح پر مساوی درجات رکھے گئے ہیں دوسرا یہ کہ قرآن حکیم میں اگرچہ اکثر خطاب مردوں کو ہی کیا گیا ہے مگر اسلام کے تمام احکامات عورتوں کے لیے بھی اسی طرح خاص ہیں جس طرح مردوں کے لئے ضروری ہیں اور اس کی حکمت یہ ہے کہ عورتوں کے تمام معاملات ان کی عزت و احترام پر مبنی ہونے چاہیں کیونکہ ستر اور پردہ پوشی حیاء کا عملی تقاضا ہے اور حیاء عورت کا زیور اور اس کی طبیعت میں ہونا ضروری ہے لہٰذا عورت کا ذکر مردوں کے ساتھ ضمناً شامل ہے کیونکہ عورت معاشرے میں تنہا اور بے سہارا نہیں ہے۔ بلکہ کوئی نہ کوئی مرد اس کی حفاظت، اخراجات کی

marfat.com

کفالت اور ضروریات کو پورا کرنے کا ذمہ دار ہے مگر عورتوں کے سوال پر اللہ تعالیٰ نے ان کی حوصلہ افزائی فرماتے ہوئے ان کے بلند مذہبی اعمال اور درجات کا ذکر یوں فرمایا:

وَاذْكُرْنَ مَا يُتْلٰى فِي بُيُوتِكُنَّ مِنْ اٰيَاتِ اللّٰهِ وَ الْحِكْمَةِ اِنَّ اللّٰهَ كَانَ لَطِيْفًا خَبِيْرًا اِنَّ الْمُسْلِمِيْنَ وَالْمُسْلِمَاتِ وَالْمُؤْمِنِيْنَ وَ الْمُؤْمِنَاتِ وَالْقَانِتِيْنَ وَالْقَانِتَاتِ وَ الصّٰدِقِيْنَ وَالصّٰدِقَاتِ وَالصّٰبِرِيْنَ وَالصّٰبِرَاتِ وَالْخَاشِعِيْنَ وَالْخَاشِعَاتِ وَالْمُتَصَدِّقِيْنَ وَالْمُتَصَدِّقَاتِ وَ الصَّائِمِيْنَ وَالصَّائِمَاتِ وَالْحَافِظِيْنَ فُرُوجَهُمْ وَالْحَافِظَاتِ

ترجمہ: ''اور یاد رکھو اللہ کی ان آیات اور حکمت کی باتوں کو جو تمہارے گھروں میں پڑھی جاتی ہیں بے شک اللہ تعالیٰ بڑا لطف فرمانے والا، ہر بات سے باخبر ہے بے شک وہ سب مسلمان مرد اور مسلمان عورتیں اور مومن مرد اور مومن عورتیں اور فرمانبردار اطاعت گزار مرد اور اطاعت گزار فرمانبردار عورتیں اور سب سچ بولنے والے مرد اور سچ بولنے والی عورتیں اور صبر کرنے والے مرد اور صبر کرنے والی عورتیں اور تواضع و عاجزی کرنے والے مرد اور عاجزی کرنے والی عورتیں اور خیرات کرنے والے مرد اور خیرات کرنے والی عورتیں اور روزہ رکھنے والے مرد اور روزہ رکھنے والی عورتیں اور شرمگاہ کی حفاظت کرنے والے مرد اور شرمگاہ کی حفاظت کرنی والی عورتیں۔

عورت کے لئے اہم دینی ضابطے

یون تو پورا قرآن جہاں مردوں کے لئے ایک مکمل ضابطہ حیات اور دینی قانون کی حیثیت رکھتا ہے ویسے ہی عورتوں کے لیے بھی مکمل دینی ضابطہ حیات ہے مگر سورہ احزاب کی آیت نمبر 28 سے 36 تک میں عورتوں کے لئے اہم ترین دین ضابطے بیان ہوئے ہیں طریقہ کار اللہ تعالیٰ نے یہ رکھا ہے جیسے بیشتر جگہ پر خطاب رسول اکرم ﷺ سے ہوتا مگر آپ ؐ کے ذریعے سے امت کے لئے بھی وہ حکم اتنا ہی ضروری ہوتا جتنا آپ ؐ کے لیے ہوتا تھا ایسے ہی یہاں روئے سخن تو ازواج النبی علیھن الصلوٰۃ کی طرف ہے تا کہ ان کی عظمت

marfat.com

قرآن میں محفوظ ہو جائے اور کوئی بد بخت ان کی طرف کوئی الزام وطعن منسوب کر کے اپنا ایمان خراب نہ کر لے لیکن ان مقدس ہستیوں کے واسطے سے یہ احکام اسلام کی تمام مسلمان خواتین کے لئے بھی اسی طرح دینی تعلیم وتربیت کے مثالی ضابطے اور اصول ہیں اس سورہ احزاب کا بالخصوص اور ان آیات کا بنیادی مقصد ہر ایسے قول، فعل اور منفی پراپیگنڈہ سے مکمل طور پر بچنے کی تاکید کرنا ہے جس سے رسول اکرم ﷺ یا آپ کے اہل خانہ ازواج مطہرات یا وفا شعار صحابہ کرام کو کسی قسم کی ایذاء اور تکلیف پہنچے اور مومنین مردوں اور عورتوں کو اللہ کے پیارے رسول حضرت محمد ﷺ اور آپ کی ازواج مطہرات کے نقشِ قدم پر چلنے اور نظریات وآداب کو اپنانے کی تلقین کی گئی ہے اہم ضابطے یہ ہیں۔

۱۔ عارضی دنیاوی زندگی کی حرص اور زیب وزینت کو اختیار کرنا رفتہ رفتہ اللہ، اس کے رسول ؑ اور دین سے دور کر دیتا ہے۔

۲۔ اللہ تعالیٰ، اس کے رسول مکرم ﷺ اور دارِ آخرت کی چاہت رکھنا رفتہ اعلیٰ کردار، بابرکت رزق اور اعلیٰ اجر تک پہنچا دیتا ہے۔

۳۔ بڑے مرتبے والوں کی غلطی اور گناہ کی سزا بھی بڑی اور دوگنا ہوتی ہے اگر ایسا ہو تو معاشرے میں صحیح امن قائم ہو سکتا ہے

۴۔ اللہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کی اطاعت گزار عورت اعمال صالحہ کرے گی تو اس کا دوگنا اجر ہو گا اور رزق بڑھ جائے گا۔

۵۔ نبی اکرم ﷺ سے نسبت غلامی رکھنے والی عورت اگر تقویٰ کا راستہ اختیار کرے تو وہ زمانے بھر کی عورتوں سے افضل اور معزز ہو جائے گی۔

۶۔ عورتوں کا غیر محرم مردوں سے گفتگو کرنے کے اخلاقی اصول وضابطے کا بیان کہ وہ غیروں سے پرکشش لہجے میں بات کر کے ان کے دلوں میں مرض پیدا نہ کریں۔

۷۔ مسلمان عورت کے گھر سے باہر نکلنے کے آداب اور احساسِ کمتری کی ممانعت اور نمائش، بے پردگی کا ماحول پیدا نہ کریں۔

marfat.com

۸۔ عورت کے لئے مذہبی اعمال بجالانے میں عظمت اور پاکیزہ کردار کی علامت ہے کہ وہ اسلام کے ارکان پر صحیح عمل کرے۔

۹۔ عورت کے لئے تعلیم حاصل کرنا حکم الٰہی اور سنت رسول ﷺ سے ثابت ہے۔

۱۰۔ اللہ تعالیٰ عورتوں پر بھی بڑا لطف و کرم فرمانے والا اور ان کے حالات کی خبر رکھنے والا مولیٰ ہے۔

۱۱۔ مسلمان وہ ہیں جو اسلام کے ہر حکم کے سامنے پیکرِ تسلیم و رضا بن جائیں اور ذرا بھر غفلت کے کام نہ کریں۔

۱۲۔ مومن وہ ہیں جو عقیدہ و ایمان کو دل و جان سے قبول کر کے ظاہر و باطن سے یکساں اس پر عمل کرنے والے بن جائیں۔

۱۳۔ فرمانبردار وہ لوگ ہیں جو کبھی کسی حال میں بھی نافرمانی نہ کریں اور تنگی و آسانی ہر حال میں اخلاق و کردار اعلیٰ رکھیں۔

۱۴۔ سچے کہلانے کے حقدار وہی ہیں جو قول کے سچے عمل صالح پر پکے ہوں جن کا قول جھوٹ سے اور عمل ریاء دکھلاوے سے پاک ہو۔

۱۵۔ صبر کرنے والے وہ لوگ ہے جو ہر اس چیز سے دور رہیں اور پرہیز کرنے پر صبر کریں جس سے اللہ نے منع فرمایا اور جس چیز کا اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے کرنے کا حکم دیا ہے خواہ اس کے فوائد و نتائج جانتے ہوں یا نہ سمجھتے ہوں اس پر عمل کرنے میں ہر مشکل پر صبر کرنے والے ہوں۔

۱۶۔ خشیت اور عاجزی کرنے والے وہ ہیں جو اپنی ہستی اور حیثیت کو پہچان کر کبھی فخر اور غرور نہیں کرتے ان کے قول و فعل اور جسم و دل دونوں ہی اللہ کی بڑائی کے سامنے جھکے رہتے اور ڈرتے ہیں اور انسانوں میں بندگی اور عاجزی سے رہتے ہیں۔

۱۷۔ صدقہ دینا:

اللہ کی راہ میں صدقہ کرنے والے وہ لوگ ہیں جو اپنے مال، جان، اولاد اور تمام قوتیں

marfat.com

اللہ کی راہ پر لگا دینے میں سچے ثابت ہوں زکوٰۃ صحیح جگہ پر اور پوری گن کر ادا کرتے ہوں تا کہ باقی کمائی حلال ہو جائے، صدقات کثرت سے دیں تا کہ معاشرے کی غربت دور ہو اور ان کے غم اور مصیبتیں دور ہوں خیرات کثرت سے دیں تا کہ ان کے مال و اولاد میں برکت آ جائے سخاوت کثرت سے کریں تا کہ اخلاق بلند اور مال کئی گنا ہو جائے۔

۱۸۔ روزہ رکھنا:

اللہ کی خاطر روزہ رکھنے والے وہ لوگ ہیں جو صبح سحری سے لے کر شام افطاری تک کھانے پینے، جھوٹ، بدکاری، دھوکا دینے اور برے کاموں سے پرہیز کرتے ہوں اور اللہ اور اس کے رسول مکرم ﷺ کے احکام کی خلاف ورزی سے بچتے اور اسلام کے آداب قوانین پر عمل کرتے ہوں نیز اپنے نفس کی خواہشات سے بچنے کے لئے روزہ رکھتے ہوں خواہ اس مذہبی مجاہدے میں نیند اور خوراک کم ہو جائے اور ماہ رمضان المبارک کے علاوہ بھی مقدس دنوں کے سنت و نفلی روزے رکھ کر اپنے کردار اور ایمان کو پختہ اور جسم کو صحت مند رکھتے ہوں۔

۱۹۔ فحاشی وعریانی سے پرہیز کرنا:

حیاء دار لوگ وہ ہیں جو اپنی شرمگاہوں اور جسم کی حفاظت کرتے ہیں لوگوں کے دلوں کو برائی کے جذبے اور بری خواہشات سے بچانے کے لئے اور معاشرے میں اخلاق وحیاء کے آداب اور ماحول پیدا کرنے کے لئے اپنے جسموں کو ڈھانپ کر رکھتے ہیں اور دور جاہلیت کی عورتوں کی طرح جسموں کو نیم عریاں سجا کر باہر گھومنے پھرنے اور برائی کی دعوت دینے کی بجائے حیاء کو پسند کرتے ہیں اور دوپٹے وچادریں گلے میں لٹکائے اپنے دامن عصمت اور ایمان کو فحاشی وعریانی کی حرارت دے کر آلودہ کرنے کی بجائے چادریں اپنے سر اور جسم پر اوڑھ کر رکھتی ہیں وہ زنا کی بجائے نکاح، برہنگی وبے پردگی کی بجائے حیاداری و بندگی اور بدکاری کی بجائے نیکوکاری کا اہتمام کرتے ہیں۔

۲۰۔ کثرتِ ذکرِ الٰہی کا شوق و معمول ہونا:

اللہ کے ذکر کرنے والے بندے وہ ہیں جو غفلت وجہالت سے پاک ہو کر کسی قدم پر

marfat.com

خدا کو نہیں بھولتے بلکہ ہر وقت ہر روز اور ہر شام، مخلوق کے ہجوم میں اور کسی خلوت اور تنہائی کے محفوظ مقام پر بھی خدا کو یاد رکھتے ہیں ان کی زبان بھی ان کے جسمانی اعضاء بھی اور ان کا دل بھی خدا کی یاد میں رہتے ہیں وہ ذکر الٰہی سے ہمیشہ کے لئے ایسی ملازمت اختیار کر لیتے ہیں کہ ان کا اٹھنا بیٹھنا، خوشی و غمی، صحت و بیماری، تنگی و آسانی الغرض جینا و مرنا ذکر اور یاد الٰہی بن جاتا ہے زندگی کا کوئی لمحہ ذکر کے بغیر فضول و بیکار نہیں گزرتا شریعت اسلامی کے پورے جسم کی جان ذکر الٰہی ہے جو شریعت کے پورے جسم اور نس نس میں خون کی طرح گردش کرتا رہتا ہے ایک حدیث پاک میں ارشاد نبوی اس کی صحیح عکاسی یوں فرما رہا ہے۔

عَنْ مَعَاذِ بْنِ اَنَسِ الْجُهَنِیِّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ اَنَّ رَجُلًا سَأَلَهُ اَیُّ الْمجاهدین اَعْظَمُ اَجْرًا یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ اَكْثَرُ هُمْ لِلّٰهِ تَعَالٰی ذِكْرًا قَالَ اَیُّ الصَّائِمِیْنَ اَكْثَرُ اَجْرًا قَالَ اَكْثَرُ هُمْ لِلّٰهِ عَزَّوَجَلَّ ذِكْرًا، ثُمَّ ذَكَرَ الصَّلٰوةَ وَالزَّكٰوةَ وَالْحَجَّ وَالصَّدَقَةَ كُلُّ ذٰلِكَ یَقُوْلُ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَكْثَرُهُمْ لِلّٰهِ ذِكْرًا۔ (مسند احمد)

"معاذ بن انس جہنی روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص نے رسول اللہ ﷺ سے پوچھا کہ یا رسول اللہ، جہاد کرنے والوں میں سب سے بڑھ کر اجر پانے والا کون ہے فرمایا جو ان میں اللہ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہے اس نے عرض کیا روزہ رکھنے والوں میں سب سے زیادہ اجر کون پائے گا! فرمایا جو ان میں سب سے زیادہ اللہ کو یاد کرنے والا ہوگا پھر اس شخص نے اسی طرح نماز، زکوۃ حج اور صدقہ دینے والوں کے متعلق پوچھا تو حضور اکرم ﷺ نے ہر ایک کا یہی جواب دیا کہ جو اللہ کو سب سے زیادہ یاد کرنے والا ہوگا۔"

۲۱۔ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے کسی فیصلے کے بعد اپنی مرضی ختم کر دینا:

بنیادی مذہبی ضابطے اور مرد و عورت کے لئے مذہب پر عمل کر کے دینی و دنیاوی عزت و مقام حاصل کرنے کی مساوی آزادی دے کر اب مذہب کی بنیاد جس بنیادی اصول اور

marfat.com

ادب پر قائم ہے آخر میں اس کا ذکر کرنے سے پہلے فرمادیا کہ مذہب کے یہ تمام مذکورہ بالا درجات مرد وزن کے لئے برابر ہیں اسلام کی وہ بنیادی قدریں اور مذہبی ضابطے جن کی اللہ کے ہاں بڑی قدرت و قیمت ان اوصاف کو اپنے اندر پیدا کرنے والے کے لئے خواہ مرد ہو یا عورت تمام مقامات اور اجر وثواب تیار ہے بس کوئی ہمت کر کے عمل کی طرف قدم بڑھا کر اس کے نتائج وثمرات کا مشاہدہ کرنا چاہے تو سب کو دعوتِ عام ہے ان مقامات اور ثمرات کو حاصل کرنے کے لئے عمل کرنے کا سب کو اختیار دے دیا گیا ہے۔ مگر ان تمام مذہبی اصولوں اور قوانین کی اصل اور بنیاد آخر میں بیان کی جارہی ہے جو پورے مذہب اور دین اسلام کے کل ڈھانچے اور اسلامی نظام کی روح ہے وہ یہ ہے کہ تمہارے جس مذہبی، معاشرتی اور قانونی حقوق وفرائض میں سے کسی معاملے میں اللہ اور اس کے پیارے رسول اکرم ﷺ فیصلہ فرمادیں تمہیں ان کا کوئی حکم مل جائے تو پھر کسی فرد، ادارے، پارلیمنٹ یا حکومت کے کسی سربراہ کو یہ حق نہیں پہنچتا کہ اب وہ اسے بدل کر اپنی رائے اور فیصلے صادر کرے۔ کیونکہ مسلمان ہونے کا معنی ہی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے سامنے اپنی مرضی اپنی عقل اور اپنی تحقیق سے دستبردار ہو جائے مسلمان وہی ہوگا جو اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے فیصلے کے سامنے اپنا سر تسلیم جھکا دے اور کسی قسم کا شک سینے میں نہ رکھے ورنہ کتنا بھی پرہیز گار بنتا پھرے منافق اور منکر تو ہوسکتا ہے مومن نہیں ہوسکتا۔ یہ مرد وعورت کی آزادی رائے اور اختیارِ عمل کی آخری حد ہے۔

۲۲۔ عورت اور مرد مذہب میں برابر ہیں:

اسلامی تعلیمات کے اعتبار سے مذہب کے اندر جس طرح گورے وکالے، امیر و غریب اور بادشاہ اور عوام بحیثیت انسان بنیادی قدروں میں اور حقوق انسانی کے اعتبار سے یہ سب برابر ہیں اسی طرح عورت اور مرد بھی برابر مقام رکھتے ہیں جسمانی ساخت، انسانی نسل کی پرورش، جسمانی قوت اور زندگی کے مختلف امور کی نوعیت مختلف ہونے کی وجہ سے عورت اور مرد کی ذمہ داریوں کی تقسیم مختلف ہے کچھ شعبے عورتوں کے لئے زیادہ مناسب ہیں

marfat.com

جن میں ان کا پردہ اور عزت کی حفاظت کا سامان آسانی سے ہوسکتا ہے اسی طرح کچھ زندگی کے شعبے مردوں کے لئے خاص ہیں جن میں زندگی کے مشکل معاملے اور سخت ذمہ داری کے کام ہیں جن میں مردوں سے لین دین اور میل جول زیادہ ہو مالی کفالت اور جانی و مالی حفاظت جیسے خارجی سخت امور آتے ہیں مگر اس تقسیم کا معنیٰ ہرگز یہ نہیں ہے کہ عورت کے لئے فرض ہے کہ اب وہ صرف مرد کی اطاعت کرے، گھر کے کام کرتی رہے اور کبھی گھر سے باہر نہ نکلے یہ کوئی اسلامی تصور نہیں ہے یہ تقسیم صرف عورت کی سہولت اور آسانی کے لئے اس کی فطری طبیعت اور ماں کے مخصوص کردار کے پیش نظر اسلام نے کی ہے ورنہ عورت جو تعلیم حاصل کرنا چاہے اور جو اچھے سے اچھا ہنر اور کام سیکھنا اور کرنا چاہے فوج، حکومت کی انتظامیہ، عدالت، سائنس اور تجارت تک میں حصہ لینے کی مثالیں عورت کی ملتی ہیں جن میں عورتوں نے حضور نبی اکرم ﷺ اور صحابہ کرام کے ساتھ کام کیا اسلام کسی معاملے میں کمزور سمجھ کر عورت کو محروم نہیں کرتا نہ مرد سے کمتر سمجھتا ہے۔

اسلام اور عورت کے حقوق وفرائض

حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر آخری نبی حضرت محمد ﷺ کی مبارک آمد تک زمانے میں عورتیں بھی تھیں اور ان کے لئے ماں، بہن، بیٹی اور بیوی کی نسبتیں بھی موجود تھیں مگر سابقہ ادوار میں انبیاء کرام کی رحلت کے بعد مقدس کتابیں اور ان کی سکھائی ہوئی پاکیزہ تہذیب مٹادی گئی اور روئے زمین پر عورت کے مقام اور نسبتوں کا احترام اور حقوق وفرائض کا نظام درہم برہم ہو کر رہ گیا خواہ سابقہ مذاہب یا ان کی بگڑی ہوئی کوئی شکل یا روم، فارس یا مصر کی کوئی دفن کی گئی تہذیب کھود کر دیکھ لیں تو وہاں عورت ہر جگہ پر مظلوم، بے سہارا مال فروخت کی طرح غیر محترم، حقوق نام کی چیز سے ناواقف اور ایک ادنیٰ غلام سے بھی کم ترین مخلوق سمجھی جاتی تھی مگر اسلام نے اپنے ہر نظام اور ہر بنیادی لٹریچر قرآن مقدس، حدیث رسول ﷺ اور سیرت، تاریخ، فقہ، قانون، وراثت وجائیداد تصوف واخلاق اور عبادات الغرض ہر جگہ اور ہر سطح کی تعلیمات اور احکامات میں عورت کا ذکر، تحفظ حقوق، عورت کی

marfat.com

جسامت اور شان کے لائق فرائض اور مکمل معاشرتی احترام کو پیش نظر رکھا ہے۔

آج مذاہب پر جمود اور معاشرے میں زوال کیوں؟

عصر حاضر میں بیشتر سابقہ مذاہب اور موجودہ معاشرے کے بہت سے حصوں میں امن کو زوال اور فسادات کا سامنا کیوں کرنا پڑ رہا ہے؟

اس کی بنیادی وجہ یہی ہے کہ کسی مذہب کے بنیادی عقائد اور مذہبی قوانین میں عورت کو احترام کی نظر سے نہیں دیکھا جاتا، اسی کی مذہبی، انسانی اور معاشرتی حیثیت کو صحیح تسلیم کر کے معاشرتی احترام نہیں دیا جاتا اس کے خاندانی، مذہبی اور معاشرتی حقوق محفوظ کرنے کا کوئی باقاعدہ نظام متعین نہیں عورت جو کہ انسانیت کا نصف ہے لہٰذا جس مذہب اور معاشرے میں آدھی انسانیت کے نہ تو حقوق متعین ہوں اور نہ اس کے معاشرتی احترام کا تصور واضح ہو وہاں مثالی امن کیسے قائم ہوسکتا ہے اور ایسے مذاہب معاشرتی طور پر قابل عمل کیسے ہوسکتے ہیں۔ دوسری اہم جمود کی وجہ مذاہب عالم پر یہ ہے کہ اسلام سے مذہبی عداوت اور حسد کی غرض سے اپنے اپنے مذہب کے بنیادی اصولوں میں خود تحریف کر کے مذہب کا فطری و آسمانی چہرہ بگاڑ کر رکھ دیا جس کی وجہ سے مذہب آسمانی حقیقت، تعلیم و تربیتی انفرادی و معاشرتی حقوق و فرائض اور مذہبی نظام کے تدریجی مراحل کی ترتیب گم ہوگئی آسمانی کتابوں میں تحریف اور انسانی کلام کی ملاوٹ سے وحی پر مبنی آسمانی کتاب کا اکثر حصہ تبدیل ہوگیا اور آج قرآن حکیم کے مقابلے میں آسمانی کلام بنانا مشکل ہوگیا اور اسلام کے عالمگیر علمی و فکری اور معاشرتی و تہذیبی قوانین اور حقوق و فرائض کے مکمل اور نا قابلِ تحریف محفوظ نظام کے مقابلے میں اپنا مذہب پیش کرنے سے قاصر ہو گئے اور مزید اسلام کے خلاف منفی پراپیگنڈہ کر کے اپنی نسلوں کو اسلام کی طرف متوجہ کر دیا اور مسلمان نسلوں کو اسلام کے تحفظ کی فکر اور گہرے مطالعہ کا شعور اور احساس بڑھا دیا جس سے سچ اور جھوٹ اور منفی پراپیگنڈہ کی حقیقت پوری انسانیت کے سامنے کھل کر آ گئی۔

بالخصوص ان کے پراپیگنڈہ کا حملہ عورت کے مذہبی مقام، عورت کے شخصی، خاندانی اور

marfat.com

معاشرتی حقوق اور فرائض اور آزادی نسواں کے نام پر کر کے مسلمانوں میں عورت کے مذہبی مقام کے تحفظ اور ادائیگی حقوق نسواں کی فکر بڑھادی نتیجۃً عرب وعجم اور مشرق ومغرب میں ہر جگہ اور ہر زبان میں عورت کے مذہبی مقام پر علمی تحقیق کے بعد بہت سالٹریچر اور ادبی مواد ہر جگہ عام شائع ہونے لگا اور اس عالمگیر دعوتِ اسلام کے فروغ کے نتیجے میں سینکڑوں ہزاروں اقلیتوں کے متاثرہ مظلوموں، نسل پرستی اور طبقاتی کشمکش میں نفرت کا سامنا کرنے والوں اور غیر انسانی سلوک اور حیوانی خواہشات کا مسلسل سامنا کرنے والی مظلوم عورتیں کلیساؤں میں غیر اخلاقی اور غیر مذہبی سلوک سے تنگ آکر مغربی معاشرے کے ایسے مختلف شکلوں میں ہونے والے ظلم وستم سے نجات حاصل کر کے اسلام کے دامن اخوت اور انسانی بھائی چارے میں آکر سکون محسوس کر رہی ہیں اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عورت کے مذہبی مقام اور حقوق وفرائض کو یوں آسانی سے سمجھا جاسکتا ہے۔

عورت کے مذہبی مقام کا خاکہ

اسلام میں عورت کی حیثیت واختیار:

عصر حاضر میں تمام اسلامی ممالک میں الا ماشاء اللہ حالت دیکھ کر ایک اسلامی تعلیمات سے ناواقف آدمی حیران ہوتا ہے کہ کیا یہ اسلام کا قائم کردہ مثالی معاشرہ اور یہ عورتوں کا مثالی مقام ہے اور میڈیا کے ذریعے آئے دن مسلمان عورتوں کی حیران کن داستانیں جو بعض دفعہ نقل کرتے اور احساس کمتری کو دور کرنے کے لئے یورپی عورتوں سے بھی ایک دو ہاتھ آگے گزر جاتی ہیں کیا یہ سب اسلام کی تعلیمات ہیں؟ تو یاد رکھیں کہ موجودہ مسلمان عورتوں اور مردوں کی ظاہری حالتیں اور عادتیں اسلام کی تعلیمات ہرگز نہیں ہیں دین اسلام

marfat.com

تو ایسے مکمل نظامِ زندگی کا نام ہے جس میں نہ تو بیکار اور بے وقار زندگی کا کوئی تصور اور نہ ہی غیر اخلاقی اور غفلت پر مبنی کسی عمل کی گنجائش ہے بلکہ اسلام تو ہر مرد ہو یا عورت اسے غفلت اور گمراہی سے نکال کر دانشمندی اور محنت کی شاہراہ پر سرگرم عمل دیکھنا چاہتا ہے اور انسان کے پیدا کرنے والے خالق عظیم نے مرد اور عورت کے وجود میں اس کی وافر صلاحیتیں، کامل شعور اور مکمل اختیار دے کر عمل کی آزادی عطا فرما دی ہے اب جو بھی جتنا چاہے اپنی صلاحیتوں کی بہتر تعلیم و تربیت اور شعور و اختیار کے بہتر استعمال میں محنت کر کے جتنی چاہے ترقی کر لے یا غفلت و سستی اور جہالت میں ڈوب کر جتنا چاہے دنیا میں گمراہی اور نقصان اٹھاتا پھرے۔

عورت کے حقوق کا وسیع تصور:

قرآن حکیم میں عورت کے حقوق بیان کرنے والی مختلف آیات میں سے ایک یہ ہے کہ:

وَلَا تَتَمَنَّوْا مَا فَضَّلَ اللّٰهُ بِهٖ بَعْضَكُمْ عَلٰى بَعْضٍ ط لِلرِّجَالِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبُوْا ط وَ لِلنِّسَآءِ نَصِيْبٌ مِّمَّا اكْتَسَبْنَ ط وَسْئَلُوا اللّٰهَ مِنْ فَضْلِهٖ ط اِنَّ اللّٰهَ كَانَ بِكُلِّ شَيْءٍ عَلِيْمًا النساء(۴:۳۲)

ترجمہ: ''مردوں کے لئے حصہ ہے اس میں سے جو انہوں نے مال کمایا اور عورتوں کے لیے حصہ ہے اس مال میں سے جو انہوں نے کمایا اور اللہ تعالیٰ سے اس کا فضل مانگتے رہو۔''

دوسری آیت میں فرمایا:

عَلَيْهِنَّ دَرَجَةٌ ط وَ اللّٰهُ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ البقرہ(۲:۲۲۸)

ترجمہ: ''اور عورتوں کے بھی حقوق ہیں مردوں پر جیسے مردوں کے حقوق ہیں عورتوں پر صحیح دستور کے مطابق البتہ مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت دی گئی ہے اور اللہ تعالیٰ بڑی عزت والا اور بڑی بزرگی والا ہے۔''

اسلام نے عورت کو جو حقوق عطا فرمائے ہیں ان میں غور و فکر کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ عورت کو اسلام کس مقام پر دیکھنا چاہتا ہے اور اسلام نے عورت کے لئے عمل اور جدوجہد کا میدان کھلا چھوڑ دیا ہے وہ خود اپنی صلاحیتوں یا اپنی اولاد کو کسی بلند علمی، عملی، معاشی یا معاشرتی

marfat.com

منصب یا مقصد کے لئے تیار کرنا چاہے اپنی صحت، علم دانش اور پلاننگ کے مطابق کر سکتی ہے۔ اسلام نے اس کی ہمت وصلاحیتوں سے بڑھ کر وسیع حقوق کا دائرہ عمل عطا فرما دیا ہے۔

فرائض کا منفرد تصور:

اسلام نے عورت پر کس درجہ اعتماد کا کھلا اظہار فرمایا ہے کہ دوسرے تمام موجودہ مذاہب ونظریات کے مقابلے میں عورت کو فرائض اور ذمہ داری نبھانے کے قابل سمجھا اور عورت اپنے انفرادی و اجتماعی سطح کے فرائض پورے کرنے کی بنیادی صلاحیتیں رکھتی ہے جبھی تو اسلام نے عورت کی ہمہ جہت صلاحیتوں کا اعتراف کرتے ہوئے اس کی انفرادی ومعاشرتی ذمہ داریاں متعین فرمائی ہیں اگر عورت ان ذمہ داریوں کو پورا کرنے کے لائق نہ ہوتی تو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول مکرم ﷺ اس کو ذمہ داری اور فرائض کے قابل نہ سمجھتے مگر انہوں نے عورت کو خاندان اور معاشرے کی بقا اور تعمیر وترقی کے کاموں میں برابر کا شریک قرار دے کر اپنے احسانات اور معاشرتی انعامات کے اہل بنا دیا ہے۔

اسلام میں عورت کا مقام

انفرادی تقویٰ وحیاء اور اجتماعی اخلاق وقوانین کے احترام کے ساتھ عورت کو تمام شخصی حقوق اور معاشرتی فرائض ادا کرنے کی مکمل آزادی واختیار ہے۔

انسانی احترام:

۱۔ خدا کی باقاعدہ انسانی تخلیق

۲۔ انسانیت کا بنیادی جزو

۳۔ فروغ وبقائے نسل انسانی کی واحد ضرورت

۴۔ انسانی جسم وصلاحیتوں والی واحد ہم شکل مخلوق

۵۔ مرد کی طرح واحد ہم روح انسان

۶۔ مرد کا واحد ہم جنس ساتھی

marfat.com

۷۔ مرد کی طرح باقی تمام مخلوقات سے افضل مخلوق

۸۔ مرد کی طرح اللہ تعالیٰ کا قرب و نور پانے والی مخلوق

۹۔ مرد کی طرح اللہ کی صفات حیات پانے والی

۱۰۔ تمام مخلوق سے شرف وقدر میں محترم مخلوق

شخصی حقوق:

۱۔ تعلیم وتربیت کا حق

۲۔ ملکیت وجائیداد کا حق

۳۔ وراثت کا حق

۴۔ پرورش اور نان ونفقہ کا حق

۵۔ دنیاوی ضروریات کی جائز تکمیل کا حق

۶۔ ملازمت کا حق

۷۔ تجارت کا حق

۸۔ نکاح وخلع کا حق

۹۔ خاندانی فضیلت کا حق

۱۰۔ عبادت، دعوت وخدمت دین کا حق

معاشرتی حقوق:

۱۔ معاشرتی عزت واحترام کا حق

۲۔ بنیادی انسانی مساوات کا حق

۳۔ مساوی قانون وعدالت سے رجوع کا حق

۴۔ قومی ومقامی سیاست میں حصہ لینے کا حق

۵۔ قومی مجلس شوریٰ اور قانون ساز اسمبلی کی رکنیت کا حق

۶۔ ذاتی جائیداد کی خرید وفروخت اور تقسیم کا معاشی حق

marfat.com

۷۔ حکمرانوں اور قائدین کی پالیسیوں پر رائے دہی واحتجاج کا حق
۸۔ فوجی تربیت، خدمت عوام اور جہاد میں حصہ لینے کا حق۔
۹۔ قومی وبین الاقوامی ادبی واصلاحی مقابلوں میں حصہ لینے کا حق
۱۰۔ عورتوں کی تعلیم وتربیت، فلاحی تنظیموں اور امامت کا حق

شخصی آزادی واختیار

۱۔ اپنی شخصی صلاحیتوں کی بہتر تعمیر کر کے مثالی کردار ادا کرنے کی آزادی
۲۔ کامیاب اور مکمل معاشرتی زندگی گزارنے کے لئے محنت کی آزادی
۳۔ ہر قسم کا علم وفن اور بہتر کسب وکام حاصل کرنے کی آزادی۔
۴۔ اسلام کے ہر قسم کے قوانین پر تقویٰ کے ساتھ عمل کرنے کی آزادی
۵۔ اسلامی شریعت کے عطا کردہ تمام حقوق حاصل کرنے کی مکمل قانونی آزادی
۶۔ اپنی اولاد کو بہتر سے بہتر تعلیم وتربیت دینے کا مکمل اختیار
۷۔ خاندان ومعاشرے کی فلاح اور تعمیر میں حصہ لینے کی آزادی
۸۔ ہر قسم کے ظلم وزیادتی کے خلاف قانونی احتجاج کرنے کی آزادی
۹۔ اپنے وسائل اور ذہن کے مطابق بہتر وباوقار زندگی گزارنے کی آزادی
۱۰۔ مذہب کی جملہ عبادات بجالانے اور عبادت گاہوں میں آنے کا اختیار

شخصی فرائض

۱۔ اللہ اس کے رسولؐ اور مذہب کا حق ادا کرنا۔
۲۔ خاوند کے حقوق پورے ادا کرنا۔
۳۔ اولاد کے حقوق پورے ادا کرنا۔
۴۔ والدین کے حقوق پورے ادا کرنا۔
۵۔ عزت وعصمت کی امانت کا حق حفاظت ادا کرنا۔
۶۔ اپنے خاندان کی عزت وبقا کا حق ادا کرنا۔

marfat.com

۷۔ اپنے شوہر کے مال، عزت، اولاد اور سکون کی حفاظت کا حق ادا کرنا
۸۔ ایمان اور اسلام کے کاموں میں شوہر کی مدد کا حق ادا کرنا۔

معاشرتی فرائض:

۱۔ اسلام کے فروغ وبقاء کا حق ادا کرنا۔
۲۔ خاوند اولاد کو دین کی ترغیب و تعلیم دینا۔
۳۔ ملک و مذہب کے قانون کی پابندی کرنا۔
۴۔ اسلامی لٹریچر دینی مراکز کی تعمیر میں حصہ لینا۔
۵۔ اصلاح معاشرہ اور عریانی فحاشی کے خلاف جدوجہد میں حصہ لینا۔
۶۔ دین و دنیا میں توازن رکھتے ہوئے غیر اسلامی غلط رسم و رواج کو ترک کرنا۔
۷۔ پڑوسیوں اور رشتہ داروں کے حقوق ادا کرنا
۸۔ ملکی سالمیت و ترقی اور دین کی سالمیت و ترقی کے عملی کاموں میں تعاون کرنا

عورت کا خاندانی مقام

قرآن حکیم میں عورت کو خاندان کا مرکزی کردار قرار دیا گیا ہے ایک خاندان میں تعلیم و تربیت اور اسلامی نظریات اتنے ہی زیادہ پختہ ہوں گے جتنی عورت کے دینی نظریات اور کردار پختہ ہے۔ جس طرح ایک صالح معاشرے کے لئے اسلامی معاشرتی نظام بنیادی ضرورت ہے اسی طرح ایک مسلمان پختہ عورت اسلامی اور پر امن معاشرے کے قیام کے لئے گٹھلی اور بنیاد کی حیثیت رکھتی ہے اسی لیے اسلام کے خاندانی نظام کو قرآن نے مختلف مقامات پر بیان کیا مگر جس سورت میں سب سے زیادہ خاندانی اصول بیان فرمائے گئے ہیں حضور نبی آخرالزماں حضرت محمد ﷺ نے اس سورت کا نام ہی سورۃ النساء یعنی ''عورتیں'' رکھ کر بتا دیا کہ عظیم خاندان عظیم عورتوں کی وجہ سے ہی عظیم بنتا ہے کیونکہ چند عظیم عورتیں ماں بہن بیوی اور بیٹی مل کر گھر کو مثالی امن کا گہوارہ اور جنت کی طرح خوشحال ماحول پیدا کر دیں تو ایسا خاندان اللہ تعالیٰ کی خاص رحمت کی نشانی کہلانے کا حقدار ہے جیسا کہ اس نے قرآن

marfat.com

حکیم میں اچھے خاندان کی بنیادی صفات رحمت، شفقت، محبت وسکون اور اطمینان نفس کو قرار دیا ہے ارشاد باری تعالیٰ ہے:

وَ مِنْ اٰیٰتِهٖۤ اَنْ خَلَقَ لَكُمْ مِّنْ اَنْفُسِكُمْ اَزْوَاجًا لِّتَسْكُنُوْۤا اِلَیْهَا وَ جَعَلَ بَیْنَكُمْ مَّوَدَّةً وَّ رَحْمَةً ؕ اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَاٰیٰتٍ لِّقَوْمٍ یَّتَفَكَّرُوْنَ الروم (۲۱:۳۰)

ترجمہ: ''اس کی قدرت کی ایک نشانی یہ ہے کہ اس نے تمہارے لیے پیدا فرمائیں تمہاری جنس سے بیویاں تا کہ تم سکون حاصل کروان سے اور پیدا فرمائے تمہارے درمیان محبت اور رحمت کے جذبات بے شک اس میں غور وفکر کرنے والے لوگوں کے لئے بہت سی نشانیاں ہیں۔

اسلام میں تشکیل خاندان کے آداب:

قرآن حکیم کی یہ آیت کریمہ عصر حاضر کے محققین کو دعوتِ فکر دے رہی ہے کہ اگر آپ کسی مثالی خاندانی نظام کی تشکیل کے متعلق فکر کر رہے ہیں تو وہ اس وقت تک تشکیل نہیں پا سکتا جب تک اس کے لئے آداب کے حامل افراد خاندان تیار نہیں کر لیتے اور وہ اس وقت تک ممکن نہیں جب تک وہ افراد اللہ کے عطا کردہ اخلاقِ حسنہ کو اپنا کر ایک دوسرے کے لئے سکون اور محبت کا باعث اور اللہ کی قدرت کی نشانی نہیں بن جاتے لہٰذا ایسے پر اعتماد خاندان کی تشکیل کے لئے اللہ تعالیٰ کے بیان کردہ نظام خاندان میں غور وفکر کرنے والوں کے لئے بہت سی نشانیاں اور آداب موجود ہیں۔

پہلا ادب:

مثالی خاندانی نظام کی تشکیل آج کے دور کا سب سے اہم مسئلہ اور ایجنڈا بن کر سامنے آ چکا ہے امریکہ اور برطانیہ کے شاہی خاندانوں کا حال بھی پوری دنیا دیکھ چکی کہ علم وسائنس اور معیشت وسیاست میں سپر پاور یں کہلا کر بھی خاندانی سکون اور باہمی ازدواجی اعتماد سے سارے خاندان یکسر محروم ہیں اس عدم اعتماد ہی کی وجہ سے طلاق کی شرح نا قابل بیان حد تک پہنچ چکی ہے یورپی ممالک کے باشندے باہمی اعتماد والا ساتھی تلاش کرتے کرتے عزت وعصمت معاشرتی حیاء عورت کے احترام حتیٰ کہ اپنی ساری عمر ضائع کر دیتے ہیں اور

marfat.com

باقاعدہ اولاد لینے اور اس کی مثالی پرورش کرنے سے بھی محروم ہیں اس ساری صورت حال کی بنیادی وجہ باہمی اعتماد اور حقیقی محبت کے تصور کا فقدان ہے جبکہ مسلمان خاندان کی مثالی وفاداری کا ثبوت آج بھی عملاً دیکھا جا سکتا ہے اور آج کی نسبت تاریخ کے پچھلے ادوار میں مسلمان خاندانوں کی باہمی ازدواجی اعتماد اور محبت بہت زیادہ تھی اس کی وجہ اسلام کے عطا کردہ خاندانی نظام اور ازدواجی آداب کو جاننے اور ان پر عمل کرنے کی کمی ہے اسی لیے اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے اسلامی نظام خاندان کو تشکیل دینے کے لئے پہلا ادب اسلام سے پختہ تعلق کو قرار دیا ہے اگر دونوں میاں اور بیوی جو خاندان تشکیل دینے کے پہلے دو اجزاء ہیں ان کے نظریات اور اخلاق اسلام کی پختہ اور ثابت شدہ تعلیمات کے مطابق درست نہیں ہیں تو پھر خاندان کا ماحول عدم اعتماد کا شکار ہو جائے گا اور جس کا نتیجہ باہمی محبت، امن وسکون اور شفقتوں کی کمی کی صورت میں سامنے آئے گا نہ اولاد فرمانبردار ہوگی نہ معاشرہ مثالی امن کا گہوارہ بن سکے گا لہٰذا تشکیل خاندان کے لئے پہلا ادب یہ ہے کہ جن دو افراد کو دو خاندانوں نے تیار کیا ہے وہ سب سے زیادہ توجہ اپنی اولاد کی اسلامی پختہ تعلیم وتربیت پر دیں جس کی بنیاد پر باقی سارے خاندانی امور پر اعتماد طریقے سے چلائے جائیں گے۔

اس کی وضاحت خود سرکار دوجہاں حضرت محمد رسول اللہ ﷺ نے یوں ارشاد فرمائی کہ:

وَعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ تُنْکَحُ الْمَرْاَةُ لِاَرْبَعٍ لِمَالِهَا وَلِحَسَبِهَا وَلِجَمَالِهَا وَ لِدِیْنِهَا فَاظْفَرْ بِذَاتِ الدِّیْنِ تَرِبَتْ یَدَاكَ (رواہ البخاری والمسلم)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ سرور عالم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ عورت سے چار چیزیں دیکھ کر نکاح کیا جاتا ہے (۱) اس کی مالی حالت دیکھ کر (۲) اس کی معاشرتی حیثیت دیکھ کر، (۳) اس کی خوبصورتی و جمال دیکھ کر (۴) اس کا دینی اخلاق وکردار دیکھ کر پس اے بندے تو دین کے معاملے کو ترجیح دے کر کامیاب زندگی کا راز پا جا تیرا بھلا ہوگا۔

marfat.com

اسی طرح لڑکی والوں کو بھی رسول خدا حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہی نصیحت یوں فرمائی ہے کہ

دعَنْ اَبِی هُرَیْرَةَ رَضِیَ اللّٰهُ تَعَالٰی عَنْهُ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّی اللّٰهُ عَلَیْهِ وَسَلَّم اِذَا خَطَبَ اِلَیْكُمْ مَنْ تَرْضَوْنَ دِیْنَهٗ وَخُلُقَهٗ فَزَوِّجُوْهُ اِنْ لَا تَفْعَلُوْهُ تَكُنْ فِتْنَةٌ فِی الْاَرْضِ وَفَسَادٌ عَرِیْضٌ (رواہ الترمذی مشکوٰۃ ص ۲۶۷)

ترجمہ: ”حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جب کوئی ایسا شخص (تمہاری لڑکی کے لئے) تمہارے پاس نکاح کا پیغام بھیجے جس کی دینداری اور اخلاق تمہیں پسند ہوں تو اس سے (اپنی لڑکی کا) نکاح کر دو، اگر تم نے ایسا نہ کیا تو زمین پر بڑا فتنہ اور لمبا فساد پیدا ہوگا۔“

ان احادیث میں جس بات پر زور دیا گیا ہے وہ تشکیل خاندان کا پہلا ادب یعنی دیکھنے والے لڑکی والے ہوں یا لڑکے والے رشتے طے کرتے وقت زمانے کے مطابق ایک دوسرے کا صرف (۱) مال و دولت، (۲) حسن و جمال (۳) جدید علم و ظاہری حیثیت اور خاندان ہی نہ دیکھیں بلکہ یہ سب دیکھیں مگر اگر لڑکی یا لڑکے کا دین پر عمل و کردار اور اخلاق اچھے ہوں تو پھر سمجھ لو کہ یہی سب سے پہلا ادب ہے اور کامیاب و پرسکون زندگی کی بنیاد ہے ورنہ اگر عورت دین پر پختہ نہ ہو اور اچھے دینی اخلاق سے خالی ہو اور محض دنیاداری جدید تعلیم کے ساتھ اونچا دماغ اور فیشن کی شوقین ہوگی تو نہ وہ شوہر کے حقوق اور عزت کا پورا خیال رکھے گی اور نہ ہی اولاد کی دین کے مطابق صحیح تربیت کر سکے گی اور بہو ساس کا جھگڑا کھڑا کر دے گی الٹا شوہر کو فرمائشیں کر کے اس کا مال اجاڑے گی اور اسے حرام مال گھر میں لانے پر مجبور کر دے گی یا زیادہ کام پر مجبور کر کے زندگی کا سکون ختم کر دے گی اور نامحرموں کے سامنے بے پردہ اور نمائش کر کے آئے گی اور خاوند کے دل کو تکلیف دے گی اسی طرح اگر اچھے گھر کی حیادار اور دین کو پسند کرنے والی لڑکی کے ساتھ کوئی دینی کردار و اخلاق سے خالی لڑکا محض دنیا کا مال، اونچا خاندان اور خوبصورتی دیکھ کر جوڑ دیا جائے گا تو نتیجہ وہ دوستوں کی

marfat.com

محفلوں میں اپنی حیاء دار بیوی کی نمائش کروانے پر مجبور کردے گا۔ نماز ذکر عبادات کا نہ خود خیال رکھے گا نہ بیوی کو اس کی فرصت دے گا اور نہ ہی اپنی اولاد کے لئے دین میں نمونہ بنے گا آخر کار ہر قدم پر بدامنی، فتنے اور جھگڑے پیدا ہوں گے اور عبادت اور دینی اخلاق نہ ہونے کی وجہ سے نہ صبر کرنا آئے گا نہ ایک دوسرے کو برداشت کریں گے اور نہ ہی باہمی پیار و محبت اور اعتماد قائم رہ سکے گا بات بات پر شک کیا جائے گا آخر کار انجام تین تین طلاقوں سے کم نہیں ہوتا خدا ہدایت عطا فرمائے لہٰذا اسلام کی نصیحت کو مضبوطی سے پکڑلیں اپنے بچوں کو دین کی تعلیم و تربیت اور اخلاق حسنہ سکھانے کا اچھا انتظام کریں اور گھر کا ماحول دینی عبادات اور اچھے اخلاق سے آراستہ کریں یہ پہلا ادب ہے۔ اور خاندان بنانے سے پہلے اپنے بیٹے اور بیٹیوں کو بھی اچھا دین سکھائیں اور شادی کرتے وقت رشتے دیکھنے کے وقت بھی سب سے زیادہ دین اور اخلاق کو مدنظر رکھیں تا کہ آپ کے بچے خوشحال اور کامیاب زندگی گزاریں کاش اہل مغرب بھی اس راز کو سمجھیں اور پرامن خاندانی زندگی کا پہلا ادب دین اور اخلاق کی قدر سمجھ سکیں۔

دوسرا ادب:

ایک مثالی خاندان کی تشکیل کے لئے دوسرا ادب حسن سلوک کی تعلیم دینا ہے کیونکہ انسان سے بھول اور خطا صادر ہونا ممکن ہے اور انسان کو کسی ناپسندیدہ بات پر غصہ آنا بھی ممکن ہے لہٰذا اس کو انسانی کمزوری سمجھ کر برداشت کرنا اور حسنِ سلوک کا مثالی مظاہرہ کر کے اس غلطی اور خطاء ونسیان کی اصلاح کا ماحول پیدا کرنے سے خاندان باہمی محبت و پیار اور میاں بیوی میں اعتماد بڑھ جاتا ہے قرآن حکیم نے اس کے متعلق مردوں کو نصیحت فرمائی۔

وَ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ ۚ فَاِنْ كَرِهْتُمُوْهُنَّ فَعَسٰۤى اَنْ تَكْرَهُوْا شَیْـًٔا وَّ يَجْعَلَ اللّٰهُ فِيْهِ خَيْرًا كَثِيْرًا (النساء ۴: ۱۹)

ترجمہ: ”اور عورتوں کے ساتھ حسنِ سلوک کے ساتھ زندگی گزارو پھر اگر تم انہیں کسی وجہ سے ناپسند کرو تو (صبر کرو) ہوسکتا ہے کہ تم کسی چیز کو ناپسند کرو مگر اللہ تعالیٰ نے اس میں تمہارے

marfat.com

لیے خیر ہی خیر رکھ دی ہو۔"

حدیث پاک میں ہے کہ" حسن خلق میں دنیا و آخرت دونوں جہان کی بھلائی اور اچھائی پوشیدہ ہے۔" حسن خلق معاشرتی و خاندانی نظام کی تمام خوبیوں اور عظمتوں کا جامع خزانہ ہے۔ جس سے گھر جنت کا نمونہ اور ہر قسم کی سعادت، فرحت و سکون اور خوش حالی کا گلستان بن جاتا ہے کسی نے خوب کہا ہے کہ اہل خانہ سے حسن خلق اور ہمسائے سے حسن سلوک سے مثالی شہروں اور ممالک کے تعمیر ہوتی ہے حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کے بارے میں بہت سے ارشادات عالیہ میاں اور بیوی کو آپس میں حسن سلوک اور ہر حال میں ایک دوسرے سے اچھا سلوک کرنے کی تلقین کے لئے بیان فرمائے ہیں ان میں سے ایک یہ ہے کہ

خَيْرُ كُمْ خَيْرُ كُمْ لِاَ هْلِهٖ وَاَنَا خَيْرُ كُمْ لِاَ هْلِيْ۔ (رواہ ابن ماجہ)

"تم میں سے بہترین آدمی وہ ہے جس کا اپنے گھر والوں کے ساتھ سلوک سب سے اچھا ہو اور تم میں سے میرا اپنے گھر والوں کے ساتھ سلوک سب سے اچھا ہے۔"

تیسرا ادب:

اسلام نے نظام خاندان کو تشکیل دیتے وقت عورت کی فطرت اور مزاج کو پیش نظر رکھ کر عورتوں کی نفسیات اور طبیعت کے مطابق اصول اور آداب وضع فرمائے ہیں جس کی دلیل ایک یہ بھی ہے کہ خاندانی نظام میں مثالی محبت اور اعتماد کو فروغ دینے کے لئے بیوی بچوں کے ساتھ خوش مزاجی، ہنسی مزاح اور انتہائی شفقت کا رویہ رکھنا ادب قرار دیا ہے۔ اپنے بیوی بچوں کو زندگی کی خوشیوں سے بھرپور لطف اٹھانے اور سیر و تفریح کا موقع فراہم کرنا ان سے فارغ اوقات میں کھیل میں شریک ہونا طبیعت میں کشادگی اور خوشدلی پیدا کر دیتا ہے۔ جس سے باہمی پیار اور اعتماد بڑھ جاتا ہے۔ حدیث پاک میں حضور نبی اکرم ﷺ کا اپنی ازواج کے ساتھ ہنسی مزاح اور کھیل و تفریح کا موقع فراہم کرنا بھی بطور سنت ملتا ہے حدیث پاک کی مشہور کتب ابو داؤد و نسائی اور ابن ماجہ میں ہے ام المومنین حضرت سیدہ

marfat.com

عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا فرماتی ہیں کہ حضور نبی اکرم ﷺ میرے ساتھ کبھی دوڑ کا مقابلہ فرمایا کرتے چنانچہ ایک دن میں (سیّدہ عائشہ صدیقہ ؓ) دوڑ میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سے سبقت لے گئی اور ایک دن مقابلے میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام سبقت لے گئے تو حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا "یہ میرا مقابلہ جیتنا اس پہلے مقابلے کے جواب میں ہے" اسی طرح مسند حسن بن سفیان ؒ میں ہے کہ سیّدنا انس ؓ فرماتے ہیں کہ حضور علیہ السلام اپنی ازواج مطہرات ؓ سے سب سے زیادہ مزاح اور شفقت فرمایا کرتے تھے" اسی طرح امام ترمذی اور نسائی نے حضرت ابوہریرہ سے روایت فرمایا کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا۔

"اَکْمَلُ الْمُؤْمِنِیْنَ اِیْمَانًا اَحْسَنُھُمْ خُلُقًا وَاَلْطَفُھُمْ بِاَھْلِہٖ۔ (ترمذی، نسائی)

ترجمہ: "مسلمانوں میں سب سے کامل ایمان اس شخص کا ہے جس کا اخلاق سب سے اچھا ہو اور وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ کمال شفقت سے پیش آتا ہو"

تشکیل خاندان کا چوتھا ادب:

اسلامی معاشرتی نظام کو مضبوط معاشرتی قدروں کی بنیاد فراہم کرنے کے لئے مثالی خاندان تشکیل دینا اسلام کی اولین ترجیح ہے مسلمان خاندان جتنی معیاری انسانی قدروں پر استوار ہوں گے اسلامی معاشرہ اتنا ہی مثالی بنتا جائے گا اس مثالی معاشرے کے قیام کی تربیت کے لئے معیاری خاندان تشکیل دینے کا چوتھا ادب زوجین کا سلیقہ شعاری اور قناعت پسندی کی صفت سے آراستہ ہونا ضروری ہے رشتہ پسند کرتے وقت اگر زوجین میں ایک گھر چلانے کا سلیقہ ہونا اور معاشی اونچ نیچ اور مشکل حالات میں قناعت پسندی کا مظاہرہ کرنا دیکھ لیا جائے تو یہ کامیاب اور خوشگوار زندگی کے لئے بنیادی ضرورت ثابت ہوتا ہے۔ وگرنہ محض بلند معاشی معیار (High economic status) کو دیکھ کر دنیاوی ہوس اور لالچ کو معیار بنانے والوں نے آج بچوں کے نکاح کو عذاب بنا دیا ہے جس وجہ سے شادیوں میں بنیادی اخلاق اور محبت واعتماد کا عنصر ختم ہو کر رہ جاتا ہے اور معاشی معیار نہ ملنے کی وجہ سے اولادیں ایک حد تک انتظار کے بعد والدین سے بغاوت یا گناہ کی طرف مائل ہو جاتی

marfat.com

ہیں۔ اسلام ایسی مادی ہوس پرستانہ ذہنیت کو خدا کی شانِ رزاقیت یعنی سب کو رزق پہنچانے والے رب سے بدگمانی اور کمزور ایمان کی علامت قرار دیتا ہے حضرت عائشہ ؓ کی ایک بیان کردہ حدیث مبارکہ میں اس مادیت پرستی کی سوچ پر کاری ضرب لگاتے ہوئے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ

تَزَوَّجُوا النِّسَآءَ یَاتِیْنَکُمْ بِالْاَمْوَالِ (مسند بزاز)

ترجمہ: "سلیقہ مند خواتین سے شادی کرو وہ تمہاری آمدنی میں برکت کا ذریعہ ہوں گی۔"

حضرت جابر ؓ کی ایک روایت میں ہے کہ "تین شخصوں کی اعانت (مدد) اللہ تعالیٰ اپنے ذمے لے لیتا ہے ایک غلام کو آزاد کرنے والے دوسرے غیر آباد بنجر زمین کو آباد کرنے والے کی اور تیسرا وہ آدمی جو خدا کے بھروسے پر شادی کرتا ہے (معجم الاوسط والصغیر)

امام شافعی فرماتے ہیں کہ ہم تک حضرت عمر فاروق ؓ کی یہ روایت آئی ہے آپ فرماتے تھے۔

اِنْ یَّکُوْنُوْا فُقَرَآءَ یُغْنِہِمُ اللّٰہُ مِنْ فَضْلِہٖ ط قَالَ عُمَرُ ؓ اِبْتَغُوا الْغِنٰی فِی الْبَآءَ ۃِ ط اِزَالَۃُ الْخِفَاءَ (۲۔۱۱۰)

ترجمہ: "اگر تم فقیر ہو تو اللہ تعالیٰ تمہیں اپنے فضل سے غنی کر دے گا اور حضرت عمر نے فرمایا کہ نکاح کے ذریعے مال میں برکت تلاش کرلو۔"

اہل مغرب کی پریشاں حالی کا شافی علاج:

اسلام کے عطا کردہ ایسے مثالی خاندانی نظام کو اپنا لینے سے کتنا پرسکون گھریلو ماحول تعمیر ہوتا ہوگا جس کا تصور بھی مادیت زدہ ہوسِ دنیا کا شکار انسان نہیں کرسکتا بالخصوص اہلِ مغرب جو اپنے رفیقِ حیات کی تلاش میں اپنا کثیر مال و دولت، کثیر قیمتی وقت، صحت، عزت و عصمت اور اتنی عمر ضائع کر کے بھی وفادار اور قابلِ اعتماد ساتھی تلاش کرنے میں ناکام رہتے ہیں انہیں اسلام اس صفتِ قناعت اور سلیقہ مندی کی صفت پیدا کر کے مال کی کتنی بڑی بچت اور دیگر توانائیوں اور وقت کی صورت میں منافع حاصل کرنے کا راستہ تجویز کر رہا ہے یورپ میں کتنی عورتیں ایک پرسکون اور پراعتماد گھر تعمیر کرنے تک کتنا وقت، عمر اور دولت و توانائیاں

marfat.com

ضائع کر رہی ہیں مگر زندگیاں پھر بھی ناکام ہو رہی ہیں یہ صرف دنیاوی حرص و لالچ اور مادیت پرستی کا عملی نتیجہ ہے اور جو اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کریم ﷺ نے عطا فرمایا اس پیغام سے منہ پھیرنے کی سزا ہے ایک حدیث پاک میں اس انجام کی طرف یوں اشارہ فرمایا گیا ہے کہ:

لَا تَزَوَّجُوا النِّسَآءَ لِحُسْنِهِنَّ فَعَسٰى حُسْنُهُنَّ اَنْ يُرْدِيَهُنَّ وَلَا تَزَوَّجُوْهُنَّ لِاَمْوَالِهِنَّ فَعَسٰى اَمْوَالُهُنَّ اَنْ تُطْغِيَهُنَّ وَلٰكِنْ تَزَوَّجُوْهُنَّ عَلَى الدِّيْنِ وَلَاَمَةٌ خُرْمَاءُ سَوْدَاءُ ذَاتُ دِيْنٍ اَفْضَلُ (رواہ ابن عمرؓ المنتقی)

ترجمہ: ''عورتوں سے صرف اُن کے حسن و جمال کی وجہ سے شادی نہ کرو، ان کا حسن انہیں ہلاکت میں ڈال سکتا ہے اور نہ عورتوں کے مال و دولت کے سبب ان سے شادی کرو کیونکہ ان کا مال انہیں سرکش و نافرمان بنا سکتا ہے ان سے دین کی بنیاد پر شادی کرو ایک مہذب دیندار کالی کلوٹی باندی ان سب سے افضل ہے۔

ذرا غور کریں پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کس قدر حقیقت پسندانہ پیغام پوری انسانیت کو عطا فرما رہے ہیں کہ دنیاوی نعمتوں اور مادی چیزوں کو ہرگز معیار زندگی نہیں بنانا چاہئے کیونکہ دنیاوی و مادی نعمتیں اکثر اوقات انسان کو مصیبت اور غم میں مبتلا کر دیتی ہیں اور انسان دین اور انسانی اخلاق سے بھی دور ہو کر ہلاکت میں پڑ جاتا ہے نیز اس قدر اخلاقی و معاشرتی تحفظ اور حقیقت پسندی کے ساتھ دنیا کے اور کسی قانون اور مذہب میں عورت اور مرد کے ازدواجی رشتے کو مضبوط خاندانی تعلق اور حقیقی محبت کے ماحول میں ڈھالنے پر روشنی ڈالی گئی ہو جس میں ازدواجی تعلق کی نزاکتوں اور پیدا ہونے والے گھریلو حالات کو حقیقت کی آنکھ سے یوں دیکھا گیا ہو۔

پانچواں ادب: اہل و عیال کی بہتر پرورش کا سلیقہ

اسلام کا خاندانی نظام جن بلند مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے نکاح اور ازدواجی تعلق کو بنیادی ذریعہ قرار دیتا ہے وہ بلند اخلاقی اور مثالی انسانی معاشرے کی وہی اقدار ہیں جن کی

marfat.com

تلاش میں آج کے مغربی دانشور اور مفکرین کثیر ملکی سرمایہ اور توانائیاں خرچ کر رہے ہیں تحقیق و مقاصد ایک خاندان کے اندر زوجین میں حقیقی محبت کا ہونا، حقیقی گھریلو سکون کا پایا جانا جنسی تسکین کا مہذب و باوقار ذریعہ، نسل انسانی کا مناسب فروغ، عورت کی عزت و عصمت کا معیاری نظام، پرورش اولاد کا معیاری ماحول و تربیت اور مثالی تعاون و اعتماد پر مبنی خاندانی نظام ہے۔ اہل یورپ و مغرب اس منزل کو کیسے حاصل کر سکتے ہیں اگر اہل مغرب عورت کو مرد کی جنسی خواہشات کی تکمیل کا ذریعہ، پرورش اولاد کو معاشی بوجھ اور بڑھاپا لانے کا سبب اور قانونی نکاح کو گھریلو و معاشی پابندی سمجھ کر ہر قسم کے غم سے آزاد فقط مادی آسائشوں اور دنیاوی نعمتوں کی کثرت میں زندگی گزارنے کو مقصد حیات سمجھ رہے ہیں اس ناکام تصورِ زندگی کے برعکس اسلام نکاح کو محض جنسی تعلق تسلیم نہیں کرتا اور نہ ہی اہل و عیال کی پرورش کو معاشی بوجھ اور بڑھاپے کا سبب خیال کرتا ہے کیونکہ بڑھاپا تو انسانی زندگی کا آخری مرحلہ ہے۔ خواہ کوئی اولاد والا ہو یا بے اولاد ہو۔ اور مادیت پرستی ہی زندگی کے سکون کا راز نہیں اور ہر ذمہ داری سے آزاد رہنا بیکار آدمی کی علامت ہے لہٰذا اسلام نے مثالی خاندان کی تشکیل کے لئے اہل و عیال کی پرورش کو ایک بنیادی مقصد قرار دیا ہے۔ جس کی مثالی تربیت زوجین کو مثالی والدین سے حاصل ہوتی ہے لہٰذا پرورش اہل و عیال کا سلیقہ جاننا تشکیل خاندان کے لئے ایک بنیادی سلیقہ ہے مرد کو والد اور شوہر کی ذمہ داریاں نبھانے کا علم ہونا اور عورت کو بیوی اور ماں ہونے کی ذمہ داریاں پوری کرنے کا ابتدائی شعور سیکھنا چاہئے تاکہ خاوند کو اس سے سکون اور خاندانی اعتماد حاصل ہو اولاد کو اخلاقی تربیت، مہذب عادات اور کامل شفقت نصیب ہو۔

حضرت امام حسن بن علی ؓ اپنے نانا جان پیغمبر اسلام صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت فرماتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

اِنَّ اللّٰهَ سَائِلُ كُلِّ رَاعٍ عَمَّا اسْتَرْعَاهُ حَفِظَ اَمْ ضَيَّعَ حَتّٰى يُسْئَلُ الرَّجُلُ عَنْ اَهْلِ بَيْتِهٖ ط (رواہ ابن حبان فی صحیحہ)

marfat.com

بے شک اللہ تعالیٰ ہر ذمہ دار سے اس کے ماتحتوں کے بارے میں پوچھے گا کہ ان کی حفاظت کی یا ضائع کر دیا حتیٰ کہ آدمی سے اپنے اہل وعیال کے بارے میں پوچھا جائے گا۔"

چھٹا ادب:

ایک مثالی خاندان کی تشکیل کے لئے زوجین میں اس ادب کا پایا جانا انتہائی ضروری ہے کہ وہ جنسی بے راہروی اور حرام سے پاک ہوں اور اپنے جیون ساتھی کی ہر قسم کی دل آزاری سے پرہیز کریں اس سے ان کے درمیان باہمی اعتماد کی فضا قائم رہتی ہے اور محبت و پیار میں شک کی دراڑ پیدا نہیں ہوتی نیز بہت سے بیماریوں اور آفتوں سے خاندان محفوظ رہتا ہے حرام رزق پر شوہر کو مجبور کر دینے اور اس سے دولت کی نمائش ایسی غیر اخلاقی رسمیں جنم لیتی ہیں جن سے اخلاق اور ایمان ختم ہو کر ذہنی بے سکونی کا مرض پیدا ہو جاتا ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے کہ "میں ایسی عورت کو ناپسند فرماتا ہوں جو کہ اپنے گھر سے ایسے نکلتی ہے اور اپنے کپڑے کا دامن دراز کرتی ہے اور اپنے خاوند کا شکوہ اور گلہ کرتی ہے۔ (طبرانی)

ساتواں ادب:

مثالی خاندان کی تشکیل کا ایک ادب یہ بھی ہے کہ زوجین نیکی وتقویٰ کے کاموں میں ایک دوسرے سے بھرپور تعاون کرنے والے ہوں اور بیوی اپنے شوہر کی اطاعت کرنے والی ہو جس سے گھر ایک معاشرتی وسماجی انتظامی ادارے کی طرح درست چلتا رہے ورنہ جہاں کسی ایک کی انتظامی سربراہی نہ ہو وہاں کبھی نظام صحیح نہیں چل سکتا۔ یہ نظم ایک خاندانی ادارے میں حسن معاشرت اور اعتماد کی فضا پیدا کر دیتا ہے لہٰذا دنیاوی تعلقات اور خاندانی تعمیر کے تمام بیرونی معاملات اور حفاظتی ومعاشی اخراجات کا انتظام کرنا خاوند کی بڑی ذمہ داری ہے۔ جس کی وجہ سے اسے گھر کا ذمہ دار بنایا گیا ہے اور عورت کو گھر کے اندر کے معاملات کا انچارج اور دوسرے درجے پر ذمہ دار بنایا گیا اسے خاوند کی اطاعت کا حکم اس لیے دیا گیا ہے تاکہ گھر کا نظام احسن طریقے سے چل سکے ہاں اگر خاوند کوئی ایسا غیر قانونی کام جس میں قوم وملت کا نقصان اور اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اسلام کی حکم عدولی ہوتی ہو اس

marfat.com

کی اطاعت لازم نہیں کیونکہ اللہ کی نافرمانی اور حکم عدولی میں مخلوق کی اطاعت لازم نہیں ہے صرف نیکی اور تقویٰ کے کاموں میں خاوند کے ساتھ اطاعت کرنی ہے اور یہ عورت کے لئے مردوں کی طرح جہاد کا درجہ اور ثواب ہے حدیث پاک میں ہے کہ آپ نے عورتوں کی طرف سے نمائندہ بن کے آنے والی عورت سے فرمایا کہ تمہیں جو عورت ملے اسے میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو کہ بے شک خاوند کی اطاعت و فرمانبرداری اور خاوند کے حقوق تسلیم کرنا جہاد و مال غنیمت کے اجر و ثواب کے برابر ہے اور تم میں سے بہت تھوڑی عورتیں ایسی ہیں جو کہ اس طرح کرتی ہیں (بزاز و طبرانی) آپ نے ایک اور طویل حدیث کے آخر میں فرمایا کہ ''اس ذات کی قسم جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے کہ عورت اس وقت تک اپنے پروردگار کا حق ادا نہیں کر سکتی جب تک وہ اپنے خاوند کا حق ادا نہ کرے (صحیح ابن جبان ترمذی) ایک اور حدیث میں اہم اعلان فرمایا کہ:

اَيُّمَا امْرَاَةٌ مَاتَتْ وَزَوْجُهَا عَنْهَا رَاضٍ دَخَلَتِ الْجَنَّةَ۔ (ابن ماجہ)

ترجمہ: ''ہر وہ خاتون جو اس حال میں وفات پا جائے کہ اس کا خاوند اس سے راضی ہو تو وہ جنت میں داخل ہوگی۔''

آٹھواں ادب:

مثالی خاندان کی تشکیل کا ایک ادب اسلام میں یہ ہے کہ شادی میں جیون ساتھی کو پسند یا ناپسند کرنے کا حق عورت کو ضرور دیا جائے تا کہ عورت کو اپنی معاشرتی زندگی کو خوشگوار بنانے اور پورے خاندان میں خیر سگالی اور مثالی خاندانی کردار ادا کرنے کے لئے اپنا رفیق حیات منتخب کرنے کی دوسری آزادیوں کی طرح یہ آزادی بھی دی جائے مگر آزادی کا معنی بے راہروی ہرگز نہیں ہے اگر وہ عورت زمانے کے حالات اپنی معاشرتی خیر خواہی اور مردوں کے معاملے میں دور اندیشی کا شعور رکھتی ہو تو اسلام نے اسے آزادی دی ہے مگر دوسری طرف لڑکی کے والدین کو خدا نے اس اولاد کی ذمہ داری اور خیر خواہی کا جذبہ دوسروں سے زیادہ دیا ہوتا ہے اور وہ ہمیشہ اپنی اولاد کی بہتری اور محفوظ مستقبل دیکھ کر ہی خاندان تشکیل

marfat.com

دیتے ہیں مگر اسلام نے انہیں حق میں مبالغہ آرائی اور رسوم ورواج کی اندھی تقلید کی اجازت نہیں دی کہ وہ ذراسی غفلت سے اپنی اولاد کو مصیبت میں ڈال دے حضرت ابن عمرؓ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

كَفٰى بِالْمَرْءِ اِثْمًا اَنْ يُضِيعَ مَنْ يَقُوتُ (رواہ ابوداؤد والنسائی الحاکم)

ترجمہ: ''آدمی کو گنہگار کرنے والی یہ بات کافی ہے کہ وہ جن کی پرورش کرتا ہے انہیں بے پروائی سے ضائع کردے''

ایک حدیث پاک میں ہے کہ ایک خاتون نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے عرض کیا کہ ان کے والد نے اپنے بھتیجے سے ان کی مرضی کے خلاف شادی کردی ہے تو اس پر حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انہیں اختیار دیا کہ چاہے رکھیں یا چاہے تو چھوڑ دیں اس پر اس خاتون نے کہا:

قَدْ اَجَزْتُ مَا صَنَعَ اَبِي وَلٰكِنْ اَرَدْتُ اَنْ اُعَلِّمَ النِّسَاءَ اَنْ لَيْسَ لِلْاٰبَاءِ مِنَ الْاَمْرِ شَيْءٌ (مسلم پرسل لا ص ۱۴۰)

ترجمہ: ''میرے والد نے میرے لئے جو رشتہ طے کیا ہے اب اسے جائز قرار دیتی ہوں مگر میں عورتوں کو بتا دینا چاہتی تھی کہ اس معاملے میں والدین کو سارا اختیار حاصل نہیں ہے۔''

اسلام نے نکاح کے معاملے میں اعتدال پسندی سے کام لیا کہ والدین کو پر اعتماد طریقے سے رشتہ طے کرنے کے نظم ونسق کا اختیار دیا اور دوسری طرف بالغ اور سمجھدار عورت کی رضامندی کو نکاح میں فیصلہ کرنے کے لئے ترجیح دی مگر جوان کنواری لڑکی کے مشورے سے اس کی شادی طے کرنے کا حکم فرمایا جیسے حدیث پاک میں ہے کہ:

لَا تُنْكَحُ الْاَيِّمُ حَتّٰى تُسْتَامَرَ وَلَا الْبِكْرُ حَتّٰى تُسْتَاْذَنَ قَالُوْا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ وَكَيْفَ اِذْنُهَا قَالَ اَنْ تَسْكُتَ وَالثَّيِّبُ اَحَقُّ بِنَفْسِهَا مِنْ وَلِيِّهَا وَالْبِكْرُ تُسْتَاْذَنُ فِي نَفْسِهَا وَاِذْنُهَا صُمَاتُهَا۔ (بخاری ومسلم)

ترجمہ: ''بالغ عورت کی شادی نہ کرو جب تک وہ خود اجازت نہ دے اور کنواری لڑکی کی شادی اس کے مشورے کے بغیر نہ کرو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ کنواری کا اذن کیسے

marfat.com

ہے؟ فرمایا کہ کنواری لڑکی کی اجازت اس کی خاموشی ہے اگر پوچھنے پر شرم سے خاموش رہے اور بصورت اپنی مرضی کی آپ مختار ہے۔''

مگر پھر فرمایا لا نکاح الا بولی۔ یعنی والدین کے بغیر نکاح قبول نہیں ہے یعنی والدین کی رضامندی بھی ضروری ہے۔

نواں ادب:

اسلام نے معاشرے میں صالح تمدن اور انسانیت کے لئے صحت مند اخلاقی قدروں کو فروغ دے کر معاشرتی اور خاندانی زندگی کو آسان سے آسان اور خوشگوار ماحول فراہم کیا ہے اور جو باتیں اس امن بخشنے والے نظام کی راہ میں رکاوٹ بن سکتی تھیں یا اس کی اخلاقی روح کے منافی تھیں ان سے منع کر کے محفوظ قانون سازی فرمادی۔ دوسرے مذاہب اور بعض تہذیبوں میں ذات پات (cast syestam) اور خاندانی طبقات (Classes) کی حد بندیاں اتنی سخت تھیں اور آج بھی ہیں کہ ایک ذات دوسری ذات والے سے شادی نہیں کر سکتا مگر اسلام نے ذات پات اور برادری کو اتنی ہی اہمیت دی ہے جتنی اس کی نکاح میں مدد لینے کی اہمیت تھی مگر اس کو روکاٹ نہیں بنایا لہٰذا خاندانی نظام زوجین کی مدد اور معاشرتی تعاون کے لئے جہاں تک مفید ہے ایک خاندان کی تشکیل کے لئے زوجین کی مختلف حوالوں سے برابری اور خاندانی کفو مساوات ایک آخری ادب قرار دیا ہے مگر صرف خاندان کو ہی سامنے رکھ کر اپنے بچوں کو قربان کر دینا اس کے نتائج سے ڈراتے ہوئے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ:

مَنْ تَزَوَّجَ اِمْرَاةً لِعِزِّهَا لم يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا ذِلًّا وَمَنْ تَزَوَّجَهَا لِمَا لِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا فَقْرًا وَ مَنْ تَزَوَّجَهَا لِحَسْبِهَا لَمْ يَزِدْهُ اللّٰهُ اِلَّا دَنَاءَ ةً وَ مَنْ تَزَوَّجَ اِمْرَاْةً لَمْ يُرِدْ بِهَا اِلَّا أَنْ يَغُضَ بَصَرُهُ وَ يُحْسِنْ فَرْجَهُ اوِيَصِلُ رَحْمَهُ بَارَكَ اللّٰهُ لَهُ فِيهَا وَ بَارَكَ لَهَا فِيهِ۔ (مسلم پرعل لا ص ۔۱۴)

ترجمہ: ''جو کوئی آدمی کسی عورت سے اس کی معاشرتی حیثیت کے خیال سے شادی کرتا ہے تو

marfat.com

اللہ اسے دنیا میں ذلیل بنادے گا اور جو مال ودولت کے سبب سے بھی عورت سے شادی کرتا ہے اسے بھوک وفقر ہی ملے گا اور جو عورت کے نسب اور خاندان کے خیال سے نکاح کرتا ہے تو اس کے نتیجے میں اسے بدنامی ملے گی اور جو اپنی نظروں کی پاکیزگی وتحفظ اور صلہ رحمی اچھے تعلقات کے لئے اچھی عورت سے نکاح کرتا ہے تو اللہ تعالیٰ مرد اور عورت دونوں کے لئے اس نکاح کو بابرکت بناتا ہے۔''

دسواں ادب:

تشکیل خاندان کے لئے ایک آخری ادب یہ بھی ہے کہ اگر اسلام نے ہر مسلمان مرد اور عورت پر علم حاصل کرنا فرض قرار دیا ہے تو زوجین میں تعلیم ہونا مذہب کے بنیادی آداب واخلاق کی تعلیم وتربیت حاصل ہونا۔ زندگی گزارنے کے لئے زوجین کی بنیادی ذمہ داری کے بارے میں شعور ہونا اور معاشرتی رہن سہن عقل اور سمجھ بوجھ میں ہوشیار ہونا تاکہ دونوں کی ذہنی سطح مساوی ہو اور زندگی خوشگوار تعاون سے گزرے ان سب چیزوں میں دین کے علم اور اچھے اخلاق کو ترجیح حاصل ہے۔

اولاد کی بروقت شادی۔ والدین کا اہم فرض

آج کا دور قرب قیامت کی نشانیاں ہماری آنکھوں کے سامنے دکھا رہا ہے قرآن و حدیث نے جو جو احکامات امر بالمعروف کی صورت میں ہمیں کرنے کو کہے آج کے مسلمان مرد وعورتیں انہیں ترک کرکے بھی نہیں ڈرتے اور جن کاموں کو حرام کرکے یا نقصان دہ سمجھ کر منع فرمائے تھے ہم انہیں اپنا کر بھی نہیں شرماتے مثلاً قرآن حکیم نے کہا تھا کہ جوان لڑکوں اور غیر محرموں کو بلا اجازت اپنے گھروں میں آنے جانے مت دو۔ مگر آج ہمارے نوجوان لڑکے اور لڑکیاں نہ صرف ایک دوسرے سے کھلے عام باتیں کرتے ہیں بلکہ ہنسی مذاق اور دوستیوں تک بات پہنچی ہوئی ہے جبکہ دوسری طرف حضور نبی اکرم ﷺ نے ایک نابینا صحابی حضرت ام مکتوم ؓ کو بھی گھر کی چار دیواری میں اپنی ازواج مطہرات کے سامنے آنے نہیں دیا تھا۔ قرآن حکیم نے کہا تھا عورتیں اپنی نگاہیں نیچی رکھا کریں مگر آج نظریں نہ

marfat.com

صرف اٹھنے لگی ہیں بلکہ نظریں جان بوجھ کر ملنے لگی ہیں۔ قرآن حکیم نے حکم دیا تھا کہ عورتیں اپنی چادریں اپنے گریبانوں اور سروں پر ڈال کر چلیں مگر آج نہ صرف آنچل و ڈوپٹے سر سے ہٹنے لگے ہیں بلکہ بدن کھلنے اور نمائش ہونے لگی ہے یاد رکھیں آج کے نوجوان خواہ لڑکے ہوں یا لڑکیاں دونوں اپنی قیمتی جوانی کی جتنی حفاظت کر سکتے کر لیں کل کو یہ جوانی کام آئے گی وگرنہ آج جوانی کی غلطیاں بڑھاپے تک رونے کا سبب بن جائیں گی۔ حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْعَیْنُ زَنَاھا النظروَ الرجلُ زَنَا ھا الْمَشِیِ وَالْاُذُنُ زَنَا ھَا اَلْاِسْتِمَاعَ وَالْیَدُزَنَاھَا اَلْبَطْشُ وَاللِّسَانُ زَنَاھَا اَلْکَلَامُ وَالْقَلْبُ اَن یَتَمَنّٰی وَیَصَدِّقُ ذَالِکَ اَوْیُکَذِّبُ الْفَرْجُ (بہار شباب ص۔۲۷)

ترجمہ: ''کسی غیر محرم کو دیکھنا آنکھ کا زنا ہے قدموں سے اس کی طرف چلنا پیر کا زنا ہے کانوں سے اس کے کلام محبت کو سننا کان کا زنا ہے ہاتھوں سے اسے پکڑنا ہاتھ کا زنا ہے زبان سے اس کے ساتھ باتیں کرنا زبان کا زنا ہے اور دل میں اگر کسی غیر محرم سے ناجائز ملاپ کی تمنا ہو تو دل کا زنا ہے اور اب شرم گاہ اس کی تصدیق کرے گی یا جھٹلا دے گی۔''

پیغمبر اسلام ﷺ کا یہ ہدایت نامہ جہاں نوجوانوں کو اس قدر احتیاط سے زندگی گزارنے اور برائی سے ہر لمحہ بچنے سے خبردار کر رہے ہیں وہاں والدین کو بھی اولاد کی نگرانی اور جوان ہونے کے بعد ان کی خانہ آبادی کی فکر دے رہے ہیں ایک اور مقام پر نوجوان مردوں اور عورتوں کو جلد شادی کے حلال رشتے میں منسلک ہونے کا محفوظ راستہ یوں بتا رہے ہیں کہ

یَا مَعْشَرَ الشَّبَانِ مَنْ استطاعَ مِنْکُمُ الْبَاءَ ۃَ فَلْیَتَزَوَّجْ فَاِنَّہٗ اَغَضُّ لِلْبَصَرِ وَاَحْصَنُ لِلْفَرْجِ وَمَنْ لَمْ یَسْتَطِعْ فَعَلَیْہِ بِالصَّوْمِ فَاِنَّہٗ لَہٗ وِجَاءٌ (متفق علیہ)

ترجمہ: ''اے جوان مرد و عورتوں کے گروہ تم میں سے جس کسی میں شادی کے لئے قوت (خواہش) ہو اسے چاہئے کہ جلد نکاح کر لے یہ نظر کو بھی محفوظ رکھے گا (اور خیالات کو بھی) اور شرم گاہ کی بھی حفاظت کرے گا جس میں نکاح کرنے کی استطاعت نہ ہو پس اسے چاہیے

marfat.com

کہ روزہ رکھے جس سے نفس پر قابو پالے گا۔''

اولاد کا گناہ والدین کے سر پر:

اولاد کے حقوق میں سے ایک اہم وآخری حق یہ بھی ہے کہ والدین ان کے بالغ ہونے کے بعد جلد ان کی شادی کر دیں جیسے کہ حضرت انس ؓ کی روایت ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ لڑکے کا ساتویں دن عقیقہ کرے دوسرے روایت میں ہے کہ عقیقے کے ساتھ ساتویں دن بچے کا سر منڈوائے اس کا اچھا نام رکھا جائے (یعنی جس کا معنی اچھا اور اسلامی نام ہو) اور اس لڑکے سے تکلیف دور کر دی جائے (یعنی لڑکے کے ختنے کر دیئے جائیں) جب چھ سال کا ہو جائے تو اسے ادب سکھائے (ادب رسول اکرم ﷺ ۔ اسلام کے بزرگوں کا ادب ۔ قرآن و اسلام کا ادب) جب نو برس کا ہو جائے تو اس کا بستر الگ کر دے (یعنی والدین کے کمرے سے الگ دوسرے کمرے میں تاکہ پردہ وحیا قائم رہے) جب تیرہ برس کا ہو جائے تو اسے نماز چھوڑنے پر سختی سے سمجھائے ۔ جب سولہ برس کا ہو جائے تو اس کا باپ اس کا نکاح کر دے پھر اس کا ہاتھ پکڑے اور یہ کہے کہ میں نے تجھے ادب سکھایا اور تجھے تعلیم دی اور تیرا نکاح کر دیا میں دنیا میں تیرے فتنہ (جھگڑا فساد اور آزمائش) سے اور آخرت میں تیرے عذاب سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں (الحدیث)

ایک دوسری روایت بھی بیٹے کے بارے میں فرمائی جس میں شادی جلد کرنے کا حکم دے کر فرمایا کہ اگر اس لڑکے نے کوئی گناہ کر لیا تو اس کا گناہ باپ کے سر ہو گا فرمایا۔

عَنْ ابنِ سَعید وابن عباس قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ مَنْ وَلَدَلَهٗ وَلَدٌ فَلْيُحْسِنْ اِسْمَهٗ وَاَدَبَهٗ وَاِذَا بَلَغَ فَلْيَتَزَوَّجْهُ فَاِنَّمَا بَلَغَ وَلَمْ يَتَزَوَّجْهُ فَاَصَابَ اِثْمًا فَاِنَّمَا اِثْمُهٗ عَلٰى اَبِيْهِ۔ (اسلام کا معاشرتی نظام از خالد علوی ص ۳۲۸)

ترجمہ: ''ابن سعید ؓ اور حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے انہوں نے کہا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جس کے ہاں لڑکا پیدا ہوا سے اس کا اچھا نام رکھنا چاہئے اور جب بالغ ہو تو اس کی شادی کر دینی چاہئے اگر وہ بالغ ہوا اور اس کی شادی نہ کی اور اس نے گناہ کیا

marfat.com

تو اس کا گناہ باپ کے سر پر ہے۔

بیٹی کا گناہ بھی باپ کے سر پر ہوگا:

اسلام نے اپنی عظمت کا مثالی نظام قائم کر کے دکھا دیا کہ اولاد میں لڑکی اور لڑکے کی تعلیم و تربیت اور حقوق دینے میں کبھی فرق رکھنے کی بجائے مساوات کا مظاہرہ فرمایا حتیٰ کہ ان کے بالغ ہونے پر شادی کرنے اور انہیں گناہوں سے بچانے میں بھی دونوں کی مساوی فکر دیتے ہوئے فرمایا حدیث نبوی ہے کہ:

عَنْ عُمَرَ ابْنِ الْخَطَّابِ وَاَنَسِ بْنِ مَالِكٍ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ ﷺ قَالَ فِی التَّوْرَاةِ مَكْتُوْبٌ مَنْ بَلَغَتْ اِبْنَتُهٗ اِثْنَتٰی عَشَرَةَ سَنَةً وَلَمْ تَزَوَّجْهَا فَاَصَابَتْ اِثْمًا فَاِثْمُ ذٰلِكَ عَلَيْهِ۔ (اسلام کا معاشرتی نظام از پروفیسر خالد علوی ص ۳۲۹)

ترجمہ: ''حضرت عمر بن خطاب ؓ اور حضرت انس بن مالک ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تورات میں لکھا ہے جس کی بیٹی بارہ سال کی ہوگئی اور اس نے اس کی جلد شادی کی فکر نہ کی اور اس نے کوئی گناہ کا ارتکاب کیا تو اس کا گناہ اس لڑکی کے باپ کے سر پر ہے''۔

آج بعض والدین یا نوجوان لڑکے یا لڑکیاں اپنا تعلیمی سلسلہ بند جانے کے خوف یا بہانے سے شادی میں تاخیر کر دیتے ہیں حالانکہ شادی بھی تعلیم کے جاری رکھنے میں قطعاً کوئی رکاوٹ نہیں ڈالتی۔ لیڈی اساتذہ بھی تو چھوٹے بچوں کے باوجود پڑھانے کا سلسلہ ترک نہیں کرتیں۔

نوجوان کے لئے جوانی جنت بھی دوزخ بھی:

اب رسول اکرم ﷺ نے جوان مردوں اور عورتوں کو اپنی جوانی کی حفاظت کے بدلے جنت اور جوانی کو ضائع کرنے کے بدلے میں دوزخ اور اللہ کی لعنت کا پیغام سناتے ہوئے گناہ سے بچنے کی سمت تلقین فرمائی کہ:

لَعَنَ اللّٰهُ النَّاظِرَ وَالْمَنْظُوْرَ اِلَيْهِ (بہار شباب ص ۷۳)

ترجمہ: ''اللہ تعالیٰ غیر محرموں کو دیکھنے والے اور جن کی طرف دیکھا جائے ان سب پر لعنت

marfat.com

بھیجتا ہے۔

دوسری طرف اپنی عزت وعصمت کی حفاظت کرنے والوں کے متعلق فرمایا کہ:

يَا شَبَابَ قُرَيْشٍ لَاتَزْنُوْا اَلَا مَنْ حَفِظَ فَرْجَهٗ فَلَهُ الْجَنَّةُ (بہار شباب ص ۳۹)

ترجمہ: ''اے قریش کے جوان (مرد وعورتو) دیکھو زنا نہ کرنا خبردار ہو جاؤ جس نے اپنی شرمگاہ کی حفاظت کی اسے جنت ملے گی۔''

ہم جنس کا ہم جنس سے پردہ:

غیر محرم مرد اور عورت کا کسی جگہ تنہائی میں بیٹھنا تو قرآن حکیم میں ہی سختی سے منع کر دیا گیا ہے کہ اس طرح لازمی شیطان تمہیں برائی کی طرف لے جائے گا مگر رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جو پوری انسانیت کے لئے معلم اخلاق اور مربی ومحسن بن کر تشریف لائے ہیں آپ ؐ نے کمال حکمت سے مردوں کا مردوں اور عورتوں کا عورتوں کے جسموں کو بلاوجہ دیکھنا اور اکھٹے لیٹنے سے منع فرما دیا ہے تاکہ اس سے برے خیالات جنم لیتے ہیں جس کے بعد ہم جنس پرستی اور اسی طرح کے دوسری جنسی برائیاں جنم لے سکتی ہے جو انسانیت کی تذلیل، انسانی صحت اور معاشرے میں برائی کے پھیلنے کے نقصان اور بہت سے نفسیاتی مسائل اور بے سکونی کو پیدا کرنے کا بنیادی سبب بن سکتا ہے لہٰذا پیغمبر انسانیت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے انسانی معاشرے کی بہتری کے لئے فرمایا کہ:

لَايَنْظُرُ الرَّجُلُ اِلٰى عَوْرَةِ الرَّجُلِ وَلَا الْمَرْاَةُ اِلٰى عَوْرَةِ الْمَرْاَةِ وَلَا يَفْضِى الرَّجُلُ اِلَى الرَّجُلِ فِى ثَوْبٍ وَاحِدٍ وَلَا يَفْضِى الْمَرْاَةُ اِلَى الْمَرْاَةِ فِى ثَوْبٍ وَاحِدٍ

ترجمہ: ''کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ستر کی طرف اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ستر کی طرف ہرگز نہ دیکھے اور کوئی مرد کسی دوسرے مرد کے ساتھ ایک کپڑا اوڑھ کر نہ سوئیں اور کوئی عورت کسی دوسری عورت کے ساتھ ایک کپڑا اوڑھ کر نہ لیٹیں۔ (اس سے بری عادت کا آغاز ہوتا ہے)

قربان جائیں اس امت کے کامل طبیب کی اخلاقی تعلیمات پر کہ جس نے زنا کے

marfat.com

علاوہ ہم جنس پرستی کا جیسے مردوں میں برائی پیدا ہونے کا خطرہ ہوسکتا ہے اس طرح عورتوں کو بھی روک دیا کہ یہ بھی زنا ہے اور فرمایا کہ "اَلسِّحَاقُ بَیْنَ النِّسَآءِ زِنَا بَیْنَھُنَّ"عورتوں کا آپس میں برائی کرنا بھی زنا ہے۔

اولاد کا فرض۔ والدین کے حقوق ادا کرنا

ماہرین عمرانیات (The science of socialogy) نے ایک خاندان کا ایک معیاری ڈھانچہ پیش کرنے کے لئے اس کے بنیادی اجزاء ترکیبی بیان کئے ہیں جو خاندان کے ایک فرد کو مثالی مقام تک پہنچانے کا زینۃ بنتے ہیں۔ مثلاً (۱) باشعور مرد اور عورت (۲) والدین (۳) دیگر قریبی رشتہ دار اور ان کے حقوق (۴) عورت کی حیثیت (۵) نکاح وطلاق کا محفوظ ومعیاری نظام (۶) تربیت اولاد (۷) حقوق والدین (۸) صلہ رحمی وحسن اخلاق (۹) رواداری وخاندانی ہم آہنگی وغیرہ۔ مگر میں سمجھتا ہوں کہ مغربی خاندانی نظام تقریباً مکمل طور بکھرنے کے قریب ہے اور اسلام کے موجودہ دور میں خاندانی نظام کچھ کمزوریاں آجانے کے باوجود تمام دیگر اقوام سے معیاری خاندانی نظام کی مثالیں اور ریکارڈ اپنے اندر رکھتا ہے شادی کے بعد سب سے بڑا مسئلہ جو میاں بیوی کے درمیان تعلقات کو متاثر کرتا ہے وہ والدین کے حقوق ہیں لہٰذا میں یہ بہتر سمجھتا ہوں کہ لڑکے اور بالخصوص لڑکی کو حقوق والدین کا شادی سے پہلے اچھی طرح علم ہونا چاہئے تاکہ وہ عورت ہی ہے جو دونوں خاندانوں میں شادی کے بعد ایک مثالی ماحول پیدا کرنے کی بنیاد بن سکتی ہے کیونکہ اسے یہ ضرور سمجھنا چاہئے کہ اگر وہ مرد کو والدین کے حقوق پورے کرنے اور ان کے بڑھاپے کا سہارا بننے میں رکاوٹ پیدا کرے گی تو وہ خاندان میں دوریاں اور جھگڑا پیدا کرنے کا گناہ خرید رہی ہے اور ساس و بہو کا جھگڑا پیدا کر کے وہ اپنے نکاح اور خاندان کو خطرے میں ڈالنے کی غلطی کرنے لگی ہے اور ایسی عورت کے لئے اسلام کے احکامات سخت ہیں جو والدین اور اپنے خاوند میں اپنی غیر ضروری دنیاوی اور ضد کی وجہ سے دوری وفساد پیدا کرنا چاہتی ہے۔ لہٰذا شادی سے پہلے ہمیں والدین کے حقوق اور مرتبہ سے بخوبی واقف

marfat.com

ہونا چاہیئے تاکہ تعلقات خوشگوار رہیں۔

قرآن اور والدین کا مقام

اولاد پر والدین کا مقام واضح کرنے کے لئے اللہ تعالیٰ نے حکم ارشاد فرمایا:

ترجمہ: ''اور آپ ؑ کے رب نے حکم فرمایا ہے کہ اس کے سواء کسی کی عبادت نہ کرو اور ماں باپ کے ساتھ احسان سے پیش آؤ اگر تمہارے سامنے ان میں سے ایک یا دونوں بڑھاپے کو پہنچ جائیں (اور ضعف پڑھاپے سے ایسے ہوں جیسے تو بچپن میں تھا) تو ان سے اف تک نہ کہنا (یعنی ایسا کلمہ جن سے انہیں تکلیف پہنچے) اور انہیں کبھی نہ جھڑکنا اور ہمیشہ ان سے تعظیم کی بات کہنا اور ان کے لئے ہمیشہ عاجزی و تواضع کے باز و پھیلانے نرم دلی سے پیش آنا اور ہمیشہ اللہ سے ان کے لئے عرض کرتے رہو کہ اے میرے اللہ تو ان دونوں پر رحم فرما جیسے ان دونوں نے مجھے بچپن میں شفقت سے پالا۔''

اسلام اور حقوق والدین کی اہمیت

مرتب: سیّد ابو نظام جیلانی (اسلامک لائبریری اینڈ ریسرچ سنٹر ورلڈ اسلامک مشن ارسلو)

دین اسلام ایک ایسا محفوظ اور مربوط نظام زندگی پیش فرماتا ہے کہ جس کا ہر رکن اور ہر اصول بہت سی علمی و عملی حکمتوں، جسمانی و روحانی برکتوں اور انفرادی و معاشرتی رحمتوں کے حصول کا ذریعہ ہے اور جن کی خلاف ورزی کرنے سے انسان اور معاشرہ امن بخشنے والے اور سلامتی پر مبنی اس پورے نظام سے ہی محروم ہو جاتا ہے جیسی صورت حال آج بن چکی ہے کہ بزرگوں کا ادب و احترام ختم ہوتا جا رہا ہے اولاد کے اخلاق بگڑتے جا رہے ہیں باہمی اخوت اور محبت دین کے جذبے نفرتوں میں بدلتے جا رہے ہیں اس صورت حال کے پیدا ہونے کی بہت سی وجوہات ہیں جن میں کچھ داخلی بدنظمی، اندرونی علمی کمزوریاں اور کچھ بیرونی و خارجی عناصر کی سازشیں ہیں مگر قطع نظر اس کی تفصیلات کے ہم آج کی نئی نسل کے سامنے انفرادی و معاشرتی اصلاح کے لیے ایک بہت اہم مسئلے کو پیش کر کے اس کی اہمیت کو پختہ دلائل کے ساتھ واضح کر دینا چاہتے ہیں تاکہ ہم اندرونی سکون اور پر امن خانگی زندگی کا بنیادی راز سمجھ سکیں۔

marfat.com

خاندان کی حقیقت:

خاندان ایک ایسا ادارہ اور معاشرتی یونٹ ہے جس کی حقیقت باہمی تعاون اور صلہ رحمی ہے یہ ایک ایسی تنظیم ہے جو صرف اور صرف محبت واحترام کی نازک ڈور سے پروئی گئی ہے اگر اس کے بزرگ اخلاقِ حسنہ اور شفقت و پیار کا مظاہرہ نہ کریں اور اس کے چھوٹے بڑوں کے ساتھ ادب واحترام اور احسن سلوک کرنا نہ سیکھ سکیں تو خاندان کے تمام اجزاء ترکیبی ایک ایک کر کے ٹوٹ کر بکھرتے جائیں گے جیسا کہ آج دنیاوی حرص ولالچ کی وجہ سے ہو رہا ہے اور ہر قوم مذہب کے اندر خاندان ٹوٹ پھوٹ کا شکار ہیں لہٰذا اگر آج اس ٹوٹ پھوٹ کو روکنے کے لئے سب سے اہم نکتے سے اصلاح کا آغاز کر دیا جائے تو انفرادی و معاشرتی امن وسکون پھر سے لوٹ سکتا ہے اور وہ ہے نئی نسل کے سامنے حقوق والدین کی اہمیت کو واضح کر کے پیش کرنا۔ اگر آج کی بیوی کو پتہ چل جائے کہ وہ اپنے خاوند کو اس کے والدین سے دور کر کے نافرمانی پر ابھار کر اور والدین کو اس سے ناراض کر کے کتنی گنہگار اور دنیا و آخرت کے عذاب کی مستحق ہو رہی ہے تو وہ یقیناً ہمیشہ کے لئے انہیں خوش رکھنے کے لئے خاوند کی ہر طرح سے مدد کرے گی اور اگر آج کی نئی نسل کو پتہ چل جائے کہ وہ والدین کی نافرمانی کر کے اور انہیں تکلیف دے کر کتنے گنہگار اور اللہ کی رحمتوں سے دونوں جہانوں میں محروم ہو رہے ہیں اور والدین کو ناراض کر کے اللہ کو ناراض کر رہے ہیں اور دنیاوی و اخروی بہت بڑا نقصان اٹھا رہے ہیں تو وہ ہمیشہ کے لئے والدین کے فرمانبردار اور ہر حال میں ادب کرنے والے بن جائیں گے کیونکہ خاندان دراصل تمام افرادِ خانہ کی محبتوں اور تعاون کا مرکز ہے اس میں ماں، باپ، بہن، بھائی، بیوی، بیٹی اور بیٹا وغیرہ جہاں مختلف رشتوں کے نام ہیں وہاں مخصوص حقوق وفرائض کو پورا کرنے کے منصب اور ذمہ داریوں کے عہدے اور عنوانات بھی ہیں محض نام نہیں ہیں جو اسلامی تعلیمات میں واضح طور پر موجود ہیں مگر ان میں سب سے اہم چیز والدین کے حقوق ہیں کیونکہ ہر شخص نے ایک نہ ایک دن والدین کے مقام ومنصب پر پہنچنا ہے اگر وہ اپنے

marfat.com

بچوں کے سامنے اپنے والدین کا احترام صحیح ذمہ داری اور دل و جان سے کرے گا تو اس کے بچے بھی اسی طرح اور اسی درجے کا والدین کا احترام کرنا اس کی دیکھا دیکھی اس سے سیکھ سکیں گے لہٰذا سلیقہ مند اور وفا شعار مثالی خاندان تیار کرنے کے لئے والدین کے تمام حقوق صحیح ادا کرنا اور ان کا حد درجہ ادب و احترام بہت ضروری ہے۔

ا۔ پہلا حق۔ والدین سے دلی محبت کرنا:

محبت ایک ایسا جذبہ ہے جو انسان کے ہر عمل کو حقیقت کا رنگ عطا کر دیتا ہے لہٰذا والدین سے حسن سلوک اور خدمت و ادب کا اظہار اس وقت تک حقیقی رنگ میں مکمل نہیں ہو سکتا جب تک دل کی گہرائیوں سے والدین کے ساتھ محبت موجود نہ ہو اسی لیے حقیقی کامیابی اور کامل ایمان کے لئے جہاں محبت کی شرط لگائی ہے وہاں سورۃ توبہ (۹:۲۴) میں شرط کے علاوہ محبت اور عشق کا فرق بھی بیان کر دیا اور محبت کے درجات بھی بیان فرما دیئے کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ اور جہادِ دین حق سے محبت عشق کی حد تک ہو اور پھر ان کے بعد سب سے زیادہ تمہاری محبت کے حقدار تمہارے والدین ہیں اور ان کی محبت و احترام کو کسی دنیاوی سبب سے ترک مت کرو بلکہ ہر حال میں اور ہر مجلس میں والدین کی محبت، ادب اور وفاداری کا مکمل اظہار کرنا اولاد کے لئے لازم ہے۔

۲۔ دوسرا۔ ماں کا حق:

انسان پر سب سے زیادہ اس کی ماں کا حق ہے کہ وہ اس کی ہر بات، ہر جائز حکم اور اشارے پر جھکتا جائے اور وہ کسی ضرورت کے لئے جب بھی پکارے تو جی کر کے دوڑتا آئے اور کسی سخت لفظ تو درکنار تیز نظروں سے غصے و ناگواری کے ساتھ ماں کی طرف دیکھنے کا گناہ بھی نہ کرے ہاں اگر اس کی والدہ اسے باپ سے نفرت، کسی دوسرے انسان کو بلاوجہ تکلیف دینے یا اسلام کے خلاف کوئی کام کرنے کو کہے جو اللہ تعالیٰ اور اس کے پیارے رسول ﷺ نے منع فرمایا ہے تو وہ کام نہ کرے اور ماں کے کہنے سے باپ یا باپ کے کہنے سے ماں کو چھوڑ نہ دے دونوں کا ہر حال میں ادب قائم رکھنے کی کوشش کرے کیونکہ اگر ماں کے قدموں میں جنت ہے تو باپ اس کی جنت کا دروازہ ہے۔

marfat.com

۳۔ والدین سے حسن سلوک کرنا:

حسن سلوک کا معنی یہ ہے کہ ہر حال میں اور اپنے ہر عمل سے والدین کے ساتھ حسن سلوک کا مظاہرہ کرے چلنے میں بیٹھنے میں اٹھنے میں کھانے پینے میں الغرض زندگی کے تمام معاملات میں ان سے ادب اور اعلیٰ اخلاق پر مبنی سلوک کرے اور ہمیشہ ان کی شان کے لائق تعظیم کے ساتھ کلام کرے اور کسی اعتبار سے کبھی بھی ان سے آگے نہ بڑھے جیسے ابوداؤد، نسائی اور احمد میں حدیث مبارکہ ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ نے کہا کہ میں نے رسول اکرم ﷺ سے پوچھا کہ کونسا عمل اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب و پسندیدہ ہے تو آپؐ نے فرمایا کہ وقت پر نماز پڑھنا میں نے پوچھا پھر کونسا؟ فرمایا والدین کے ساتھ نیک سلوک کرنا میں نے پوچھا پھر کونسا فرمایا اللہ کی راہ میں جہاد کرنا۔

۴۔ والدین کی خدمت کرنا:

والدین اولاد کے لئے اللہ کی طرف سے بنایا ہوا ایسا وسیلہ رحمت ہیں کہ جن کی خدمت کرنا اور ان کے کام کرنا نوافل پڑھنے اور جہاد کرنے سے بھی افضل ہے ان کی خدمت کا مفہوم یہ ہے کہ ہر لحاظ سے ان کے آرام وسکون کا خیال رکھنا، ان کی ہر قسم کی ضروریات کو پورا کرنا اور کسی قسم کی ذرہ برابر تکلیف اور پریشانی نہ ہونے دینا خواہ وہ مسلمان ہوں یا غیر مسلم اور خواہ وہ اولاد کے ساتھ سختی اور زیادتی بھی کریں پھر بھی ان کی خدمت کرنا اولاد کا فرض ہے چنانچہ اللہ تعالیٰ نے سورہ لقمان (۳۱:۱۴) میں فرمایا کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا شکر ادا کرو تو نے میری طرف ہی لوٹ کر آنا ہے۔ حضرت مجدد الف ثانیؒ مکتوبات ص ۱۱۰ پر لکھتے ہیں کہ حق تعالیٰ کا حق تمام مخلوق کے حق پر مقدم ہے اور والدین کے حقوق کو ادا کرنا اللہ کے حکم کی اطاعت کے باعث لازم ہے لہٰذا والدین کی خدمت کرنا اس لحاظ سے خدا ہی کی خدمت ہے۔

۵۔ والدین کے حقوقِ زندگی پورے کرنا:

والدین کیونکہ انسان کے وجود میں آنے اور زندگی کا بنیادی سبب اور وسیلہ ہیں لہٰذا وہ

marfat.com

جو کچھ دنیاوی نعمتیں اور دینی برکتیں حاصل کرتا ہے انہیں کے وجود کی برکت ہے لہٰذا اس پر لازم ہے کہ والدین کے ہر قسم کے دنیاوی حقوق اور ضروریات، نان ونفقہ وغیرہ کا مکمل خیال رکھے اور ان پر اپنے خالص اور نفیس ترین مال کو خرچ کرے اور آخر دم تک ساتھ دے خواہ اسے کتنی ہی تکلیف اٹھا کر صبر کا مظاہرہ کرنا پڑے۔

۶۔ والدین کا قرض ادا کرنا:

والدین نے اپنی اولاد کی خاطر اتنی تکلیفیں سہیں اور قربانیاں دی ہوتی ہیں کہ اولاد ساری عمر بھی ان کا حق ادا نہیں کر سکتی۔ لہٰذا ان قربانیوں کا ایک تقاضا یہ ہے کہ انسان اپنے والدین کا مالی قرض اور عبادات و نیکیوں کا قرض بھی ادا کرے طبرانی اور سنن دار قطنی میں حضرت ابن عباس ؓ سے روایت ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا جو اپنے ماں باپ کی طرف سے حج کرے یا ان کا قرض ادا کرے روز قیامت نیکوں کے ساتھ اٹھے گا" اسی طرح بخاری شریف کی حدیث ہے کہ ماں باپ کی نیک منتیں بھی ادا کرو۔"

۷۔ والدین کی فرمانبرداری کرنا:

والدین ہمیشہ اولاد کی بہتری ہی سوچتے ہیں خواہ اولاد کی سمجھ میں جوانی کے وقت آرہا ہو یا نہ آئے کیونکہ والدین سے بڑھ کر اولاد کا خیر خواہ کوئی نہیں ہوسکتا لہٰذا وہ جو حکم دیں اولاد کو ان کی فرمانبرداری کر کے انہیں قلبی و روحانی سکون پہنچانا چاہئے۔ صرف اللہ اور رسول اکرم ﷺ کے حکم کی خلاف ورزی یا کسی غیر اخلاقی کام یا ظلم کرنے کا حکم دیں تو اسے نہیں ماننا چاہئے جیسے قرآن حکیم سورہ عنکبوت (۸:۲۹) اور سورۂ لقمان (۱۵:۳۱) میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ "اگر تمہارے والدین تم پر دباؤ ڈالیں کہ تم میرا اس کو شریک ٹھہراؤ جس کا تجھے علم تک نہیں ہے تو ان کا یہ کہنا نہ مانو البتہ دنیا میں ان کے ساتھ خوبصورت ادب کے ساتھ پیش آؤ" اور طبرانی کی حدیث مبارکہ میں نبی اکرم ﷺ کا ارشاد ہے کہ "اللہ کی اطاعت والدین کی فرمانبرداری میں ہے اور اللہ کی نافرمانی والد کی نافرمانی میں ہے" (بخاری شریف کی حدیث ہے کہ بڑے گناہوں میں سے۔ (۱) اللہ تعالیٰ کے ساتھ شرک (۲) والدین کی

marfat.com

نافرمانی کرنا (۳) کسی جان کو بلاوجہ قتل کرنا (۴) جھوٹی قسم اٹھانا ہے۔

۸۔ والدین کے چہرے کی زیارت مقبول حج ہے:

مشکوٰۃ میں حضرت ابن عباسؓ نے کہا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ جو بھی فرمانبردار فرزند اپنے والدین کو ایک بار نگاہ عہد ورحم سے دیکھے اللہ تعالیٰ اس زیارت کے بدلے ایک مقبول حج اس کے نامہ اعمال میں لکھے گا صحابہ کرام نے عرض کیا یارسول اللہ ﷺ خواہ وہ ہر روز سو بار دیکھے! فرمایا ہاں اللہ تعالیٰ بہت بڑا اور طیب ہے" لہٰذا والدین جہاں سے بھی اولاد کو بلوائیں فوراً ان کی زیارت اور تعاون کے لئے شوق سے پہنچنا چاہئے اور مقبول حج کرنا چاہئے۔

حضرت خواجہ معین الدین چشتی اجمیری نے فرمایا پانچ چیزوں کو دیکھنا عبادت ہے۔ (۱) ماں باپ کا چہرہ (۲) قرآن مجید کو کھول کر دیکھنا (۳) عالم دین کی صورت (۴) خانہ کعبہ (روضہ رسولؐ (۵) اپنے پیر کا چہرہ دیکھنا (تعلیم الاخلاق ص ۱۳۷)

۹۔ والدین کو راضی کرنا اللہ کو راضی کرنا ہے:

والدین کے دل کو خوش رکھنے کا کتنا بڑا مقام ہے کہ ترمذی شریف میں رسول اکرم ﷺ کا فرمانِ عالی شان ہے کہ اللہ کی رضا والد کی رضا میں ہے اور اللہ کی ناراضگی والد کی ناراضگی میں ہے، والد کو راضی رکھنے کا حکم اس لیے ضروری فرمادیا کہ ماں کے قدموں میں تیری جنت اور اس کا حق باپ سے تین گنا زیادہ ہے جیسے ابن ماجہ اور بیہقی شریف میں پیغمبر اسلام ﷺ کا فرمان ہے کہ "میں آدمی کو وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں اس کی ماں کے حق میں وصیت ہوں اس کی ماں کے حق میں وصیت کرتا ہوں اس کے باپ کے حق میں"

۱۰۔ والدین کی اجازت اور دعا لینا:

حدیث شریف کی مشہور کتب صحیح مسلم، ابوداؤد اور ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہؓ کی بیان کردہ حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا "تین دعائیں ایسی ہیں جن کے مقبول ہونے میں کوئی شک نہیں۔ (۱) مظلوم کی دعا، (۲) مسافر کی دعا (۳) اور ماں باپ کی اپنی اولاد کے لئے دعا" حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی تفسیر عزیزی میں لکھتے ہیں

marfat.com

کہ والدین کی تعظیم کرنا تمام شریعتوں اور ادیان میں واجب ہے اولاد کو چاہیئے کہ چلتے وقت ان سے آگے نہ چلے اور گفتگو کے دوران انہیں نام لے کر نہ بلائے اور اپنی طرف سے جہاں تک ہو سکے ان کی خدمت کرنے میں خرچ کرے اور ہر کام اور ہر بات میں ان کی رضا مندی (اجازت) کا ارادہ کرے۔ استاد مہر وزیر نوشیرواں نے کہا کہ ماں باپ کی خدمت کرے گا تو ان کی دعائیں لے گا جو ہر ایک دعا سے زیادہ مقبول ہے"

۱۱۔ والدین کے لئے ہمیشہ دعا کرنا:

طبرانی کی ایک روایت میں حضور نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا جب انسان اپنے ماں باپ کے لیے دعا کرنا چھوڑ دیتا ہے تو اس کا رزق قطع (گھٹ) ہو جاتا ہے۔ تفسیر خزائن العرفان میں درج ہے کہ حضرت سفیان بن عینیہ ؒ نے فرمایا کہ جس نے پنجگانہ نمازیں ادا کیں اس نے اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کیا اور جس نے پنجگانہ نمازوں کے بعد والدین کے لیے دعائیں کیں اس نے والدین (اور اللہ) کی شکر گزاری کر لی۔

۱۲۔ والدین کے ساتھ احسان کرنا:

قرآن حکیم میں سورۂ بقرہ (۸۳:۲) اور النساء (۳۶:۴) سورہ (احقاف ۱۵:۴۶) کے علاوہ کئی دوسرے مقامات پر فرمایا کہ ہم نے انسان کو حکم دیا ہے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ احسان کرے، اور خصوصاً ماں نے تکلیف سے اسے جنا اور اٹھایا اس کا ذکر کیا۔ احسان یہ ہے کہ وہ تمہیں تکلیف بھی دیں، اذیت بھی پہنچائیں اور تمہارے ساتھ اچھا سلوک نہ بھی کریں پھر بھی تم اس کے ساتھ بھلائی کرو تو یہ احسان ہے جیسے بیہقی شریف میں حضرت انس ؓ بیان کرتے ہیں کہ حضور علیہ السلام نے فرمایا کہ جو چاہئے کہ خدائے تعالیٰ اس کی عمر میں برکت دے اور اس کا رزق بڑھائے تو اس کو چاہئے کہ اپنے ماں باپ کے ساتھ اچھا سلوک کرے اور اپنے رشتہ داروں سے اچھا تعلق قائم رکھے" اور مستدرک حاکم میں حضرت ابو ہریرہ سے روایت کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تم دوسروں کی عورتوں سے پرہیز کر کے پاکدامن ہو جاؤ ایسا کرنے سے تمہاری عورتیں پاکدامن رہیں گی اور اپنے والدین کے

marfat.com

ساتھ احسان کروایسا کرنے سے تمہارے بیٹے تمہارے ساتھ اچھا سلوک کریں گے اور جس شخص کے پاس اس کا بھائی معذرت چاہتا ہوا آئے تو اس کی معذرت قبول کر لینی چاہئے، وہ حق پر ہو خواہ ناحق پر اگر کسی نے ایسا نہ کیا (یعنی معذرت قبول نہ کی) تو وہ میرے حوضِ کوثر پر نہ آئے حضور شیخ سیّد عبدالقادر جیلانی البغدادی ؒ اپنی کتاب غنیۃ الطالبین ص ۱۰۳ احسان کرنے کا مفہوم یوں بیان فرماتے ہیں کہ اگر کسی سفر پر جانا چاہتے ہو جو تم پر واجب نہیں تو والدین کی رضامندی کے بغیر مت جاؤ، والدین کو کوئی دکھ نہ پہنچاؤ۔ اس کا خیال رکھو کہ تمہاری وجہ سے تمہارے والدین کو کوئی شخص تکلیف پہنچانے کا باعث بنے آنحضرت ﷺ نے اس شخص پر لعنت کی جو ماں اور بچے میں جدائی کا سبب بنے (خصوصاً بیوی یہ بات سمجھے) اگر کہیں سے کھانے پینے کی چیز لاؤ تو سب سے اچھا کھانا ماں باپ کو دو کیونکہ وہ تمہاری خاطر اکثر بھوکے رہے ہیں اور تم کو اپنے اوپر ترجیح دی ہے۔ تمہارا پیٹ بھرا ہے خود بیدار رہے اور تمہیں سلایا ہے۔“

۱۳۔ والدین کے رشتے داروں اور دوستوں سے صلہ رحمی کرنا:

قرآن حکیم میں اکثر جہاں والدین کا ذکر آیا وہاں ساتھ رشتے داروں سے اور قریبی دوست ہمسائے وغیرہ سے بھی اچھا سلوک کرنے کا حکم دیا گیا ہے مشکوٰۃ المصابیح اور ترمذی شریف میں حضرت ابن عمرؓ سے مروی حدیث ہے کہ ایک آدمی رسول اکرم ﷺ کی بارگاہ اقدس میں آیا اور اس نے عرض کیا: یارسول اللہ ﷺ مجھ سے ایک بڑا گناہ ہو گیا ہے کیا میری توبہ قبول ہو سکتی ہے؟ حضور نبی اکرم ﷺ نے فرمایا! کیا تیری ماں ہے؟ اس نے عرض کیا نہیں پھر آپ ؐ نے فرمایا کیا تیری کوئی خالہ ہے؟ اس نے عرض کیا ہاں! آپ ؐ نے فرمایا: تو جا کر اس کے ساتھ حسن سلوک کر (اللہ تیرا گناہ معاف اور توبہ قبول فرمائے گا) بڑی غور کرنے کی بات ہے کہ والدین بالخصوص ماں یا قریبی رشتہ داروں سے اچھا سلوک کرنے سے انسان کے کتنے گناہ معاف ہوتے رہتے ہیں مصیبتیں ٹلتی رہتی ہیں۔ اور کتنی نیکیوں کی توفیق اور رزق میں اضافہ ہوتا رہتا ہے۔ جس کے سبب کا انسان کو ظاہراً پتہ بھی نہیں ہوتا۔ صحیح

marfat.com

بخاری طبرانی اور بیہقی شریف میں حدیث ہے رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”اپنے ماں باپ کی دوستی پر نظر رکھ اور اسے توڑ نہ دے ورنہ اللہ تعالیٰ تیرا نور بجھا دے گا۔ اور حضرت ابن عباسؓ سے مروی ایک حدیث طبرانی میں یوں ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ باپ کے ساتھ نیکی کرنے میں سے ایک نیکی یہ ہے کہ تو اس کے دوست سے اچھا برتاؤ رکھے۔

۱۴۔ والدین فرمانبردار انسان کی جنت اور نافرمان کی دوزخ ہیں:

حضرت ابو ہریرہؓ سے حدیث ابن ماجہ شریف میں یوں ہے کہ رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ اے انسان ماں باپ تیری جنت ہیں اور تیری دوزخ ہیں۔ ترمذی شریف میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا۔ ”والد جنت کے سب دروازوں میں بیچ کا دروازہ ہے اب تو چاہے تو اس دروازے کو اپنے ہاتھ سے کھو دے ضائع کر دے خواہ اس دروازے کی حفاظت کرے حضرت ابن عمرؓ سے مروی حدیث جو سنن نفسائی، بزاز اور الحاکم میں بھی ہے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ تین شخص جنت میں نہ جائیں گے (۱) ماں باپ کی نافرمانی کرنے والا (۲) لوگوں کو ذلیل کرنے والا (۳) مردوں کی طرح ظاہری حالت بنانے والی عورت۔ اسی طرح السنۃ ابن ابی عاصمؒ میں ابی امامہؓ سے مروی حدیث پاک میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ تین آدمیوں سے اللہ تعالیٰ کوئی فرض ونفل وغیرہ قبول نہیں فرماتے (۱) جس کو والدین نے نافرمانی کی وجہ سے گھر اور جائیداد سے الگ (عاق) کر دیا ہو۔ (۲) جو صدقہ دے کر اس کا احسان جتلائے (۳) اور تقدیر الٰہی کا انکار کرنے والا۔

ایک انتہائی (سبق آموز حدیث جسے) حضرت ابو بکرؓ سے راویت کیا ہے جو طبرانی اور الحاکم میں درج ہے رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں کہ سب گناہوں کی سزا اللہ تعالیٰ چاہے تو قیامت تک کے لیے ملتوی کر دیتا ہے۔ مگر ماں باپ کی نافرمانی کہ اس کے جیتے جی اس کی سزا پہنچاتا ہے طبرانی کی ایک حدیث میں ابو ہریرہؓ نے بیان کیا کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ ”ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے ملعون ہے جو اپنے والدین کو ستائے الاصبہانی میں ایک حکایت حضرت عوام بن

marfat.com

حوشبؒ سے درج ہے جو بڑے اکابر تبع تابعین سے ۱۴۸ھ میں ہوگزرے ہیں آپ نے فرمایا کہ میں ایک محلہ میں گیا اس کے کنارے پر ایک قبرستان تھا عصر کے وقت ایک قبر شق ہوئی اور اس میں سے ایک آدمی نکلا جس کا سر گدھے اور باقی بدن انسان کا تھا۔ اس نے تین آوازیں گدھے کی طرح نکالیں پھر قبر بند ہوگئی ساتھ ایک بڑھیا عورت بیٹھی سوت کات رہی تھی ایک عورت نے مجھ سے کہا اس بڑھیا کو دیکھتے ہو میں نے کہا: اس کا کیا معاملہ ہے اس نے کہا کہ یہ اس قبر والے کی ماں ہے وہ شراب پیتا تھا جب شام کو آتا تو ماں نصیحت کرتی کہ اے بیٹے خدا سے ڈر کب تک اس ناپاک کو پئے گا۔ یہ ماں کو جواب دیتا کہ تو تو گدھے کی طرح چلاتی ہے؟ یہ شخص عصر کی نماز کے بعد مرا جب سے ہر روز عصر کے بعد اس کی قبر شق ہوتی ہے اور یونہی تین آوازیں گدھے کی طرح ہو کر پھر بند ہو جاتی ہے۔

۱۵۔ والدین کا آخری حق۔ وفات کے بعد نیکی کرنا:

والدین کی وفات کے بعد قبر میں ان کے جسم اور آسمانوں میں ان کی روح نیک اولاد کی طرف سے پہنچنے والے ثواب اور نیک اعمال سے سکون حاصل کرتے ہیں، ان کی سختیاں اور قبر میں اگر کوئی تکلیف، پہنچ رہی ہو تو اولاد کی نیکیوں کے اثر اور جزاء سے والدین کو تازگی ملتی ہے اور وہ خوش ہوتے ہیں اور اولاد اگر والدین کو یاد کرے ان کے لیے اچھی دعا کرے، نیکیاں اور ثواب پہنچانے کا پاکیزہ انتظام اور مسلسل نیکی کرے تو ان کا عذاب ٹل جاتا ہے جیسے سورہ بنی اسرائیل (۲۴:۱۷) میں والدین کے لئے دعا کرنے کا ذکر ہے اور طبرانی کی کتاب میں ابن حمیرہؒ سے مروی حدیث میں رسول اکرم ﷺ فرماتے ہیں جو شخص اپنے ماں باپ کے وصال کے بعد ان کی نیک قسم سچی کرے اور ان کا قرض ادا کرے اور کسی آدمی کے ماں باپ کو برا کہہ کر انہیں برا نہ کہلوائے وہ والدین کے ساتھ نیکوکار لکھا جاتا ہے اگر چہ ان کی زندگی میں نافرمان تھا اور جو ان کی قسم پوری نہ کرے، ان کا قرض نہ ادا کرے اور دوسروں کے والدین کو برا کہہ کر انہیں برا کہلوائے وہ عاق لکھا جاتا ہے اگر چہ ان کی حیات میں نیک تھا۔'' مرنے کے بعد اولاد پر والدین کے چار حقوق ہوتے ہیں جنہیں حضور نبی

marfat.com

اکرم ﷺ سنن بیہقی، ابوداؤد، ابن ماجہ ابن حبان ابن البخاری جیسی کتب میں درج ایک روایت میں ارشاد فرمایا جب ایک انصاری صحابی ؓ نے آپ ؐ سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ ﷺ اپنے ماں باپ کے انتقال کر جانے کے بعد کوئی طریقہ ان کے ساتھ نیکی کرنے کا باقی ہے جسے میں بجالاؤں فرمایا ہاں چار چیزیں ہیں ان پر نماز پڑھنا اور ان کے لئے اللہ سے مغفرت مانگنا اور ان کی وصیت نافذ کرنا اور ان کے دوستوں کی تعظیم کرنا اور جو رشتہ صرف ان کی جانب سے ہو اس کو نیک سلوک سے قائم رکھنا یہ وہ نیکی ہے کہ ان کی موت کے بعد بھی ان کے ساتھ کرنی باقی ہے۔'' دار قطنی کی حدیث میں رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ انسان جب اپنے والدین کی طرف سے (ان کے وصال کے بعد) حج کرتا ہے وہ حج اس کی اور اس کے والدین کی طرف سے قبول کیا جاتا ہے جس سے ان کی روحیں آسمان میں خوش ہوتی ہیں اور یہ شخص اللہ عزوجل کے نزدیک ماں باپ کے ساتھ نیک سلوک کرنے والا لکھا جاتا ہے۔ دوسری حدیث میں ہے کہ اس نیک اولاد کو دس حج کرنے کا ثواب زیادہ ملے گا۔ اسی طرح (ابن عدی) میں حضرت ابو بکر صدیق ؓ سے مروی حدیث میں رسول اکرم ﷺ ارشاد فرماتے ہیں کہ جو شخص جمعۃ المبارک کے دن اپنے والدین یا ایک کی زیارتِ قبر کرے اور اس کے پاس بیٹھ کر سورہ یٰسین پڑھے گا وہ بخش دیا جائے گا اور ابن عمر ؓ سے ترمذی میں ہے کہ فرمایا جو ثواب کی نیت سے اپنے والدین دونوں یا ایک کی قبر کی زیارت کرے تو وہ ایک حج مبرور کے برابر ثواب پائے اور جو والدین یا ایک کی زیارت قبر کثرت سے کرتا ہو فرشتے اس کی قبر کی زیارت کو آئیں گے الحکیم ترمذی اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا کہ اتوار اور جمعرات کو اعمال پیش کئے جاتے ہیں اللہ کے حضور اور ہر جمعۃ المبارک کو انبیاء کرام اور ماں باپ کے سامنے پیش ہوتے ہیں وہ اپنوں کی نیکیوں پر خوش ہوتے ہیں اور ان کے چہروں کی رونق و سفیدی بڑھ جاتی ہے پس تم اللہ سے ڈرو اور اپنے مردوں کو گناہوں سے غم و تکلیف نہ پہنچاؤ۔

marfat.com

اسلامی شادی کے بنیادی اجزاء

اسلام میں شادی کا تصور جتنا محفوظ پر اعتماد باوقار اور حیادار ہے اس سے بہتر پیار کی پر اعتماد شادی کا تصور اسلام کے علاوہ کسی جگہ نہیں مل سکتا ہم سب سے پہلے اسلامی شادی کے بنیادی اجزاء اور طریقہ کار بیان کریں گے جس کی روشنی میں اسلامی شادی کا تصور آسانی سے سمجھ آسکے گا۔

نکاح کی شرائط:

اسلام میں مرد اور عورت کے درمیان نکاح کرنے سے پہلے مندرجہ ذیل شرائط کا پایا جانا ضروری ہے۔

۱۔ عاقل یعنی عقلمند ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) دو گواہوں کا موجود ہونا (۳) گواہوں کا مسلمان ہونا (۴) ایک ہی مجلس میں ایجاب یعنی لڑکی کا نکاح کے لئے رضامند ہوکر اجازت دینا اور قبول یعنی لڑکے کا اسے نکاح میں قبول کرنا ہو (۶) ایجاب یعنی لڑکی اور لڑکا اور حق مہر وغیرہ جو فرد اور رقم یا چیز طے ہو اس کے مطابق قبول کا درست ہونا ضروری ہے یعنی قبول کرنے والے کو پتہ ہو کہ میں نے فلاں سے اتنے حق مہر کے عوض شادی قبول کی ہے۔ (۷) عورت کا بالغ ہونا اور راضی ہونا اگر راضی نہیں تو شادی نہیں ہوگی۔ (۸) نکاح کی قبولیت نہ کسی آئیندہ زمانے یا نہ مقررہ مدت اور نہ کسی نامعلوم شرط سے مشروط ہو (۹) نکاح کی اضافت پورے انسان کی طرف ہو کسی انسانی جز کی طرف نہ ہو۔

نکاح کے ارکان:

نکاح کے ارکان یہ ہیں (۱) ایجاب یعنی ایک کہے کہ میں نے اپنے آپ کو تیرے ساتھ نکاح کے لئے پیش کیا۔ (۲) قبول یعنی دوسرا کہے کہ میں نے تجھے اپنے نکاح میں قبول کیا۔ (۳) حق مہر نکاح کے لئے سنت ہے جس کی تاکید فرمائی گئی ہے مسلمان مرد کا اہل کتاب ومشرک نہ ہو اس عورت سے نکاح ہوسکتا ہے مگر مسلمان عورت کا نکاح مسلمان مرد

marfat.com

کے علاوہ کسی دوسرے مذہب والے مرد سے نہیں ہوسکتا۔

طریقہ نکاح:

اسلام میں نکاح کرنے کی مندرجہ ذیل رسومات وطریقے ہیں:

ا۔لڑکی اور لڑکے کا ایک دوسرے کو دیکھنا:

متعدد احادیث میں رسول اکرم ﷺ نے حکم ارشاد فرمایا کہ لڑکی اور لڑکا والدین کی موجودگی میں ایک دوسرے کو دیکھ لیں اور پسند کرلیں نہ کہ صرف تصویر یا سنی سنائی بات پر ہاں کردیں تاکہ شریعت کی حدود میں دونوں ایک دوسرے کو خود دیکھ کر پسند کرلیں جنھوں نے زندگی گزارنی ہے مگر تنہائی میں ملاقاتیں منع ہیں۔

۲۔منگنی کرنا:

جب لڑکا اور لڑکی اپنے والدین کو اپنا فیصلہ اور رضامندی بتادیں تو پھران دونوں کی رضا مندی کے بعد دونوں کے والدین ان کی منگنی کا باقاعدہ اعلان کریں گے تاکہ یہ رشتہ دو افراد کے درمیان محبت واعتماد اور دو خاندانوں کے درمیان تعاون کا پل بن جائے علاوہ ازیں مہندی کا میلہ، مائیاں اور ناچ گانا وغیرہ سخت ناجائز اور ہندوانہ رسمیں ہیں۔

۳۔نکاح کرنا:

نکاح کی تمام شرائط دیکھنے کے بعد سب سے اہم قدم دو گواہوں جو عادل اور باشعور مسلمان ہوں کی موجودگی میں نکاح یعنی ایجاب وقبول کرنا ہے تاکہ دونوں افراد باہوش و حواس اپنی عملی زندگی کا باقاعدہ آغاز کرسکیں اور دونوں کی شادی کی عوام میں باقاعدہ تصدیق اور شہرت ہوجائے۔

۴۔لڑکی کی رخصتی:

نکاح ہوجانے کے بعد اہم قدم لڑکی کی لڑکے کے گھر باقاعدہ باعزت طریقے سے رخصتی کرنا ہے تاکہ دونوں نکاح کی ذمہ داریوں کا احساس کرکے عملی زندگی شروع کردیں۔

marfat.com

۵۔ حق مہر کا تحفہ دینا:

رخصتی کے بعد جس پر دونوں راضی ہوں اور جب لڑکی چاہئے آدمی اسے شریعت کے مطابق حق مہر ادا کرے گا جو کہ لڑکے کی طرف سے لڑکی کے تمام اخراجات کو محبت اور باہمی رضامندی سے قبول کرنے کی علامت ہوتی ہے جسے ادا کر کے آدمی لڑکی کے اخراجات کو ادا کرنے کی ذمہ داری کی تصدیق کرتا ہے۔

۶۔ ولیمہ دینا:

رخصتی کے بعد لڑکے کی طرف سے شادی کی سنت ادا ہونے پر اطلاع کے طور پر دوست احباب کو بلا کر کھانا پیش کرنے کو ولیمہ کہتے ہیں تا کہ نکاح کی سنت کا شکرانہ ادا ہو جائے اور دوستوں کو باقاعدہ اطلاع ہو جائے۔

۷۔ غریبوں میں خیرات کرنا:

شادی کے موقعہ پر چند ضرورت مند غریب لوگوں میں حسب توفیق خیرات کرنا چاہئے تا کہ محلے اور علاقے کے غریب بھی اس خوشی میں شریک ہوا اور دعائیں دیں۔ اس کے بعد قرآن حکیم کی ان آیات میں غور کریں۔ نکاح کے مستحباب از قانون

وَلَمَّا وَرَدَ مَآءَ مَدْيَنَ وَجَدَ عَلَيْهِ اُمَّةً مِّنَ النَّاسِ يَسْقُوْنَ وَ وَجَدَ مِنْ دُوْنِهِمُ امْرَاَتَيْنِ تَذُوْدٰنِ قَالَ مَا خَطْبُكُمَا قَالَتَا لَا نَسْقِىْ حَتّٰى يُصْدِرَ الرِّعَآءُ وَاَبُوْنَا شَيْخٌ كَبِيْرٌ فَسَقٰى لَهُمَا ثُمَّ تَوَلّٰٓى اِلَى الظِّلِّ فَقَالَ رَبِّ اِنِّىْ لِمَآ اَنْزَلْتَ اِلَىَّ مِنْ خَيْرٍ فَقِيْرٌ فَجَآءَتْهُ اِحْدٰىهُمَا تَمْشِىْ عَلَى اسْتِحْيَآءٍ قَالَتْ اِنَّ اَبِىْ يَدْعُوْكَ لِيَجْزِيَكَ اَجْرَ مَا سَقَيْتَ لَنَا فَلَمَّا جَآءَهٗ وَقَصَّ عَلَيْهِ الْقَصَصَ قَالَ لَا تَخَفْ نَجَوْتَ مِنَ الْقَوْمِ الظّٰلِمِيْنَ قَالَتْ اِحْدٰىهُمَا يٰٓاَبَتِ اسْتَاْجِرْهُ اِنَّ خَيْرَ مَنِ اسْتَاْجَرْتَ الْقَوِىُّ الْاَمِيْنُ قَالَ اِنِّىْٓ اُرِيْدُ اَنْ اُنْكِحَكَ اِحْدَى ابْنَتَىَّ هٰتَيْنِ عَلٰٓى اَنْ تَاْجُرَنِىْ ثَمٰنِىَ حِجَجٍ فَاِنْ اَتْمَمْتَ عَشْرًا فَمِنْ عِنْدِكَ وَمَآ اُرِيْدُ اَنْ اَشُقَّ عَلَيْكَ سَتَجِدُنِىْٓ اِنْ شَآءَ اللّٰهُ مِنَ الصّٰلِحِيْنَ۔ (۲۳:۲۸)

marfat.com

ترجمہ: ''جب حضرت موسیٰ مدین کے پانی پر پہنچے تو دیکھا کہ وہاں پر لوگوں کا ایک ہجوم ہے جو اپنے مویشیوں کو پانی پلا رہا ہے اور آپ نے اس ہجوم سے الگ دو عورتیں دیکھیں جو اپنے ریوڑ کو روکے ہوئے کھڑی ہیں آپ نے پوچھا تم کیوں اس حال میں کھڑی ہو ان دونوں نے کہا ہم پانی نہیں پلا سکتیں جب تک چرواہے اپنے مویشی واپس نہ لے جائیں اور ہمارے والد بہت بوڑھے ہیں تو آپ نے پانی پلا دیا ان کے ریوڑ کو پھر لوٹ کر سائے کی طرف آ گئے اور عرض کرنے لگے میرے رب واقعی میں اس خیر و برکت کا محتاج ہوں جو تو نے میری طرف اتاری ہے کچھ دیر بعد آپ کے پاس ان دونوں میں سے ایک خاتون شرم و حیاء کے ساتھ چلتی ہوئی آئی اور آ کر کہا میرے والد تمہیں بلاتے ہیں تا کہ ہماری بکریوں کو آپ نے جو پانی پلایا ہے اس کا آپ کو معاوضہ دیں پس جب آپ ان کے پاس آئے اور اپنا واقعہ ان کے سامنے بیان کیا تو انہوں نے تسلی دیتے ہوئے کہا ڈرو نہیں تم ظالموں کے پنجے سے بچ کر نکل آئے ہو ان دو میں سے ایک خاتون نے کہا اے میرے محترم والد گرامی۔'' ان کو اپنے پاس اجرت پر رکھ لیجئے کیونکہ جسے آپ اجرت پر رکھیں ان میں بہتر وہ ہے جو امانت دار ہو اور قوی ہو۔ اس بزرگ نے کہا میں اپنی ایک بیٹی کا نکاح آپ سے کر دینا چاہتا ہوں اس (حق مہر) پر کہ آپ آٹھ سال مزدوری کریں اور اگر آپ دس سال پورے کر دیں تو یہ آپ کی طرف سے احسان ہوگا اور میں آپ کو کسی مشقت میں نہیں ڈالنا چاہتا اور اگر اللہ نے چاہا تو آگے چل کر آپ مجھے صالحین میں پائیں گے۔

تصورِ نکاح اور جبری شادی

عصر حاضر میڈیا انفارمیشن اور علم وفن کے انقلاب کا دور ہے آج ایک ملک کسی دوسرے ملک کی صنعت و معیشت، مذہب و کلچر اور سیاست و حکومت پر منفی پراپیگنڈہ اور خفیہ سازشوں کے حملے کر کے اسے شکست اور معاشرتی زوال کا شکار بنا دیتا ہے اور پوری دنیا کا ذہن اس کے متعلق سینکڑوں غلط فہمیاں پھیلا کر آلودہ کر دیتا ہے جس کو صاف کرنے کے لئے اتنی بڑی میڈیا جنگ کا مقابلہ کرنا پڑتا ہے جو ہر ملک کی طاقت سے باہر ہو جاتا ہے لہٰذا

marfat.com

ہمارے سامنے ورلڈ میڈیا پر فحاشی جھوٹ اور بداخلاقی پرمبنی ایک غیر انسانی کلچر کی ایک فطری حیاء دار انسانی تہذیب سے مختلف عالمی محاذوں پر سرد جنگ خوب گرم ہے۔

آج گھر بیٹھے کمپیوٹر اور انٹرنیٹ کے ذریعے ہزاروں لاکھوں ڈالر کا ایک دوسرے کو نقصان پہنچانا مالی کاروبار و تجارت سے لاکھوں ڈالروں کی گھر بیٹھے چوری کر لینا معمول بنا ہوا ہے اور کسی مثبت اخلاق پرمبنی تہذیب اور سچے مذہب کو جھوٹا اور منفی ثابت کرنا اور جھوٹے کو سچا بنا دینا ملکی خفیہ منصوبہ بندی کا نمایاں حصہ بن چکا ہے ظالم کو سلامتی کونسل کا رکن اور مظلوم کو دہشت گرد بنا دینا، عالمی طاقتوں کا کھیل بن گیا ہے۔اور بالخصوص میڈیا پر اسلام اور مسلمانوں کے متعلق مذہبی، ثقافتی، قومی و سیاسی حوالوں سے مختلف سیکنڈلز بنانا اور انسانی اخلاق سے گرے ہوئے الزامات لگانا اور اس مہم و منصوبے کو کامیاب بنانے کے لئے مختلف جھوٹے ثبوت اور مصنوعی بہانے وحوالے بنا کر عوام کے سامنے پیش کرنا معمول بن چکا ہے اکثر و بیشتر مغربی منفی پراپیگنڈہ کا موضوع بالخصوص اسلامی تہذیب کے ان بنیادی اصولوں کو بنایا جاتا ہے جن کی بنیاد مسلمانوں میں مذہب کو مضبوط کرنے کے لئے ہوتی ہے تاکہ مسلمانوں میں مذہب سے دوری اور بیزاری کا رجحان اور دل میں شکوک وشبہات پیدا ہو جائیں مذکورہ بالا موضوع یعنی اسلامی طریقہ نکاح کو ہی جبری شادی قرار دینا اسی خفیہ منصوبے کی ایک کڑی معلوم ہوتا ہے۔تاکہ اس منفی پراپیگنڈہ کے نتیجے میں نئی نسل جس کے ذہن میں خاندانی نظام کی معاشرتی قدریں، انسانی زندگی میں اس کے فوائد و حکمتیں اور نکاح زوجین میں والدین کے کردار کی ضرورو اہمیت اور معاشرتی فوائد کمزور ہو چکے ہیں اسے والدین اور خاندان کے سایہ امن و عافیت سے دور کر دیا جائے اور ان کے دل سے بزرگوں کا احترام نفرت اور شک میں بدل دیا جائے تو پھر والدین کے مذہب اور کلچر سے بھی دوری ہو جائے گی اس طرح نئی نسلیں مادر پدر آزاد ہو کر باہر نکل آئیں تو نہ خاندان سلامت رہیں گے، نہ دین اور نہ معاشرتی سکون۔

marfat.com

شادی کی انسانی ضرورت:

شادی نسل انسانی کے فروغ وبقا کے لئے فطری ضرورت ہے جس کی خواہش ہر انسان میں بنیادی طور پر رکھ دی گئی ہے اس فطری ضرورت اور خواہش کی تکمیل کے لئے ہر مذہب اور ہر قوم ونظریہ کے ماننے والوں نے کچھ اخلاقی اصولوں پر مبنی ایک قانونی معاہدہ اور طریقہ کار بنایا ہوا ہے جس کے مطابق اس قوم کے دو افراد شادی کے تعلق ومقدس رشتے میں منسلک ہو جاتے ہیں مگر سب کا طریقہ کار ایک دوسری قوم سے کچھ نہ کچھ مختلف ہونا بھی ایک فطری حقیقت ہے کیونکہ سب کی سوچ ونظر ایک جیسی نہیں ہوتی لیکن اس کے باوجود لڑکی ولڑکے کی باہمی رضامندی اور پسند وناپسند تقریباً سب میں مشترک ہے ہاں مگر یہ اخلاقی طور پر کسی قوم کو زیب نہیں دیتا کہ وہ ایک دوسرے کے مذہب، کلچر اور رسم ورواج وطریقہ کار کو اپنے سے مختلف دیکھ کر بلاوجہ الزام دیتے پھریں اور منفی پراپیگنڈہ کے ذریعے باہمی رواداری اور معاشرتی امن کی فضا کو نفرت اور نسلی فسادات میں بدل دیں جس میں کسی ایک کا نہیں بلکہ سب کا مساوی نقصان ہے لیکن جہاں ظلم وجبر اور انسانی جان ومال اور عزت واخلاقی قدروں کے تحفظ پر حرف آتا ہو اس کے خلاف نہ صرف آواز اٹھانا بلکہ انسانی معاشرے میں ہونے والے اس ظلم کو روکنا اسلام کی نظر میں مقدس جہاد کہلاتا ہے مگر فیصلہ کرنے سے پہلے یہ ضرور حقیقت پسندی اور رواداری کی عینک لگا کر دیکھ لینا چاہئے کہ یہ انفرادی ایک دو واقعات ہیں یا قومی اصولوں میں خرابی ہے؟ اور ایک دو مثالوں کی اصلاح علاقائی قانون کے مطابق کرنی چاہئے نہ کہ پوری قوم پر اس کا الزام لگا کر ماحول کو خراب کر لیا جائے۔

اسلامی شادی میں والدین کا کردار:

انسانی معاشرے میں ہر روز سینکڑوں واقعات ایسے ہوتے ہیں جن میں جوانی کا جنون نوجوان نسل سے ایسے کام کروا دیتا ہے جن پر نوجوانوں کو نقصان اور شرمندگی اٹھانی پڑتی ہے گلی بازار میں، کھیل کے میدان میں، خرید وفروخت میں، تعلیم وسکول میں اور گھر یا کسی فنکشن میں پختہ عمر تک پہنچنے میں انسان کو اس شرمندگی سے بچنے کے لئے کسی اچھی اور مفید

marfat.com

راہنمائی، تعلیم و تربیت کی ہر وقت ضرورت ہوتی ہے اسی طرح زندگی گزارنے کے لئے سب سے نازک مرحلہ تشکیل خاندان کا ہوتا ہے کیا اس نازک مرحلے میں دو نوجوان لڑکی اور لڑکا پر اعتماد جیون ساتھی اتنی آسانی سے چن سکتے ہیں کہ ان کا جانی، مالی، بدنی نقصان اور عمر و وقت بھی ضائع نہ ہو اور وہ اچھا ساتھی بھی خود بازاروں میں گھوم کر ڈھونڈ لیں؟ نہ تو یہ آسان ہے اور نہ اخلاقی طور پر محفوظ طریقہ ہے اسی لیے اسلامی نظریئے کے مطابق دو افراد کے درمیان شادی کا معاشرتی و خاندانی پہلو انسانی عزت و آبرو، جان و مال اور وقت و صلاحیتوں کے تحفظ کے لئے انتہائی اہم ہے۔ جس پر دیگر اقوام بہت کم توجہ دیتے ہیں بلکہ ان کے والدین بھی اپنے بچوں کی اس معاملے میں عملی راہنمائی اور تلاش میں تعاون کرنے کو اپنا فرض سمجھتے ہیں اور نہ ہی اس احساس و نازک ذمہ داری کو نبھانے کی ان کے پاس فرصت ہوتی ہے مزید یہ کہ والدین اس نازک ذمہ داری کا بوجھ ان معصوم کاندھوں پر زبردستی ڈال دیتے ہیں اور معاشرے کے چالاک لوگوں اور نہ تجربہ کار ہاتھوں میں عزتوں کو کھیل بنانے، زندگی اور صحت کو خطروں میں ڈالنے اور پر اعتماد جیون ساتھی کی تلاش میں رسوائی و گناہ کے تاریک گڑھوں میں تنہا دھکیل دیتے ہیں جس سے انسان کو بہت سی ذہنی و جسمانی تکلیفوں، بیماریوں اور پریشانیوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے بلکہ معاشرتی نظام، امن و امان، مال و جان اور انسانی اخلاق کا قتل عام شروع ہو جاتا ہے جس کی مثالیں ہم ہر روز کی اخباروں، سماجی تنظیموں اور حکومتی اداروں کے سالانہ ریکارڈ کے علاوہ ہر روز اپنے اردگرد اس غم سے نجات پانے کے لئے نشے میں گرے پڑے پریشان حال لوگوں کو دیکھ سکتے ہیں۔ رسوائی و بے سکونی خریدنے کے بعد جب ایک فرد چند دنوں کی عارضی شادی محبت کے بعد دوسرے کو چھوڑ جاتا ہے تو اس عمل سے دو دلوں میں انسان کی بے قدری اور نفرت و بے اعتمادی کے ایسے جراثیم ڈال جاتا ہے کہ مرتے دم تک افراد اور خاندانوں کی تباہی اور قدم قدم پر شک و بے اعتمادی کا سبب بنتے رہتے ہیں۔ اس طرح کی تمام معاشرتی خرابیوں اور انسانی کمزوریوں کی روک تھام کے لئے اسلام نے والدین کا بنیادی فرض اور ذمہ داری لگادی

marfat.com

ہے کہ وہ اولاد جس پر آپ نے اپنا مال اور ساری زندگی خرچ کر کے پالا ہے یہی آپ کا حقیقی سرمایہ حیات ہے آپ اپنی اولاد کے مزاج، پسند و ناپسند، ذہنی سطح اور ہر شوق کو بچپن سے اچھی طرح جانتے ہیں لہٰذا آپ سے بہتر ان کے لئے جیون ساتھی کوئی بھی تلاش نہیں کر سکتا اس لیے آپ اپنے بچوں کی اس نازک مرحلے میں عدل و انصاف اور ایمانداری سے مدد کریں اپنے ذاتی تجربے اور اپنے بچوں کی طبیعتوں اور پسند کے مطابق ان کے لیے ایک اچھا جیون ساتھی تلاش کریں مگر فیصلہ اپنے بچوں کو آزادی سے خود کرنے دیں آخری مرحلے پر والدین کو چاہئے کہ وہ اسلام کے اصولوں کے مطابق اپنی پسند کو بچوں کی پسند بنانے کے لئے بڑی حکمت اور حیاء داری کے ساتھ بچوں سمیت ایک دوسرے کے ہاں دعوت رکھیں والدین اپنے بچوں کو اپنا مقصد بتائیں اور والدین کی نگرانی میں بچوں میں حقیقی پیار پیدا ہو جانے کا موقعہ مہیا کریں پھر ان کی رائے پر شادی کا فیصلہ کریں۔ یہ وہ اسلام کی عطا کردہ اصل حکمت ہے، جس کے لئے خاندانی شادی میں والدین کو اہم کردار ادا کرنے کی ذمہ داری دی گئی ہے تاکہ فرد، خاندان اور معاشرہ ہر قسم کے نقصان سے محفوظ ہو جائے۔

عالم اسلام کے عظیم سکالر علامہ شمس تبریزی اور محمد بن علوی المالکی اسلامی شادی میں والدین کے کردار کی حکمتیں بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں۔ (۱) لَا نِكَاحَ اِلَّا بِوَالِيٍّ (حدیث) (ولی کے بغیر نکاح نہیں ہے)۔ والدین کے حقوق میں سے ہے کہ اگر عورت غیر کفو میں شادی کر رہی ہے تو اس کو روکیں اور زوجین و دو خاندانوں کے درمیان ٹکراؤ کو روکنا بھی والدین کی ذمہ داری ہے۔ جو ایک نئے اجنبی عنصر کو برداشت نہیں کر سکتے۔ فریقین کی خیر خواہی خیر سگالی کا ذریعہ والدین ہیں۔ دوراندیش و تجربہ کار سرپرست کا کردار والدین ہی ادا کرتے ہیں۔ ولی کی اجازت شرط نکاح ہے۔ اَلْاِمَامُ وَالْقَاضِیُ وَلِیٌّ لِمَنْ لا ولی له۔ (مسلم پرسنل لا ص ۱۳۴) علوی مالکی لکھتے ہیں کہ والدین کی فرمانبرداری کی تاکید اور نافرمانی کی سزا و نتیجہ ان کی اہمیت بتانے کے لئے ہے۔ قطع رحمی اور دل آزاری کی ممانعت ان کی روحانی عظمت بتانے کے لئے ہے۔ والدین کی بڑھاپے میں خدمت اور

marfat.com

حقوق پورے کرنے کی تاکید ان کے انسانی حقوق وتعلق کا بیان ہے نکاح کرنے کی مشکلات اور اچھی بیوی کے انتخاب میں والدین کے تعاون کی ضرورت، ازدواجی رشتے کی تنظیم کے اصولوں کو نافذ کرنا۔ اسلامی خاندان کے خارجی تعلقات کی سرپرستی فرمانے والے والدین ہی ہیں (سلام کا معاشرتی نظام)

شادی کا فطری اور غیر فطری تصور:

انسان کو پیدا کرنے والے اس خالق کریم نے ایک مرد اور عورت کو پیدا فرما کر ان کے ذریعے نسل انسانی کے فروغ اور بقا کا دائمی سلسلہ قائم فرمادیا ہے اور انسان اوّل حضرت آدمؑ اور خاتونِ اوّل حضرت حواؑ سے لے کر آج تک ہر مہذب انسانی معاشرے میں شادی ونکاح کے ایک مخصوص معاہدے اور طریقے سے اولاد کی خواہش پوری کرنے کے لئے ایک مرد اور عورت کے درمیان حلال مذہبی طریقے سے جنسی تعلق کو جائز قرار دیا۔

یہ ایک جنس کو برقرار رکھنے کا ایسا فطری اصول ہے کہ جانوروں اور پرندوں میں بھی بعض ایسے ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے اتنا فطری شعور وحیاء رکھ دی ہے کہ وہ بھی مخصوص نر (Male) اور ایک مادہ (Female) ایک منظم جوڑی تک ہی محدود جنسی تعلق قائم رکھتے ہیں اور بے راہروی کی زندگی پسند نہیں کرتے۔ اس کے علاوہ غیر فطری اور غیر قانونی طور پر کسی عورت اور مرد کا کسی ناجائز طریقے سے اکٹھے رہنا انسانی معاشرے میں کسی طرح بھی مفید نہیں سمجھا جاتا ہے اور نہ ہی اسلام، دیگر مذاہب اور کسی مہذب انسانی معاشرے میں اس غیر اخلاقی طریقے کو عزت کی نگاہ سے دیکھا جاتا ہے کیونکہ اس غیر فطری اور حیوانی طریقے سے ایک انسان کی معاشرہ میں نہ تو عزت واحترام اور قدر ومنزلت باقی رہتی ہے اور نہ ہی خاندان ونسل سلامت رہتی ہے لہٰذا شادی کے تمام غیر فطری حیوانی طریقے سے مشرق ہو یا مغرب ہر جگہ بہت سے معاشرتی نقصان رونما ہوئے ہیں مثلاً شادی سے پہلے چھوٹی عمر Teen age میں ماں بننا، حمل ضائع کروانا (Aborshion) 50 فیصد سے زائد طلاق کی شرح، عورتوں کا قتل، گینگ ریپ وغنڈہ گردی، مذہب، خاندان اور والدین کے

marfat.com

احترام میں 90 فیصد تک کمزوری اور بڑھاپے میں تنہائی کا غم اور عذاب برداشت کرنا وغیرہ اسی طرح کے سینکڑوں معاشرتی مسائل جو درد سر بنے ہوئے ہیں جو انہی غیر فطری عارضی محبت کی شادیوں کی وجہ سے پیدا ہو چکے ہیں جو تکمیلِ خواہش کے بعد ٹوٹ جاتی ہیں اس غیر فطری طریقے سے جنسی تعلق کے انسانیت کے لئے نقصان دہ ہونے کا مغربی سائنس دانوں نے خود یہ کہہ کر اعلان کر دیا ہے کہ اس غیر فطری آزادانہ جنسی تعلق کی صورت کے نتیجے میں (Aids) ایڈز کا مرض عام پھیلنے لگا ہے لہٰذا سب سے اہم ڈاکٹری نصیحت یہ کی جارہی ہے کہ آپ اپنے جیون ساتھی اور فیملی تک ہی جنسی تعلق محدود رکھیں یہ بات اس چیز کا ثبوت ہے کہ محبت کی شادی کے نام سے تمام ناجائز جنسی تعلقات اور غیر انسانی طریقے فطرتِ انسانی کے خلاف اور نقصان دہ ہیں۔

ایک مغربی مفکر کا کلمۂ حق اور اسلامی تصور نکاح کی تصدیق:

روزنامہ جنگ لندن ۱۹ مئی ۲۰۰۱ء میں ایڈیٹوریل صفحے پر ثروت جمال اصمعی زیر عنوان ''مسلم دنیا پر مغرب کا تہذیبی حملہ'' لکھتے ہیں کہ شادی کے بندھن کے تقدس کے خاتمے اور خاندانی نظام کی توڑ پھوڑ کے لیے مغرب نے اقوام متحدہ کے توسط اور دوسرے ہر ممکن ذریعے سے جو مہم شروع کر رکھی ہے اس نے خود مغربی دنیا کے ہوش مند دانشوروں کو بھی اس کے خلاف آواز اٹھانے پر مجبور کر دیا ہے۔ چنانچہ امریکی ریاست اوتاوہ کی بریگھم ینگ یونیورسٹی کے استاد اور ورلڈ فیملی پالیسی سینٹر کے ڈائریکٹر پروفیسر رچرڈ جی ولکنز ''عالمی معاشرے میں شادی اور خاندان کا کردار'' کے عنوان سے اپنے ایک مقالے میں گلوبلائزیشن کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ خواتین اور بچے اس عمل میں خصوصی اہمیت رکھتے ہیں۔ اقوام متحدہ کے تحت ہونے والی بین الاقوامی کانفرنسوں کے ذریعے شادی اور خاندان کے روایتی تصورات کو ڈرامائی طور پر تبدیل کرنے کی کوششیں کی جارہی ہیں جبکہ امریکہ اور یورپ میں جہاں ان اصلاحات کا نفاذ سب سے پہلے ہوا، وہاں خاندان کا ادارہ ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اور اس چیز نے وہاں کی سماجی ترقی کو بھی خطرے میں ڈال دیا ہے اور یہ کام

marfat.com

کس طرح لیا جا رہا ہے پروفیسر ولکنز قاہرہ کانفرنس برائے بہبود آبادی و ترقی اور بیجنگ کانفرنس برائے خواتین وغیرہ کا حوالہ دے کر لکھتے ہیں کہ اقوام متحدہ نے عالمی پالیسی سازی کا نیا کردار اپنا لیا ہے اس کی بین الاقوامی کانفرنسیں اور اعلانات اور ایجنڈے ایک طرح سے بین الاقوامی قانون کی شکل کا کام کر رہے ہیں۔ وہ مزید بتاتے ہیں کہ اقوام متحدہ اپنے فیصلوں کے نفاذ کے لئے اپنی مختلف ایجنسیوں سے کام لیتی ہے جن میں IMF ورلڈ بینک W.H.O, I.L.O اور Unisaf وغیرہ شامل ہیں وہ کہتے ہیں کہ کانفرنس کی سفارشات نہ صرف میڈیا کے توسط سے رائے عامہ کو متاثر کرتی ہیں بلکہ این جی اوز کے لئے موثر ہتھیاروں کا کام بھی دیتی ہیں اور انہیں حکومتوں سے اپنی بات منوانے کے لئے طاقت مہیا کرتی ہیں مغرب کی پالیسی ساز (افراد و ادارے) اپنی معاشرتی و خاندانی اقدار کا نمونہ پوری دنیا خصوصاً بچے ہوئے مذہبی معاشروں پر جن میں سب سے نمایاں عالم اسلام ہے، مسلط کرنے پر تلے ہوئے ہیں“

مقالے کے اہم نکات اور اسلامی اصولوں کی تائید:

پروفیسر رچرڈ جی ولکنز کے اس مقالے کے بنیادی نکات شادی اور تشکیل خاندان کے اسلامی اصولوں کی مکمل تصدیق کر رہے ہیں مقالے کے بنیادی نکات یہ ہیں جو UNO اور اس کے عالمی ادارے خفیہ سازش کے تحت پھیلا رہے ہی ہیں جن سے خاندان کا نظام ٹوٹ رہا ہے۔ (۱) بجائے خود خاندان ہی کے فرسودہ ظالمانہ ہونے کا تصور (۲) نہ صرف مخالف بلکہ یکساں صنفوں (ہم جنسوں) کو بھی جنسی تعلقات قائم کرنے کی مکمل آزادی (۳) ماں کی حیثیت سے عورت کی ذمہ داریوں میں کمی (۴) بچوں کی دیکھ بھال کے لئے سرکاری اہتمام میں اضافہ (۵) بچوں پر والدین کے کنٹرول کو کم سے کم کئے جانا۔ (۶) اپنے بارے میں تمام فیصلوں کا اختیار والدین کی مرضی کے خلاف بچوں کو دینا۔ (۷) اور بچوں کو والدین کے خلاف متعلقہ حکام سے شکایت کرنے کی ہر ممکن سہولت فراہم کرنا وغیرہ شامل ہیں پروفیسر ولکنز کہتے ہیں کہ اس قسم کی تجاویز نے بچوں اور والدین کے درمیان حکومت کو لا کھڑا کیا

marfat.com

ہے۔ مذہب نے صدیوں سے ازدواجی بندھن کے لئے جو بنیاد فراہم کر رکھی تھی اب اس کے کمزور ہونے کی وجہ سے شادی اور خاندان کے ادارے جڑ اور بنیاد سے اکھڑتے نظر آ رہے ہیں۔ پروفیسر ولکنز کا کہنا ہے کہ جدید سائنسی تحقیق سے بغیر کسی شبہ کے ثابت ہوتا ہے کہ پائیدار ازدواجی اور خاندانی تعلقات سے سماجی ترقی کے لئے انتہائی سازگار ماحول مہیا ہوسکتا ہے"

مغربی کلچر کی تباہ کاریوں کے ثبوت اور اسلام سے تہذیبی امور کی اپیل:

مقالے کے آخری حصہ میں مغربی کلچر کی معاشرتی و معاشی اور جانی و مالی نقصان اور تباہ کاریوں کے باقاعدہ ریکارڈ بطور ثبوت پیش کر کے اسلام کے دروازے پر دستک دے کر مقدس اسلامی تہذیب کی تصدیق وتائید کرنے کے بعد عملی طور پر آگے بڑھ کر گرتے ہوئے مغربی معاشرے کے تباہی کے کنارے پر پہنچے ہوئے انسانوں معصوم عورتوں اور بچوں کو اسلام کے دامن رحمت کو تھام لینے کی اپیل کرتے ہیں اب ڈاکٹر ڈیوڈ اور ڈاکٹر باربرا کے ایک سائنسی مقالے کی روشنی میں پروفیسر ولکنز اپنے مقالے میں لکھتے ہیں کہ باقاعدہ شادی شدہ والدین کے ساتھ رہنے والے بچوں کے مقابلے میں غیر شادی شدہ جوڑوں کے بچوں میں بگڑنے کے امکانات ۲۰ گنا ہوتے ہیں جبکہ ماں اور اس کے بوائے فرینڈ کے ساتھ رہنے والے بچوں کے بگڑنے کا امکان ۳۳ گنا ہوتا ہے" ان حقائق سے جو عبرت آموز سبق ہم سب کو بلاتفریق سیکھنا چاہئے وہ یہ ہے کہ محبت اور اعتماد کے ساتھ والدین کے تعاون سے انسان اپنی شادی کرے اور اس مقدس بندھن اور رشتے کی حفاظت اور مضبوطی اور اپنے بچوں کے بہتر مستقبل کے لئے پھر نظروں میں حیاء بھر لے اور اپنے جیون ساتھی کے علاوہ غیر کی طرف بری نظروں سے دیکھتے دیکھتے اپنے گھر اور ملک وقوم کا بھاری نقصان نہ کرے۔ مغربی معاشرے کو اپنے آزاد جنسی کلچر اپنانے کی کیا قیمت ادا کرنی پڑ رہی ہے، اس پر ایک اور مغربی پروفیسر کی تحقیق ہمیں فکر کی دعوت دے رہی ہے۔ پروفیسر ماریہ صوفیہ اگوائر کی تحقیق کے مطابق مغربی ممالک و یورپ میں اجڑے ہوئے خاندانوں کی امداد اور دیکھ بھال پر ہونے والے اخراجات میں مسلسل بے پناہ اضافہ ہو رہا ہے(۱) ان میں شکستہ

marfat.com

خاندانوں کے متاثرہ بچوں کی بحالی (۲) جرائم پرستی کے رجحان کی روک تھام (۳) اور منشیات کی لعنت سے ٹمٹنے کے پروگراموں کے علاوہ (۴) کم عمر حاملہ خواتین اور (۵) بے سہارا بوڑھوں کے مسائل کی مدات شامل ہیں امریکہ میں 1970ء کے مقابلے میں 1998ء میں خاندانی امداد کے سلسلے میں ۵ گنا زیادہ اخراجات ہوئے اس عرصے میں صحت پر خرچ ۱۵ گنا بڑھ گیا جس کی مجموعی مالیت ۲۲۵ ارب ڈالر بنتی ہے۔ معاشرتی بہبود پر ہونے والے خرچ میں بھی کئی گنا اضافہ ہوا جبکہ اربوں ڈالر عدالتوں کے چکر میں ضائع ہوئے مستحکم خاندانی نظام کی موجودگی میں یہ رقوم یقینی طور پر مثبت مقاصد کے لیے استعمال ہو سکتی تھیں پروفیسر ولکنز اس پر اسلام اور دیگر مذاہب سے اپیل کرتے ہیں کہ غیر مغربی اقوام کی عورتوں کو مغربی معاشرے کے اس حال زار سے سبق سیکھنا چاہئے اور مذہبی روایات پر کاربند اقوام کو مغرب کے اس دباؤ کی مزاحمت کرنی چاہئے جو شادی اور خاندان کے تقدس اور مرکزیت کو ختم کرنے کے لئے ان پر ڈال رہا ہے۔

معاشرتی تضادات قوانین فطرت کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہیں:

یہ ایک کائناتی حقیقت ہے کہ کوئی بھی انسانی معاشرہ، مذہب یا کوئی تہذیب فطرت کے امن بخشنے والے مسلمہ اصولوں کی خلاف ورزی کر کے داخلی واندرونی تضادات سے محفوظ اور سلامت نہیں رہ سکتی کیونکہ فطرت کارخانہ قدرت کا سب سے اہم قانون تسلیم کیا جاتا ہے جو اپنی ہر صفت اور حقیقت کو تلخ حقائق کے نتیجے میں خود منوا لیتا ہے مثلاً فطرت انسان میں امن پسندی کا عنصر شعوری طور پر رکھا گیا ہے اور بدامنی وفتنہ انگیزی کو خلاف فطرت قرار دیا گیا ہے اس لیے ہر انسانی طبیعت امن کو طبعاً پسند کرتی ہے اور فتنہ انگیزی کو کسی صورت میں بھی پسند نہیں کرتی۔

اسی طرح سچائی اور راست بازی فطرت کا اہم اصول ہے اور جھوٹ ومنافقت کو خلاف فطرت سمجھا جاتا ہے۔ ایسے ہی اجتماعی قانون اور اخلاقی ضابطے کی فرمانبرداری فطرت کا تقاضا اور اجتماعی فطرت کا نمایاں اصول سمجھا جاتا ہے اور قانون کی خلاف ورزی اور اجتماعی

marfat.com

اخلاقی ضابطوں کا انکار خلاف فطرت ہے۔ اسی طرح صفائی پسندی اور طہارت انسانی فطرت کی اہم صفت اور گندگی وغلاظت فطرت کے سخت خلاف ہے اور عدل ونظم فطرت کا نمایاں وصف وخوبی ہے اور ظلم وناانصافی اور بدنظمی وانتشار خلاف فطرت اور سخت ناپسندیدہ سمجھا جاتا ہے۔ اسی طرح محنت وجدوجہد کرنا فطرت کا سربستہ راز اور سستی وغفلت فطرت انسانی کے مخالف اور سخت نقصان دہ سمجھا جاتا ہے۔

فطرت کی نصیحت:

اہم بات یہ ہے کہ فطرت کے اصولوں میں اتنی قوت ہے کہ یہ افراد اور قوموں کو مکافاتِ عمل کے اصول کے مطابق خود بخود عبرتناک انجام تک پہنچا کر اپنی سچائی، قوت اور حقیقت کو منوالیتی ہے اور فطرت کے مصدقہ اصولوں اور اخلاقی ضابطوں کی خلاف ورزی کرنے والے افراد اور معاشروں میں انسانی زندگی تباہی وہلاکت اور ہزاروں پریشانیوں و بیماریوں کا شکار ہو جاتی ہے جیسے آج یورپی ومغربی ممالک میں بالخصوص اور اس کی نشریاتی میڈیا کی سرد جنگ کی برکت سے پوری دنیا کی دیگر اقوام میں بالعموم یہ بہت بڑا ظلم ہوا جب فحاشی وعریانی کو کلچر کا نام دے دیا گیا۔ آزاد جنسی تعلقات کو شخصی آزادی کا قانونی حق قرار دے دیا گیا۔ اپنی بیوی کے علاوہ اضافی جنسی تعلقات رکھنے کو (extra Affairs) کا نام دے دیا گیا۔ نشہ وشراب نوشی کو غم غلط کرنے کی دوا اور شوقیہ رسم سمجھ کر پینا عادت اور دوستوں کی محفل کا ادب قرار دے دیا گیا اور ہر قسم کے گناہ، جرم اور جھوٹ کو دنیاداری اور سیاست کا لازمی حصہ قرار دے کر جائز سمجھ لیا گیا ہے۔ لہٰذا اس طرح کے دیگر تمام خلافِ فطرت منفی تصورات جن کو ہر جگہ پر جائز سمجھا جانے لگا ہے مشرق ہو یا مغرب یہ تمام معاشروں کے لئے سخت نقصان دہ اور ان کے تمام مذاہب، کلچرز، مہذب انسانی اقدار، اخلاقی ضابطوں، ملکی قوانین اور معاشرتی وخاندانی نظام کے لئے تباہی اور موت کا پیغام ہیں جو انہوں نے جدید کلچر اور انسانی آزادی کے نام پر جائز قرار دے رکھے ہیں۔

marfat.com

معاشرتی تضادات:

قوانین فطرت کی کھلی خلاف ورزی کو آزادی کا نام دینے کے نتیجے میں یورپ مختلف معاشرتی تضادات کا شکار ہو چکا ہے جس پر قابو پانے کے لئے ہر سال بجٹ مسلسل بڑھ رہا ہے مگر مسائل و تضادات بھی کم ہونے کی بجائے بڑھتے جا رہے ہیں مثلاً

۱۔ مغرب میں علم کی ترقی اور اشاعت کا دعویٰ بھی ہے اور سینکڑوں معاشرتی و عملی جہالتوں کے کلچر کا نام دے رکھا ہے۔

۲۔ مذہب کا احترام و تبلیغ اور جبری مذہبی تعلیم بھی ہے اور اپنے ہی بنیادی مذہبی اصولوں کی خلاف ورزی بھی جاری ہے۔

۳۔ نشے کے استعمال کے خلاف امدادی مہمیں، علاج گاہیں اور سخت سزائیں بھی ہیں اور دنیا میں نشے کے سب سے بڑے تاجر اور مالک بھی آپ خود ہیں۔

۴۔ امن عالم کا سب سے زیادہ شور بھی اہلِ مغرب ڈال رہے ہیں اور دنیا میں سب سے زیادہ جنگیں شروع کروانے والے اور اسلحہ فروش بھی خود ہیں۔

۵۔ دنیا میں دہشت گردی کی نشاندہی کرنے والے عدل و سلامتی کے دعویدار بھی خود ہیں اور پوری دنیا میں ہم سب سے زیادہ فوج کشی کرنے والے، بغیر تحقیق کے میزائل ماری کرنے والے حتیٰ کہ میڈیا وار اور فلمی دہشت گردی کے ذریعے دنیا کو خوف و ہراس سے بھر دینے والے بھی خود ہیں۔

۶۔ پوری دنیا میں انسانی حقوق کے سب سے بڑے علمبردار بھی خود ہیں اور دنیا کے غریب و کمزور ممالک کے بھوک سے مرنے والوں پر عالمی پابندیاں نافذ کرنے والے اور سیاسی مقاصد کے لئے معاشی طور پر زرخیز ممالک کے خزانوں کو مختلف بہانوں سے لوٹنے والے بھی خود ہیں۔

۷۔ محبت کی شادی اور شخصی آزادی کے دعویدار بھی خود ہیں اور جنسی آزادی، ہم جنس پرستی اور جانوروں تک سے جنسی تعلقات کی اجازت دے کر انسان کو حیوانوں

marfat.com

جیسی زندگی کی طرف دھکیلنے والے بھی خود ہیں۔

۸۔ خاندانی نظام کو برقرار رکھنے کے لئے کثیر سرمایہ خرچ کرنے والے بھی خود ہیں اور والدین کی عزت و مقام کو کم کرنے والے، اولادوں کو والدین سے دور کرنے والے اور شادی میں والدین کی رائے، تعاون اور نگرانی کو جبر کا نام دے کر خاندان کی تباہی کے اسباب پیدا کرنے والے بھی خود ہیں اور پوری دنیا کی دیگر تہذیبوں کی تباہی بھی چاہتے ہیں۔

اسلام فطرت کے عین مطابق ہے:

اس کے مقابلے میں اگر ہم اسلام کے معاشرتی نظام اور ایک ایک اصول کا کھلے ذہن کے ساتھ گہرائی سے مطالعہ کریں تو اسلامی قوانین فطرت کے اصولوں کی پاسبانی کرتے ہوئے دکھائی دیتے ہیں مثلاً!

۱۔ اسلام نہ صرف علم حاصل کرنا ہر مرد و عورت پر فرض قرار دیتا ہے بلکہ ہر قسم کی ظاہری و باطنی جہالت کی مذمت اور حوصلہ شکنی کرتا ہے اور جہالت کے خلاف علمی و عملی کوششوں کو افضل ترین جہاد اور عبادت سے افضل قرار دیتا ہے۔

۲۔ اسلام نہ صرف اللہ کے سچے مذہب کو دل و جان سے قبول کرنے کو دنیاوی و اخروی فلاح کا واحد سبب قرار دیتا ہے بلکہ ہر مذہب کے ساتھ احترام اور رواداری کا سلوک کرنے کا حکم دیتا ہے اور مذہبی آزادی کے ساتھ ساتھ کسی کے مذہب کی توہین کرنے کی سختی سے مذمت کرتا ہے۔

۳۔ اسلام ہر نشہ آور چیز کو نہ صرف حرام قرار دیتا ہے بلکہ اس کی تیاری، خرید و فروخت اور آمدنی کو مکمل طور پر حرام قرار دیتا ہے کیونکہ جو چیز انسانیت کے لئے نقصان دہ ہے اس کا کاروبار و آمدنی بھی حرام ہوگی تو لوگ اس سے نفرت کریں گے۔

۴۔ امن عالم اور انسانی اخوت اسلام کا بنیادی مقصد بھی ہے مگر ہر جگہ پر اس مقصد کی حفاظت کے لئے جنگ و جدال کی بجائے صلح، باہمی رواداری، حسن سلوک اور

marfat.com

باہمی معاشی و معاشرتی تعاون جیسے اعلیٰ اسلامی اخلاق کی تعلیمات اور عملی مثالوں سے تاریخ بھری پڑی ہے۔

۵۔ اسلام نہ صرف ظلم و زیادتی اور دہشت گردی کو ظلم کے جواب میں بھی منع اور ناجائز قرار دیتا ہے بلکہ غیر مسلموں اور جانوروں تک پر بھی ظلم کو برداشت نہیں کرتا اور غیر مسلموں پر بھی ظلم ہو رہا ہو تو ظلم کا ہاتھ روکنے کے لئے ہر قسم کا تعاون پیش کرتا ہے۔

۶۔ انسانی حقوق کی ہر جگہ اور ہر قیمت پر حفاظت کا اسلام نہ صرف حکم دیتا ہے بلکہ انسانی حقوق کی خلاف ورزی کسی صورت پر کسی قوم میں بھی پسند نہیں کرتا اور مزید یہ کہ دنیا کے ہر مظلوم، مسافر، بے سہارا اور قحط زدہ ممالک و بھوکے کی ہر طرح کی مدد کا خیراتی خود کار نظام بھی رکھتا ہے۔

۷۔ اسلام نہ صرف محبت و باہمی رضامندی سے پسند کی شادی کی اجازت دیتا ہے بلکہ والدین کے بھرپور تعاون اور خاندان کے شفقت و اعتماد کے ساتھ ازدواجی زندگی کو خوشگوار اور پر اعتماد بنانے کی ضمانت فراہم کر دیتا ہے۔

۸۔ اسلام نہ صرف خاندانی نظام کی حقیقی روح یعنی باہمی محبت و احترام اور تعاون کو مضبوط کرنے پر زور دیتا ہے بلکہ شادی سے پہلے اور بعد آزاد جنسی تعلقات اور فحاشی و عریانی کو سختی سے منع کر کے فرد اور خاندان کی عزت اور عصمت کو محفوظ بناتا ہے کیونکہ یہ چیز فرد اور خاندان دونوں کی عزت اور جان و مال کی تباہی کا سبب ہے۔

۹۔ نیز اسلام کسی بھی فرد پر مذہب کا کوئی فیصلہ جبراً مسلط کرنے کی اجازت نہیں دیتا مگر کسی فرد کو مذہب کے بنیادی اصولوں اور دوسروں کی عزت اور جان و مال سے کھیلنے کی اجازت بھی ہرگز نہیں دیتا۔

اسلامی طریقہ نکاح اور پیار کی شادی کا تقابلی جائزہ

اسلام اللہ کا قانون فطرت اور تمام نبیوں اور رسولوں کا پسندیدہ ایسا دین ہے کہ جس

marfat.com

میں زندگی کے ہر اصول میں ایک حسن وکشش اور اعتدال وتوازن رکھا گیا ہے اور ہر حکم کے اندر انسان کی پسند وناپسند کا اس قدر خیال رکھا گیا ہے کہ جبر پر مبنی ہر عبادت، معاہدہ، تجارت ولین دین جبری مذہبی تعلیم، جبری شادی الغرض مذہبی و معاشرتی زندگی کے تمام معاملات میں ہر قسم کا جبری کام کلیۃً حرام قرار دیا گیا ہے مگر ساتھ ہی ساتھ کسی کو دین اور معاشرے کی اخلاقی قدروں کو پامال کرنے اور انسانی معصوم جانوں اور عزتوں سے کھیلنے کی اجازت بھی ہرگز نہیں دیتا۔ اور نہ ہی قانون کی حدود کے اندر کسی کی شخصی آزادی اور انسانی حقوق کو کچلنے کی اجازت دیتا ہے۔

باقی رہا انفرادی قانونی خلاف ورزی کے واقعات، ظلم و جبر اور جرائم و جھگڑے کی مختلف مثالیں تو یہ ہر جاندار کی سرشت، بنی نوع انسان کی فطرت اور ہر انسانی معاشرے کا حصہ ہیں جس کے لئے قانون اور انتظامی ادارے وجود میں لائے جاتے ہیں جس کے باوجود ہر روز ہر معاشرے میں چند واقعات کا رونما ہونا انسانی طبعیتوں میں شدت جذبات کا نتیجہ ہوتا ہے۔ لہٰذا یہ کوئی عقلمندی کی علامت نہیں ہے کہ کسی قوم یا مذہب کے چند افراد کی انفرادی غلطی کی بنیاد پر ساری قوم اور عالمی برادری کے کسی ایک بڑے حصے پر الزام تراشی اور تہمت لگادی جائے بلکہ اس کی اصلاح کے لئے اجتماعی کوشش کر کے معاشرے کو برے اخلاق سے پاک کرنا چاہئے۔

اب اوپر بیان کردہ اسلامی طریقہ نکاح کا اچھی طرح مطالعہ کر لینے کے بعد خود فیصلہ کر لیں کہ کیا اسلامی طریقہ نکاح کے اصول پیار کی شادی کا خوبصورت، پرکشش اور محفوظ ترین تصور پیش نہیں کر رہے ہیں؟ دوسری طرف مغربی طرز کی Love Marriage میں کیا عورت کی عزت محفوظ رہنے کی کوئی ضمانت ہے؟ کیا اس مغربی جنسی آزادی نے معاشرے میں فحاشی، جسمانی نمائش، عصمت دری اور قتل وغارت جیسے سینکڑوں مسائل کا دروازہ نہیں کھول دیا؟ کیا ایسے ماحول میں والدین کی سرپرستی کے بغیر ایک معصوم لڑکی بازاروں میں گھوم پھر کر اپنے لیے ایک بااعتماد اور پاکیزہ خیال جیون ساتھی باعزت طریقے سے تلاش کر

marfat.com

سکتی ہے؟ ہرگز نہیں لہٰذا جس طرح جبر کی شادی نا جائز اور حرام ہے اسی طرح جنسی آزادی کے نام پر روایتی بازاری طرز کی Love Marriage بھی حرام اور نا جائز ہے۔

اسلام میں حقوق اولاد کی اہمیت

مسلمان خاندان میں مرد اور عورت کے باہمی نکاح اور ازدواجی تعلق کے آداب سیکھنے کے بعد سب سے اہم کام اولاد کے حقوق اس کی اسلامی تربیت اور بوڑھے بزرگوں کی نگہداشت اور خدمت کرنا ہے کیونکہ بزرگ بھی بوڑھے ہو کر بچوں جیسی عادات والے بن جاتے ہیں لہٰذا جس طرح انہوں نے بچپن میں ہمیں پرورش اور خوراک دی ہمیں بھی چاہئے کہ جب وہ بڑھاپے کی عمر کو پہنچ جائیں تو ان کی خوراک اور نگہداشت وغیرہ کا خود خیال رکھیں کیونکہ کئی مقامات پر قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے والدین کی خدمت کے حق کو اپنے حق کے برابر اور متصل ذکر فرمایا کہ میرا شکر ادا کرو اور اپنے والدین کا شکریہ ادا کرو۔ مگر والدین پر بھی اولاد کے حقوق پورے کرنے کو بہت اہم فریضہ قرار دیا اور اولاد کے حقوق پورے کرنا خدمتِ اسلام قرار دیا۔ پھر خاص نعمتِ خداوندی قرار دے کر اولاد کی پرورش لازم قرار دی، پھر انسانوں میں قرابت داروں کے حقوق میں سب سے نزدیک قرابت دار ہونے والی اولاد کا حق زیادہ قرار دیا پھر اہل وعیال ہونے کی وجہ سے اسے دنیا اور آخرت کی مشکلوں اور سختیوں سے بچانے کا حکم بار بار دیا لہٰذا دین میں جس قدر خصوصیت اور قربت بڑھتی جاتی ہے اس چیز کا حق ادا کرنا بھی اتنا ہی اہم ہوتا جاتا ہے۔

اولادیں بگڑنے کی وجہ:

دورِ حاضر میں صنعتی معاشرت، مادی رجحانات اور ملازمت کی اہمیت ومصروفیات کی وجہ سے انسانی زندگی معاشی پریشانیوں اور معاشرتی پیچیدگیوں کا شکار ہوگئی ہے جس کی وجہ سے اولاد کی بہتر تعلیم وتربیت کے لئے وقت نکالنا بھی ایک مشکل مسئلہ بن گیا ہے بلکہ رفتہ رفتہ اب تو اولاد کو بوجھ سمجھا جا رہا ہے کیونکہ آج کل کے بچے نہ تو والدین کے معاشی معاون بنتے ہیں اور نہ بڑھاپے کا سہارا بنتے ہیں بلکہ شادی ہو جانے کے بعد تک معاشی بوجھ بنے رہتے ہیں

marfat.com

جس کی وجہ سے آج اولاد کی پرورش کو بوجھ سمجھ کر ناپسند کیا جاتا ہے اور مصنوعی تدابیر اختیار کر کے کثرت اولاد کو قلت اولاد میں تبدیل کیا جاتا ہے جن وجوہات کی بنا پر اولاد کی مذہبی تعلیم، اخلاقی تربیت اور والدین کی مثالی پرورش کا نظام بگڑنے کی وجہ سے اولادیں بگڑ رہی ہیں۔

حقوق اولاد:

والدین اسلامی معاشرے کی بنیادی اکائی اور اولاد اس بنیادی اکائی کا نتیجہ اور پھل ہوتی ہے اولاد کے حقوق پورے اور صحیح طریقے سے ادا کرنے کی اہمیت کا اندازہ اس بات سے لگایا جاسکتا ہے کہ اولاد انسانی معاشرے کے ارتقاء کی علامت اور معاشرتی زندگی کا عکس ہوتی ہے آج کی اولاد کل کے والدین ہوتے ہیں اور اپنے ماں باپ خاندان اور اپنی قوم کا اصل سرمایہ اور جائیداد ہوتے ہیں اگران کے ساتھ عدل وانصاف اور حسن سلوک کی بجائے غفلت و بے اعتدالی پر مبنی سلوک کیا جائے تو اس سے والدین کو خطرناک نتائج کا سامنا اور نقصان اٹھانا پڑتا ہے بلکہ معاشرے کا انتظامی واخلاقی نظام اور ارتقائی مزاج بگڑ جاتا ہے۔ اس لیے اسلامی معاشرہ اولاد کو انسانی قدروں کی بقاو تحفظ کا امین اور معاشرتی نظم کے فطری فروغ کا اہم ذریعہ سمجھتا ہے اور دوسری طرف اولاد کی محبت کو ایک حد تک رکھنے اور انسانی محبتوں اور مقاصد میں ایک اعتدال وتوازن قائم رکھنے کی تلقین کرتا ہے کہ اولاد کی محبت اتنی زیادہ نہ بڑھ جائے کہ انسان مذہبی حدود، قانونی احکام اور اخلاقی قدروں کا بھی خیال نہ رکھے اور راہ راست سے ہی بھٹک جائے جیسے قرآن حکیم نے اس حقیقت کو یوں بیان فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا لَا تُلْهِكُمْ أَمْوَالُكُمْ وَلَا أَوْلَادُكُمْ عَنْ ذِكْرِ اللَّهِ وَمَنْ يَفْعَلْ ذَٰلِكَ فَأُولَٰئِكَ هُمُ الْخَاسِرُونَ المنافقون (۹:۶۳)

ترجمہ: ''اے ایمان والو تمہیں تمہارے مال اور اولاد اللہ کی یاد (دین) سے غافل نہ کردے اور جو شخص ایسا کرے گا پس ایسے لوگ ہی ناکام رہنے والے ہیں۔''

اسی طرح سورۃ التغابن (۱۴:۶۴) میں فرمایا کہ اے ایمان والو تمہاری بیویوں اور اولاد میں سے بعض تمہارے (دینی) دشمن ہیں پس تم ان سے ہوشیار رہو اور درگزر کرو'' کیونکہ یہ

marfat.com

تمہارے اموال اور اولاد تمہارے لیے ایک آزمائش کی چیز ہے لہٰذا ان کی تربیت و اصلاح کی طرف توجہ رکھنا اور ان کے تمام حقوق عدل وانصاف سے ادا کرنے میں ہی خیر ہے۔ اولاد کے حقوق قرآنی آیات اور متعدد احادیث رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی روشنی میں حسب ذیل ہیں۔

اسلام میں حقوق اولاد کی اہمیت

پیدائش سے پہلے حقوق:

۱۔ حرام رزق کے نطفے سے اولاد نہ لے ورنہ بچے میں ناپاک عادات پیدا ہوں گی۔

۲۔ کسی رذیل وخبیث قوم میں نکاح نہ کرے کیونکہ بری رگ اپنا رنگ ضرور لاتی ہے۔

۳۔ اچھے مذہبی گھرانے میں شادی کرے کہ نانا ماموں وغیرہ کی عادات کا بھی بچے پر اثر پڑتا ہے۔

۴۔ مختلف رنگ والے حبشیوں میں نکاح نہ کرے کہ ماں کا سیاہ رنگ بچے کو بدنما نہ کرے۔

۵۔ بیوی کے ساتھ قربت کے وقت پاکیزگی اور بسم اللہ سے شروع کرے تاکہ بچے میں شیطان شریک نہ ہو۔

۶۔ میاں بیوی ایک دوسرے کی شرمگاہوں کو نہ دیکھیں ورنہ بچہ اندھا پیدا ہونے کا خطرہ ہے۔

۷۔ قربت کے دوران زیادہ باتیں نہ کریں ورنہ بچہ گونگا یا توتلہ ہونے کا خطرہ ہے۔

۸۔ جانوروں کی طرح برہنہ نہ ہوں کپڑا اوڑھ لیں ورنہ بچہ بے حیاء ہونے کا خطرہ ہے۔

۹۔ حمل کے دوران ماں برائی دیکھنے جنسی باتیں سننے سے مکمل پرہیز کرے اور پاک صاف رہے اور عبادت، تلاوت میں مشغول رہے اولاد نیک ہوگی۔

۱۰۔ بیٹیوں کی پیدائش پر کبھی شکوہ نہ کریں کہ بیٹیاں اللہ کی رحمت ہوتی ہیں۔

مذہبی حقوق:

۱۔ جب بچہ پیدا ہو اس کے سیدھے کان میں اذان اور بائیں میں تکبیر کہے۔ تاکہ

marfat.com

شیطانی خلل سے محفوظ رہے۔

۲۔ شہد، چھوہارا یا کوئی میٹھی چیز چبا کر اس کے منہ میں ڈالے تاکہ اخلاق حلاوت پیدا ہو۔

۳۔ ساتویں ورنہ چودویں یا اکیسویں دن لڑکے کا ختنہ کریں اور عقیقہ کریں لڑکے کے لئے دو بکرے لڑکی کے لئے ایک بطور شکرانہ اور رہن سے چھڑانے کے لئے ہے۔

۴۔ پھر سر کے بال اتروائے اور بالوں کے برابر چاندی تول کر صدقہ کر دیں سر پر زعفران وغیرہ ملیں۔

۵۔ بچے کا اچھا با معنی نام رکھیں برا نام نہ رکھیں ورنہ برا نام فال بد ہوگا انبیاء و بزرگوں کے نام رکھے۔

۶۔ بچے کا نام محمد رکھے تو اس کی تعظیم کرے مجلس میں جگہ دے دنیا و آخرت میں اس نام کی برکت کام آتی ہے۔

۷۔ زبان کھلتے ہی اللہ اللہ پھر لا الہ الا اللہ پھر پورا کلمہ سکھائے پھر قرآن مجید پڑھنا سکھائے پھر نماز یاد کرائے اور سات سال کی عمر میں نماز کی عادت شوق سے پختہ کرائے پھر دس سال کے بعد پابندی کرائے۔

۸۔ پھر نیک دینی عقائد اور اچھی دینی باتیں سکھائے کیونکہ اس عمر کی باتیں پتھر پر لکیر ہوتی ہیں۔

۹۔ حضور نبی اکرم ﷺ کے محبت و ادب سکھائے کیونکہ یہ اصل ایمان ہے پھر تمام بزرگوں کا ادب سکھائے۔

۱۰۔ پھر بنیادی علم دین مثلاً وضو، غسل، جسمانی صفائی کا طریقہ، نماز و روزہ اچھے اخلاق و آداب سچائی، حیاء، امانت وغیرہ کی فضیلت پڑھائے اور جھوٹ، ظلم، فحاشی، غیبت گالی گلوچ وغیرہ برائیوں کی خرابیاں اور نقصان بتائے۔

marfat.com

قانونی حقوق:

۱۔ اولاد اللہ تعالیٰ کا عطیہ اور نعمت ہے اسے کسی طرح قتل کرنا قانوناً جرم ہے۔

۲۔ بچے کی نشو و نما اور زندگی کے لئے خوراک اچھا لباس، مناسب پرورش کے لئے ضروری سامان اور نفقہ مہیا کرنا واجب ہے۔

۳۔ سب رشتہ داروں، عزیزوں اور محتاجوں سے بچوں اور اہل خانہ کا حق زیادہ ہے ان سے بچے تو دوسروں کو دے۔

۴۔ بیمار ہو تو بروقت علاج کرائے اور خطرناک موذی مرض تک آگے جانے تک بچانے کی کوشش کرے۔

۵۔ دین و دنیا کی اچھی تعلیم و تربیت دینا لکھنا پڑھنا اور کوئی علمی ہنر یا فنی تعلیم سکھائے۔

۶۔ مال و جائیداد میں سے اولاد کو بروقت قانونی حق منتقل کر دے۔

۷۔ جب اولاد جوان ہو جائے تو اس کی پسند اور خوشی کے مطابق اچھی صورت و سیرت اور قوم و نسل اور اچھے دین کو پیش نظر رکھ کر شادی کر دے نیز شادی میں ہرگز دیر نہ کرے اور کسی بدمذہب کے ساتھ شادی ہرگز نہ کرے جو اس کا دین بھی برباد کرے گا۔

۸۔ لڑکوں اور لڑکیوں میں ہر بات میں عدل و انصاف سے کام لے اور بیٹوں سے زیادہ بیٹیوں کی دلجوئی کرے کیونکہ ان کا دل بہت تھوڑا ہوتا ہے۔

۹۔ اگر پرورش، نان و نفقہ، رضاعت کے مناسب اخراجات اور وراثت کا حق کسی وجہ سے باپ یا رشتہ دار نہ دے رہے ہو تو حکومت جبراً حق سے لے کر دے۔

انسانی اخلاقی حقوق:

۔ پیدا ہوتے ہی غسل دے کر صاف کریں اور ماں یا نیک دائی اچھے اخلاق والی نماز پرہیزگار عورت دو سال تک دودھ پلائے کسی رذیل یا بدافعال عورت کے دودھ سے بچائیں کیونکہ دودھ طبیعت بدل دیتا ہے۔

marfat.com

۲۔ بچوں کے ساتھ ہمیشہ محبت و پیار اور نرمی و حسنِ سلوک سے پیش آئے انہیں بدن سے لپٹائے کندھے پر چڑھائے ہنسنے کھیلنے کی کوشش کرے مار پیٹ سے گریز کرے کبھی منہ پر نہ مارے۔

۳۔ اپنے تمام بچوں میں عدل اور یکساں پیار سے پیش آئے جو چیز لائے برابر تقسیم کرے خواہ بوسہ دے تو سب کو دے ورنہ بچے حساس ہوتے ہیں اور احساس کمتری کا شکار ہو جاتے ہیں۔

۴۔ نیا موسمی پھل اور میٹھی چیز تحفہ وغیرہ لائے تو پہلے ان کو دے، بچوں سے چھپ کر کوئی چیز نہ کھائے کیونکہ وہ بھی تازہ پھل ہیں اپنی خواہش کو ان کی خواہش کے تابع رکھے۔

۵۔ جب تمیز کی عمر آئے تو پہلے ادب سکھائے، کھانے پینے پہننے کا بات کرنے کا سلیقہ اور بزرگوں کا ادب و تعظیم سکھائے۔

۶۔ کبھی دل بہلانے یا اپنی کسی غرض کی خاطر بچوں سے نہ تو جھوٹا وعدہ کرے نہ جھوٹ بولنے کی عادت ڈالے۔

۷۔ تعلیم میں محنت اور سہولت اور دوران تعلیم کھیل ورزش اور صحت کا خیال رکھے اور تفریح بھی دے تاکہ طبیعت میں تازگی ونشاط قائم رہے۔

۸۔ ۱۰ سال کی عمر کے بعد بستر الگ کر دے نہ اپنے ساتھ، نہ بہن بھائیوں کے ساتھ بھی نہ سلائیں اس سے بری عادتیں بڑھتی ہیں۔

۹۔ کبھی بری صحبت میں بیٹھنے نہ دے۔

۱۰۔ عشقیہ قصے، شعر اور فلمیں دیکھنے سے بچا کر رکھے۔

marfat.com

نئ نسل کی محرومی کے اسباب اور انسانیت کا مستقبل

آج پوری دنیا میں مشرق سے لے کر مغرب تک تمام ممالک کے انتظامی اداروں کے لئے نئی نسل اور والدین کے لئے ان کی اولاد کی حفاظت ونگرانی اور بہتر پرورش کرنا سب سے پریشان کن مسئلہ بن چکا ہے دوسری طرف اس حقیقت کا کوئی انکار نہیں کرسکتا کہ نئی نسل میں پائی جانے والی پریشانی کا سبب کوئی ایک چیز نہیں بلکہ والدین، سکول کے ماحول، دوستوں، حکومتی پالیسیوں اور معاشرتی ماحول وغیرہ ہر جگہ کچھ کمزوریاں اور خرابیاں موجود ہیں جو تھوڑا تھوڑا کر کے بہت بڑی پریشانی اور بگاڑ کا سبب بن چکی ہیں جس کا حل بھی اجتماعی طور پر مل بیٹھ کر باہمی تعاون کے بغیر ممکن ہی نہیں ہوسکتا مگر اس حل کی طرف آنے کی بجائے سب ایک دوسرے کو خرابیوں کا ذمہ دار ٹھہرا کر الزام تراشیوں سے معاشرتی ماحول اور زندگی کو مزید اذیت ناک بنا رہے ہیں۔

موجودہ مغربی ماحول میں والدین بہت سی ذاتی کمزوریوں اور مجبوریوں کے ساتھ اولاد کو اپنے ذہن کے مطابق چلانے کے لئے اپنی طرف کھینچ رہے ہیں جب کہ مغربی حکومتی ادارے اور آزاد معاشرتی ماحول نئی نسل کو ہر آبائی کلچر اور مذہب سے آزاد کر کے اپنی خود ساختہ آزاد مادی تہذیب اور سیکولر ماحول کی طرف کھینچنے میں مصروف ہے مگر نئی نسل کی بڑھتی ہوئی پریشانی اور سینکڑوں اندرونی وبیرونی مسائل کا شکار اولادوں کا سنجیدگی سے حل بتانے میں کوئی بھی مخلص معاون نظر نہیں آتا جس سے نئی نسل میں بے سکونی اور معاشرے میں بد امنی بڑھتی جارہی ہے لہٰذا یہ بڑھتی ہوئی بدامنی اور نئی نسل کی پریشانی ہم سب سے تقاضا کر رہی ہے کہ ہم ان کی محرومیوں کے بنیادی اسباب تلاش کریں اور پھر مل بیٹھ کر کوئی بہتر اجتماعی حل تلاش کریں۔

marfat.com

۱۔ نئی نسل سے عدم توجہ کا رجحان:

دنیا میں پیدا ہونے والی ہر حساس چیز اور ہر جنس کی نئی پود کی حفاظت انتہائی اہم مسئلہ ہوتا ہے ورنہ ذرا سی بد انتظامی اور غفلت ساری محنت اور اس پنیری کو ضائع اور بیمار کر دیتی ہے ذہنی و جذباتی مریض حکمران، پریشان حال والدین اور اکتاہٹ و مسائل کا شکار اساتذہ کسی پریشان نسل کو کتنی شفقت اور توجہ دے سکتے ہیں ہر طرف سے نامکمل اور محدود وقت کے لئے روایتی نگرانی اور رسمی توجہ ملنے کی وجہ سے نئی نسل کی پنیری خراب ہو رہی ہے اگر معاشرے اور نئی نسل کے ذمہ داروں نے کچھ عرصہ مزید عدم توجہ اور غفلت کا ثبوت دیا تو پھر کسی بھی سنجیدہ حادثے کے بعد مریض نسل کا دوبارہ صحت مند ہونا ناممکن یا مشکل ترین ہو جائے گا لہٰذا نئی نسل کا ہر فرد اور ہمارا ہر بچہ ہم سب کی شفقت بھری توجہ اور مثالی اخلاق کا سخت محتاج ہے۔ جس سے اس کی انسانی جسمانی و روحانی صلاحتیں پرورش پا کر پروان چڑھتی ہیں اور جس طرح انسانی جان اور صحت کی پرورش اور حفاظت کے لئے خاص چیزوں اور ماحول کی ضرورت ہے اسی طرح بچوں کی بنیادی انسانی صلاحیتوں کی حفاظت پوری اخلاقی توجہ سے کرنے کی اشد ضرورت ہوتی ہے۔

۲۔ بچوں کے جذبات واحساسات کا عدم تحفظ:

بچے بڑوں کی نسبت مجموعی طور پر زیادہ حساس اور جذباتی ہوتے ہیں مگر آج کے والدین اور بچوں کے دوسرے نگران مجموعی طور پر ان کے جذبات اور احساسات کی اتنی ہی کم پرواہ کرتے ہیں اس اجتماعی بے حسی اور لاپرواہی کے نتیجے میں اکثر بچوں میں احساس محرومی اور آوارگی کا رجحان بڑھ رہا ہے مثلاً مختلف مواقعوں پر بچے کے فطری جائز تقاضوں اور خواہشات کی پرواہ نہ کرنا، بچے کو مختلف سوالات پر ٹوک دینا، پیار اور شفقت کی خواہش لے کر والدین سے لپٹنے والے بچے کو بلاوجہ جھڑک دینا۔ اس کی بات کو صحیح توجہ سے نہ سننا اور بڑوں کی مجلس سے بچوں کو بھگا دینا وغیرہ ایسے عوامل ہیں جن سے بچوں میں جذباتی پرورش کے احساس کو ٹھیس پہنچتی ہے۔ جس کا بہت سے بچوں نے انٹرویوز میں واضح طور پر اظہار کیا ہے۔

marfat.com

۳۔ بچوں کو مناسب عزت اور حیثیت نہ دینا:

آج کے جدید معاشرے میں بچوں سے عزت واحترام سے پیش آنا اس کی ضرورت اور اہمیت ہی محسوس نہیں کی گئی بچوں کو بچہ اور چھوٹا سمجھ کر اکثر نظر انداز کر دیا جاتا ہے جس کی وجہ سے بچوں میں اپنی اہمیت اور عظمت کا خیال جلد پیدا نہیں ہوتا اور قیمتی عمر کا ایک گولڈن وقت ضائع کرنے کے بعد بچوں کو بہت سی محرومیاں اور معاشرے کی ٹھوکریں خود بخود اپنی ذات کی اہمیت سکھا دیتی ہیں مگر اس وقت بہت سا قیمتی وقت ضائع ہو چکا ہوتا ہے مگر والدین اور بچے کے ذمہ دار افراد وقت ضرورت اس انسانی نازک بنیری کو وہ عزت اور مقام نہیں دیتے جو جس وقت اس کا حق ہے مثلاً والدین کا گھر آتے یا باہر جاتے بچوں کو نہ پوچھنا اور نہ صحیح توجہ سے بتانا، چوری چھپے روتا چھوڑ کر یا سوتا چھوڑ کر چلے جانا، گلی بازار راستے میں چلتے یا کسی کے گھر اپنے بچوں سے آمنا سامنا ہونا مگر کوئی خاص شفقت اور بھرپور توجہ نہ دینا، بچے کے سامنے دوسروں کے بچے کو حد درجہ پیار دینا اور اپنے محروم رکھنا، خوشی کے مختلف مواقع پر اپنی مصروفیت اور پریشانیوں کی وجہ سے بچوں کا خیال نہ رکھنا اور ان کی پسند و ناپسند اور ان کی رائے ومرضی کا خیال نہ رکھنا، کبھی کوئی بات خاص توجہ اور پیار دے کر نہ پوچھنا اور نہ اپنی کوئی بات بڑے شوق دے کر بتانا جس سے انسانی جذبے مسلسل سرد پڑے رہنے کی وجہ سے مجروح ہو جاتے ہیں جس سے نئی نسل کے کردار میں بہت سی کمزوریاں ظاہر ہو جاتی ہیں۔

۴۔ بچوں کو ملاقات کا مناسب وقت نہ دینا:

والدین کی شفقت اور ان کے ہاتھوں کی لمس سے محروم رہنے والے بچوں کا مستقبل اکثر تاریک اور صلاحیتیں کمزور رہ جاتی ہیں۔

برٹش ریسرچ:

برطانیہ سے شائع ہونے والے ایک ہیلتھ میگزین ''ٹاپ سینٹے'' کے ایک سروے کے مطابق ۶۲ فیصد خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ اگر والدین کل وقتی کام کریں تو بچے جذباتی طور پر متاثر ہوتے ہیں جبکہ ۷۳ فیصد کا خیال ہے کہ دونوں پارٹنر کی کل وقتی ملازمت کے نتیجے میں

marfat.com

علیحدگی کا امکان زیادہ ہوتا ہے اور ۸۷ فیصد ماؤں کا کہنا ہے کہ گھر اور ملازمت کو برقرار رکھنے کی جدوجہد کے دوران انہیں اکثر بچوں پر حکم چلانا پڑتا ہے اور صرف ۴ فیصد ماؤں کی خواہش ہے کہ بچوں کے ساتھ وہ کل وقتی ملازمت کریں رسالے کی ایڈیٹر کا کہنا ہے کہ حکومت چاہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ خواتین ملازمت کل وقتی کریں مگر سروے سے ظاہر ہے کہ خواتین اور خصوصاً ماؤں کی یہ خواہش نہیں ہے اور خواتین کی ان ذمہ داریوں کے باعث خاندان کا تصور ٹوٹ رہا ہے۔ (جنگ لندن ۱۳ جون ۲۰۰۱ء)

امریکن ریسرچ:

ورلڈ فیملی پالیسی سنٹر اوتاوہ امریکہ کے ڈائریکٹر پروفیسر رچرڈ جی ولکنز اپنے ایک مقالے میں گلوبلائزیشن کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ خواتین اور بچے اس عمل میں خصوصی توجہ اور اہمیت کے محتاج ہیں اقوام متحدہ کے تحت ہونے والی بین الاقوامی کانفرنسوں کے ذریعے شادی اور خاندان کے روایتی تصورات کو ڈرامائی طور پر تبدیل کرنے کی کوشش کی جارہی ہے جبکہ امریکہ اور یورپ جہاں ان اصلاحات کا نفاذ سب سے پہلے ہوا ہے وہاں خاندان کا ادارہ ٹوٹ پھوٹ چکا ہے اور اس چیز نے وہاں کی سماجی ترقی کو بھی خطرے میں ڈال دیا ہے، UNO کی اس خفیہ سازش کے تحت پھیلائے جانے والے نکات میں سے چند یہ ہیں مثلاً نہ صرف مخالف جنسوں بلکہ ہم جنسوں کو بھی جنسی تعلقات قائم کرنے کی مکمل آزادی، ماں کی حیثیت سے عورت کی ذمہ داریوں میں کمی، بچوں کی دیکھ بھال کے لئے سرکاری اہتمام میں اضافہ، بچوں پر والدین کے کنٹرول کو کم سے کم کرنا، اپنے بارے میں تمام فیصلوں کا اختیار والدین کی مرضی کے خلاف بچوں کو دینا اور بچوں کو والدین کے خلاف متعلقہ حکام سے شکایت کرنے کی ہر ممکن سہولت فراہم کرنا وغیرہ شامل ہیں۔ اب آپ خود ہی فیصلہ کرلیں کہ آج کے جدید معاشرے میں والدین کی مصروفیات اور دیگر پریشانیوں کے ساتھ ساتھ اگر انہیں بچوں سے دور کرنے اور بچوں میں والدین کے متعلق نفرت پیدا کرنے کا رجحان اسی طرح ہوگا تو بچے اس فریب کی زندگی میں کس قدر محرومیوں کا شکار ہوں گے جب والدین

marfat.com

ہی کو بچوں کو باقاعدہ وقت دینے سے دور کر دیا جائے گا۔

۵۔ بچوں کی اخلاقی تعلیم و تربیت کا فقدان:

اللہ تعالیٰ نے ہر انسان کو پیدائشی طور پر مندرجہ ذیل تین خصوصی صلاحیتیں عطا فرمائی ہیں جن کی تربیت رفتہ رفتہ دنیا میں کچھ سیکھنے سے ہوتی ہے مثلاً (۱) عقل و حواس (۲) جذبات واحساسات (۳) ارادہ وتصرف کا اختیار

شروع میں علم وتجربہ نہ ہونے کی وجہ سے یہ صلاحیتیں بہت تیز اور اندھوں کی طرح ہوتی ہیں اور اسی وجہ سے بڑوں کی نسبت بچوں میں سیکھنے کا جذبہ زیادہ تیز اور مصلحتوں سے خالی ہوتا ہے ان صلاحیتوں کو صحیح اور غلط اور مفید ونقصان دہ چیزوں باتوں اور اعمال کا فرق اور ان صلاحیتوں کا درست استعمال سکھانے کے لئے مثالی اور اعلیٰ اخلاقی تعلیم اور معیاری عملی تربیت کی ضرورت ہوتی ہے اور پوری انسانی تاریخ میں سے ثابت ہے کہ سب سے مثالی اخلاقی تعلیم اور علمی زندگی گزارنے کی تربیت صرف اور صرف انبیاء سے حاصل ہوسکتی ہے لہٰذا انسان کو حقیقی سکون حاصل کرنے کے لئے رسول خدا اور سیّد الانبیاء حضرت محمد ﷺ کی عطا کردہ مثالی کردار سازی کے لئے اخلاقی تعلیم و تربیت کا مطالعہ کرنا چاہے اور معاشرتی امن سلامتی اور انسانی بھائی چارے کے احساس پر مبنی اخلاقی تعلیم و تربیت کی اشد ضرورت ہے مگر بدقسمتی سے آج کے مصروف اور اپنی پریشانیوں میں گم والدین کے بچے اخلاقی تعلیم و تربیت سے شروع گھر سے ہی محروم رہ کر آوارہ بن رہے ہیں کئی کئی دن والدین کی بچوں سے خاص آرام دہ ماحول میں ملاقات نہ ہونے کی وجہ سے ان کے اندر پائے جانے والے جذبہ محبت کی تربیت میں کمی واقع ہو جاتی ہے، کھانے کی میز پر والدین کی شفقت سے اکثر محروم رہتے ہیں اور والدین کے ساتھ سیر وتفریح کا کوئی خاص وقت نہیں ہوتا، جوان اولاد جب دیکھتی ہے کہ والدین گھر کو خاص وقت نہیں دیتے تو بچے بھی گھر کے اوقات کے خاص پابند نہیں رہ سکتے، جب بچوں کو آداب اور اخلاق کوئی نہیں دے گا تو وہ گلیوں بازاروں کے برے اخلاق سیکھ جائیں گے تو پھر ہم آج کی نئی نسل سے ہم بزرگوں کا آداب واحترام

marfat.com

کرنے کی کس حد تک امید رکھیں گے؟

۶۔ والدین کے باہمی جھگڑوں سے بچوں میں احساس بیزاری:

والدین کی اولاد سے شفقت اور گھر کا محبت وسکون سے بھرا ہوا ماحول ہی اک ایسی شئی ہے جو بچوں کی گھر سے دلچسپی قائم رکھتا ہے اور پیار کرنے والے والدین کا احترام دل میں ان کی خالص پیار کی وجہ سے پیدا ہوتا ہے لیکن اگر والدین اکثر گھر میں لڑتے جھگڑتے اور غصے سے بھری سخت بازاری زبان استعمال کریں تو والدین کی یہ ناچاکیاں بچوں کے دل سے ان کے ادب واحترام کا جذبہ ختم کر دیتی ہیں اور بچے گھر سے بیزار ہو کر باہر نکل جاتے ہیں لہٰذا بچوں کے گھر سے باغی ہونے کا یہ ایک خطرناک سبب ہے۔ والدین کا باہمی لڑائی جھگڑا کرنا بچوں کی نفسیات پر سب سے برا اثر ڈالتا ہے۔ جس کے نتیجے میں وہ کچھ بھی سوچ سکتے ہیں۔

بچے ہمیشہ محبت و پیار کے پیاسے ہوتے ہیں اگر گھر سے پیار نہیں ملتا تو وہ دوستوں، کھیل کود یا کہیں بھی دل لگا سکتے ہیں۔ والدین کی طرف دل کا جھکاؤ پہلے ہی کمزور سا ہوتا ہے اوپر سے ان کا لڑائی جھگڑا مزید دل کو ان سے دور کرنے کا سبب بن جاتا ہے۔

۷۔ اولاد کے روشن مستقبل کو خاندانی مصنوعی وقار کی خاطر قربان کر دینا:

اولاد کو بہتر تربیت اور اعلیٰ تعلیم دے کر ایک مثالی شخصیت تیار کرنے کے لئے والدین کو مال، آرام اور وقت قربان کرنا پڑتا ہے اور باقی خاندان کی خوشیاں، جھوٹی ناموری اور جائیدادیں تک قربان کرنی پڑتی ہیں لیکن اگر ہم جھوٹی ناموری اور مصنوعی خاندانی وقار بلند کرنے کے لئے دولت کی نمائش اور اپنے آبائی گاؤں میں جائیدادیں اور محلات بنانے میں لگے رہیں اور ادھر اولاد کی اعلیٰ تعلیم اور مثالی کردار کی خاطر اچھے اساتذہ، اچھی کتابیں اور اچھی سہولیات فراہم نہ کریں تو یہ ایک ایسا دھوکا اور زندگی کا فریب ہے جس کا انجام ہمیں بھی پتہ ہے کہ تباہی اور پچھتاوے کے علاوہ کچھ نہیں۔ باقی یورپ کی نئی نسل بالخصوص مسلم اقلیت کو اپنے آبائی وطن میں موجود زمینوں اور جائیدادوں سے کوئی دلچسپی نہیں بلکہ متنفر ہو رہے ہیں اور یورپ میں آنے والے کسی ایک خاندان نے اپنے آبائی وطن میں ابھی تک محفوظ

marfat.com

معاشی مستقبل بنانے میں کامیابی حاصل نہیں کی بلکہ ابھی تک یہاں سے اخراجات پورے کر رہے ہیں وہاں سے منافع نہیں پیدا کر سکے۔ اگر والدین اولاد کی مثالی تعلیم وتربیت کے جدید تقاضے صحیح طریقے سے پورے نہیں کرتے تو پھر ان کی اولاد جو چاہے کرے شکوہ کیوں کرتے ہیں؟

۸۔ والدین اور اولاد کی ذہنی سوچ اور معاشی رجحانات میں فرق:

یورپ میں آ کر آباد ہونے والی نسل بزرگ والدین اور یہاں پروان چڑھنے والی نئی نسلوں میں سے اکثریت کی ذہنی سوچ، علمی سطح، معاشی و معاشرتی رجحانات اور زندگی کے مقاصد میں فرق ہونے کی وجہ سے بھی والدین اور اولاد میں ذہنی اور معاشرتی رابطے میں دوری پیدا ہو جاتی ہے۔ جس سے بچے بہت متاثر ہو کر معاشرتی اور ذہنی طور پر خود کو تنہا محسوس کرتے ہیں جو نئی نسل میں محرومی کا بہت بڑا اور ذہنی سبب ہے یہ ایک انسانی حقیقت ہے کہ جب دو انسانوں میں ذہنی، علمی و فکری، معاشی و معاشرتی تجربات وغیرہ کے لحاظ سے فرق پایا جائے تو کسی وقت بھی یہ تضاد دوری اور محرومی پیدا کر دیتا ہے دوسرا یہ کہ دنیاوی و مادی مفادات کی حرص رکھنے والے والدین بچوں کی اعلیٰ تعلیم کی بجائے مالی آمدنی اور نفع اور نقصان کا فکر زیادہ رکھنا شروع کر دیں تو یہ بھی بچوں پر ظلم سے کم نہیں تیسرا یہ کہ اپنی ذہنی سطح اور دیگر فکری رجحانات میں فرق ہونے کی وجہ سے بچوں کی تعلیمی صورت میں عدم دلچسپی اور بے فکری نئی نسل کی ہلاکت کا اہم سبب ہے، بچوں کی تعلیمی میٹنگ اور سکول سے موثر رابطے بچوں کے بہت سے بڑھتے ہوئے مسائل پر کنٹرول کرنے کا اہم ذریعہ ہوتے ہیں تاکہ نوجوان نسل ادب سیکھے اور بگڑنے سے بچ جائے مگر والدین کی اس معاملے میں عدم توجہ بہت بڑے خاندانی اور معاشرتی نقصان کا سبب ہے۔

۹۔ والدین اور اولاد کے مقصدِ زندگی میں فرق:

جہاں دو انسانوں میں منزل اور مقاصد ایک ہوں وہاں زندگی میں یکسانیت اور تعاون بڑھ جاتا ہے لیکن جہاں زندگی گزارنے کا مقصد، مستقبل اور سوچیں مختلف ہوں وہاں فاصلے

marfat.com

پیدا ہونا یقینی بات ہے لہٰذا والدین کوشش کریں کہ ان کی اور اولاد کی زندگی کے مقاصد قریب قریب مل جائیں اور یہ تب ہی ہوگا جب زندگی کے مقاصد بہت بلند اور پاکیزہ سوچ پرمبنی ہوں گے اور مقاصد زندگی کا بروقت اور باوقار تعین دونسلوں کے فاصلے ختم کر کے انہیں ایک دوسرے کے قریب کر دیتا ہے زندگی مقصد دین و آخرت میں عزت اور پرسکون زندگی کے لئے دین سے سچا لگاؤ ہو تو خاندان، دوست احباب اور مخلوق سے محبت پیدا ہو جاتی ہے اور خدمت خلق کا رجحان پیدا ہوتا ہے اور دلجمعی قائم رہتی ہے باہمی پیار اور عزت واحترام فروغ پاتا ہے لیکن اگر دنیاوی نمائش، امارت میں مقابلہ اور مال و دولت کی حرص مقصد ہو تو خودغرضی اپنوں سے دوری اور تعلقات میں کشیدگی کے فطری نتیجہ کے طور پر دونسلوں میں جدائی اور خلیج بڑھ جاتی ہے

۱۰۔ دین ودنیا میں عدم توازن:

ہماری آج کی بڑی نسل نئی نسل کی زندگیوں میں دین اور دنیا میں توازن پیدا کرنے میں اکثریت ناکام رہے ہیں اور اس کا حقیقی سبب ان کی اپنی زندگیوں میں دینی ودنیاوی رجحانات میلانات اور تقاضوں میں عملاً فرق کا ہونا ہے جہاں دنیاوی اور مادی رجحانات زندگی کا اوڑھنا بچھونا اور درد سر بن جائیں وہاں دوسری نسل کو دین کی زبانی ترغیب دینا بے اثر ہو جاتا ہے لہٰذا دین کو عملاً اپنانے اور دنیا کو بنیادی ضروریات کی جائز تکمیل تک رکھنے سے ایک مناسب ومتوازن زندگی کا ماحول پیدا ہوتا ہے جس سے اولادیں بھی متوازن ماحول سے متاثر ہو کر باادب اور خوشگوار زندگی کو اپنا لیتی ہیں۔

اولاد میں دینی رجحان کو پختہ کرنے کے لئے والدین اپنے دینی کردار اور اعلیٰ دینی اخلاق کے عملی مظاہرے سے اولاد کو متاثر کر سکتے ہیں۔ فرائض دین میں وقار اور اعلیٰ ذوق کے اہتمام کے ذریعے مذہب سے رغبت پیدا کر سکتے ہیں، اولاد کی زندگی کو دینی نسبتوں کے حوالوں سے آراستہ اور منسوب کر کے ان کی باقاعدہ خوشی منائی جائے اسلام کی عظمت کو ذہنوں میں روشن رکھنے کے لئے سالانہ مذہبی تہوار اور تقریبات اسلام کی عظمت کو ذہنوں

marfat.com

میں روشن رکھنے کے لئے سالانہ مذہبی تہوار اور تقریبات کا شاندار طریقے سے اہتمام کرنے، مقدس مقامات کی حاضری اور حج وعمرہ کی سعادت میں اولاد کو شریک سفر رکھنے اور مسجد، امام اور مذہبی عبادات کے ساتھ اولاد کا روحانی تعلق پیدا کرنے میں شوق اور محبت کے ساتھ اہتمام کرنا چاہئے دین و دنیا کے اکثر معاملات اور مثبت سرگرمیوں میں اولاد کو اپنے ساتھ رکھیں ورنہ بڑے ہوکر مختلف معاملات سے بے خبری اور ناتجربہ کاری سے شرمندگی محسوس کر کے اولاد میں والدین سے شکوۃ پیدا ہوتا ہے جو بہت سی محرومیاں اور دوریاں پیدا کرتا ہے۔ والدین کا فرض ہے کہ وہ اپنی اولادوں کی اسلامی معاشرے کے فرد کی حیثیت سے مذہبی شناخت پیدا کریں اور انہیں ذہنی و عملی اعتبار سے پختہ مسلمان بنائیں ورنہ دین سے دوری اور لاعلمی کا احساس بڑے ہوکر ان کی معاشرتی شرمندگی اور مذہبی طور پر احساس کمتری کا باعث بنتا ہے اگر اولاد میں دینی نسبتوں کی بچپن سے پختہ شناسائی اور عملی تعلق واحترام پیدا ہوجائے گا تو یہ دینی اعتماد اور روحانی سکون کا بنیادی ذریعہ اور آئندہ مزید ترقی کا سبب ہوگا۔

۱۱۔ اسلامی تہذیبی ورثہ کی نئی نسل کو منتقلی:

اسلام کے نظریاتی ورثہ اور تہذیب کو نئی نسل میں عملاً منتقل کرنا نسل بزرگ کا دینی فریضہ ہوتا ہے اور ان پر قرض ہوتا ہے جو نئی نسل کو لوٹانا ضروری ہوتا ہے۔ یہ بزرگ نسل کی سب سے حساس ترین ذمہ داری ہے کہ وہ اپنی مذہبی تاریخ، دینی کلچر اور روایات، مذہب کے بنیادی نظریات، اخلاقیات اور روحانی تربیت وآداب معاشرت وغیرہ نئی نسل کو آگے منتقل کرنے کا باوقار انتظام کرے۔ جیسے کہ نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

اَدِّبُوا اَوْلَادَكُمْ بِثَلاثٍ حُبِّ نَبِيِّكُمْ حُبِّ اَهْلِبَيْتِهِ وَقِرأتِ القرآن (الحدیث) اوکما قال

ترجمہ: ''اے مسلمانوں تم اپنی اولادوں کو تین چیزوں کا اچھی طرح ادب سکھادو اپنے نبی کی محبت سکھادو۔ نبی ﷺ کے اہل بیت کا ادب سکھادو اور قرآن کا علم سکھادو۔''

marfat.com

اس حدیث مبارک میں لفظ محبت اور ادب ہمیں اچھی طرح سمجھا رہا ہے کہ کسی سے محبت کرنے کے تقاضے کیا ہوتے ہیں اور سچی محبت اور جھوٹی محبت میں کیا فرق ہوتا ہے۔ اور اس محبوب نبی ﷺ کا کس درجہ ادب کرنا محبت کی لازمی شرط ہوتی ہے؟ لہٰذا والدین کا کمزور نظریاتی کردار، ناقص عملی تعلق، گھر کا کمزور اسلامی تہذیبی ماحول اولاد کا اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ سے کمزور تعلق قرآنی تعلیم و تربیت اور اکابر اسلاف سے رسمی نسبت نئی نسل میں اسلامی نظریات و تہذیب سے بےزاری کا خطرناک سبب بن سکتا ہے آج نئی نسل کو اسلام کی دعوت بالعلم ہی کافی نہیں بلکہ دعوت بالعمل اور کردار کی ضرورت ہے۔

۱۲۔ حقوق اولاد میں عدل وتوازن قائم رکھنا:

آج پوری دنیا میں بالعموم اور مغربی ممالک میں مقیم مسلم اقلیتوں کی نئی نسلوں میں والدین سے ذہنی دوری کا احساس فروغ پذیر ہے جس کے بہت سے اسباب ہیں جن میں ایک بنیادی سبب حقوقِ اولاد کی ادائیگی میں عدل وتوازن کی کمی ہے جس میں بچہ اپنے گھر، خاندان، دوستوں اور سکول میں دوسروں سے خود کو کسی حوالے سے پیچھے اور کمتر نہیں دیکھنا چاہتا۔ اگر والدین ہر جگہ بچے کی ضروریات، خوشیوں مساوی شفقت اور کسی حوالے سے دوسرے بچوں سے فرق رکھیں اور جائز خواہشات کو بروقت پورا نہ کریں گے تو بچے محرومی کا شکار ہو جائیں گے ایک حدیث پاک ہے کہ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

اِتَّقُوا اللّٰهَ وَاعْدِلُوا اَوْلَادَكُمْ (متفق علیه (ریاض الصالحین ۱۷۸۲)

ترجمہ: "اے لوگوں اللہ سے ڈرو اور اپنی اولاد کے حقوق میں عدل کرو۔

والدین کا یہ دینی فریضہ بیان کیا جا رہا ہے کہ اولاد کی جسمانی وشخصی کردار کی تعمیر کے کچھ حقوق ہوتے ہیں۔ تعلیم و تربیت کے حقوق، پرورش، و خوراک کے بنیادی حقوق، مذہبی و معاشرتی کردار کی تکمیل کے حقوق جن میں ہر جگہ اور ہر طرح سے عدل و توازن قائم رکھنا بچوں کا فطری حق ہے وہ احساس کمتری کا شکار ہو جائیں گے اسی طرح گھر کے اندر والدین کی ذمہ داری ہے کہ وہ بیٹی اور بیٹے یا بیٹیوں کے درمیان یا بیٹوں کے درمیان ہر لحاظ سے عدل و

marfat.com

مساوات قائم رکھیں لباس ایک جیسے اور اکھٹے لے کر دیں۔ دیگر ضروریات زندگی میں چھوٹی سے چھوٹی چیز اور تحائف سے لے کر رہن سہن اور استعمال کی چیزوں میں مساوات قائم رکھیں۔ پیار اور شفقت کا سلوک کرنے میں مساوات و اعتدال رکھیں۔

۱۳۔ مسلم اقلیتوں سے نسلی اور مذہبی امتیاز ناانصافی ہے:

یورپی اور مغربی ممالک میں مختلف اقلیتوں اور بالخصوص مسلم اقلیتوں سے نسلی یا مذہبی امتیازی سلوک کرنا انسانیت کے بنیادی حقوق میں سخت ناانصافی ہے اس سے کمیونیٹیز کے بچوں میں احساس محرومی اور معاشرتی نفرت و تفریق کا احساس پیدا ہو جاتا ہے۔

نسلی امتیاز کا معنی فقط گالی دینا، جھگڑا کرنا وغیرہ ہی نہیں ہے بلکہ کسی طرح کا نفرت آمیز رویہ، ناخوشگوار سلوک میل جول میں فاصلہ رکھنا، دفاتر میں کمزور سلوک کرنا، ملازمت کے راستے میں رکاوٹیں ڈالنا، اقلیتوں کے بچوں کے لئے سہولیات میں کمی کرنا، ان کے لیے اچھی سرگرمیاں مہیا نہ کرنا، الگ قطار لگوانا، داخلے کا راستہ الگ رکھنا، داخلے کی اجازت نہ دینا وغیرہ امتیازی سلوک میں آتا ہے۔

یاد رکھیں یورپ میں نوجوان نسل کی آوارگی اور بدمزاجی کے بہت سے مواقع، جنسی آزادی، والدین کے کنٹرول کی ممانعت، حکومت کی طرف سے بچوں کی حوصلہ افزائی اور والدین کے خلاف ابھارنا، مجرم اور گینگسٹر بن جائیں تو سختی کرنا اور جیلیں بھرنا مگر مجرم بننے والے راستوں پر جانے لگیں تو نہ خود روکنا اور نہ والدین کو سختی سے روکنے کی اجازت دینا اور نہ ہی سکول ٹیچر کو والدین کو اور مذہبی و سماجی سنٹرز کو بچوں کی اصلاح، تربیت اور کنٹرول کے لئے کوئی مشترکہ نظام بنا کر کام کرنا یہ چند مختلف اسباب ہیں۔ نہ تو مسجد اور مذہبی ادارے ہی مختصر وقت میں اور تنہا نئی نسل کی تربیت اور اصلاح کر سکتے ہیں جب تک والدین اور پولیس اور سماجی دفاعی تنظیمات مل کر آپس میں تعاون نہ کریں اور نہ ہی حکومت دفتروں میں بیٹھ کر اکیلی یہ کام کر سکتی ہے جب تک والدین اساتذہ، پولیس اور مذہبی اداروں کو نئی نسل کی اصلاح اور تربیت کے لیے خصوصی اختیارات نہیں دیئے جائیں گے جن میں ایک اعتدال و توازن قائم ہو۔

marfat.com

۱۴۔ اولاد کے اعلیٰ تعلیمی مستقبل کو خاندان کے معاشی مستقبل پر قربان کرنا:

یورپ میں رہتے ہوئے جس قوم کی نئی نسل اپنے دور کی ضرورت کے مطابق اعلیٰ تعلیم حاصل نہیں کر سکتی وہ قوم یا اقلیت کبھی اپنا وجود نہ منوا سکتی ہے نہ برقرار رکھ سکتی ہے اور جس قوم کی نئی نسل اپنے دور کی اعلیٰ تعلیم اور فن سے آراستہ ہو کر علم و فن کے میدان پر چھا جاتی ہے مستقبل اسی کا ہوتا ہے دوسرے معاشرتی علمی و فکری محکومی قبول کرنے پر مجبور ہو جاتے ہیں یا معاشرے سے بغاوت کا راستہ اپنا لیتے ہیں۔ جو والدین اپنی اولاد کے روشن تعلیمی مستقبل کو اپنے خاندان کے بلند معاشی مستقبل کے حصول پر قربان کر دیتے ہیں وہ اپنی کم از کم تین نسلیں ضائع کر دیتے ہیں کیونکہ کمزور تعلیم رکھنے والوں گھرانوں میں نہ تو ساری عمر معاشی مسائل حل ہونے کو آتے ہیں اور اس کی وجہ سے نہ گھر کے اندر اخلاقی ماحول اور معاملات جلد بہتر ہونے کی امید ہوتی ہے اور نہ ہی بچوں کے بنیادی حقوق اور ضروریات الا ماشاء اللہ صحیح طرح پوری ہوتی ہیں جس سے تیسری نسل بھی متاثر ہو جاتی ہے رفتہ رفتہ بچے یورپی عوام کے سامنے احساس کمتری اور ذہنی غلامی کا شکار ہو جاتے ہیں دوسری طرف تمام ممالک کی اقلیتوں اور بالخصوص پاکستانی کیمونٹی کے بچوں کو پاکستان کی جائیدادوں اور جاگیروں سے کوئی دلچسپی دیکھنے میں نہیں آتی بلکہ وہ بعض دفعہ ایسی جائیداد بنانے یا حاصل کرنے سے بیزار نظر آتے ہیں۔ لہٰذا ان کے تعلیمی مستقبل کو بہتر سے بہتر بنانے اور انہیں اعلیٰ تعلیم دلوانے کی بجائے پاکستان میں جائیدادیں بنانا نہ تو ملک و قوم کے لئے بہتر نہ مستقبل کے لئے کوئی اتنا فائدہ مند ہے بلکہ نسلوں کو غلامی کی راہ پر ڈالنے کے مترادف ہے۔ اور تجربہ سے یہ بات ثابت ہے کہ کسی بھی ایک گھرانے نے آج تک یورپ میں رہ کر پاکستان میں محفوظ معاشی مستقبل کے ذرائع پیدا کرنے میں کامیابی حاصل نہیں کی بلکہ ابھی تک یورپ سے اخراجات بھیج کر اس مردہ گھوڑے کو گھسیٹنے کی کوشش مجبوراً جاری ہے۔ لہٰذا بہتر مشورہ یہ ہے کہ والدین اپنی اولاد کے بہتر مستقبل اور اعلیٰ تعلیم دلوانے کے لئے مالی ایثار اور قربانی دیں اور اولاد کی اعلیٰ تعلیم کی بہتر نگرانی کا اہتمام کریں تو اس سے نہ صرف دونوں نسلوں کا معاشی

marfat.com

مستقبل محفوظ ہوگا بلکہ احسان منداولاد بڑھاپے میں کچھ خدمت گزار بھی بن سکتی ہے اور اگر والدین اپنے بچوں کی اعلیٰ تعلیم اور صحیح تربیت کی فکر نہیں کرتے اور نگرانی کے تمام تقاضے پورے نہیں کرتے تو اولادیں جو کر رہی ہیں یہ کرتی رہیں گی پھر شکوہ کیوں کرتے ہیں کہ اولاد فرمانبردار نہیں ہے۔

۱۵۔بچوں کے بچپنے کو برداشت کرنا اور بے جا شدت پسندی سے پرہیز کرنا:

یورپ میں پیدا ہونے والی نئی نسل کے نمائندے بچوں اور پاکستان جیسے محنتی اور پختہ اسلامی تہذیب و روایات میں پلنے والے بچوں میں بڑا ذہنی فرق ہے۔ لہٰذا پاکستانی والدین جب بچوں کو ان کے بچپنے کی شرارتوں اور حرکتوں کو دیکھ کر نرمی سے اچھے اخلاق اور آداب سمجھانے اور محفل کے آداب سکھانے کی بجائے ڈانتے رہیں گے تو اس سے مزید بگڑ جائیں گے کیونکہ غلطی اسے کہتے ہیں کہ اچھی طرح سمجھانے اور سکھانے کے بعد کوئی سمجھدار انسان جان بوجھ کر خرابی پیدا کرے مگر بچے اپنے بچپنے کی عمر میں نہ تو ابھی اتنے سمجھدار ہوتے ہیں اور نہ انہیں صحیح و غلط اور فائدہ و نقصان کا پتہ ہوتا ہے بلکہ ابھی وہ سیکھنے کے ابتدائی مرحلے اور معصومیت و سادگی کی عمر میں ہوتے ہیں اسی لیے ہم جن بچوں کو شرارتی سمجھ کر ڈانتے رہتے ہیں دراصل وہ سیکھنے کی عمر میں تجسس و جستجو کی تیز قوت ہونے کے سبب تجرباتی طور پر روزانہ سینکڑوں تجربات کرتے ہیں جن میں زیادہ غلط اور نقصان کرتے ہیں اس لیے والدین کو چاہئے کو چھوٹی ٹوٹنے والی چیزیں بچوں سے قیمتی نہیں دوبارہ آجائیں گی لہٰذا وہ بے جا سختی سے بچوں کے مزاج میں نفرت و تشدد بھرنے اور طبیعت میں غصہ پیدا کرنے کی بجائے برداشت کر کے اسلام کے سکھائے ہوئے اخلاق اور پیار و شفقت پر مبنی اسلامی تربیت کے آداب سکھائیں۔ تاکہ نئی نسل کی طبیعت میں شدت پسندی کا عنصر پیدا نہ ہو۔

marfat.com

مسئلے کا حل

والدین کے لئے مثالی کردار اور معیاری طرز زندگی اختیار کرنا اہم ہے:

قرآن حکیم کی سب سے چھوٹی سورت کے درمیانی آیت کامیاب زندگی گزارے کا مختصر اور معیاری پروگرام پیش کر رہی ہے۔ جس کا مفہوم و ترجمہ یہ ہے کہ

فَصَلِّ لِرَبِّكَ وَانْحَرْ ط (الکوثر ۱۰۸:۲)

ترجمہ: "پس تو خالص اپنے رب کے لئے بندگی کیا کر اور قربانی کیا کر۔"

اس مرکزی آیت میں کامیاب اور اللہ کے حکم کے مطابق اس کی پسندیدہ زندگی وہی ہے جس کی بنیاد تین اجزاء پر ہو۔ (۱) خلوص نیت (۲) بندگی (۳) ایثار و قربانی

جس انسان کی زندگی میں ان تین چیزوں کا غلبہ ہوگا یقیناً وہی امن قائم کرنے والا مثالی اور کامیاب انسان ہوگا لہٰذا اس چیز کی روشنی میں والدین کے لئے معیاری طرز زندگی کے چند اصول پیش نظر رہنے چاہئے۔

۱۔ والدین کے لئے ضروری ہے کہ وہ گھر کو مناسب وقت دیا کریں مگر ساتھ ہی اس وقت کا صحیح استعمال کرنے کا مناسب نظام بھی ترتیب دیں۔

۲۔ دنیاوی تعلیم کے علاوہ دینی تعلیم سیکھنے اور قول و فعل کو اس کے مطابق بنا کے اولاد کے لئے نمونہ عمل پیش کریں جس کی برکت سے ادب و احترام پیدا ہوگا۔

۳۔ بچوں کی تعلیم کے علاوہ مناسب تفریح اور مثبت سرگرمیوں کا ماحول بھی پیدا کریں جس میں شفقت اور دوستی کا ماحول بنا کر بچوں کو اچھے اخلاق و آداب سکھانے آسان ہو جاتے ہیں اور بچوں کو دلی خوشی اور اضافی پیار پیدا ہوتا ہے۔

۴۔ اولاد ہو جانے کے بعد ان کی تربیت کی ذمہ داری اور مناسب نگرانی کا فکر کریں۔

۵۔ والدین کی زندگی کا اصل سرمایہ ان کی اولاد ہوتا ہے لہٰذا ان کا دین کی نظر میں بہتر اور روشن مستقبل صرف ان کی نیک اور فرمانبردار اچھی اولاد ہونا چاہئے جو مرنے کے بعد ان کے لیے صدقہ جاریہ اور نیک نامی کا حقیقی سبب ہوگا۔

marfat.com

۱۷۔ یورپی نئی نسل کو روشن مستقبل کے لئے چند عبرت آموز نصیحتیں:

یورپ میں پلنے والی نئی نسلوں کے لئے اپنے اردگرد پھیلے ہوئے معاشرے کی عبرت آموز مثالوں سے سبق سیکھنے کی نصیحت کرتا ہوں کیونکہ انسان کے لئے ٹھوس حقیقتیں سیکھنے کے لئے زمانے کی عملی زندگی سے مثالیں موثر ترین ذریعہ ہیں میرے پیارو!

۱۔ یورپین اقوام کی زندگیوں میں ان کی جوانی، شباب اور بڑھاپے کی اچھی اور بری مثبت اور منفی دونوں طرح کی مثالوں کو دیکھ کر ان کے انجام سے سبق سیکھو کہ اچھا کون رہا؟

۲۔ ان کے مقصد زندگی، طرز زندگی اور مستقبل کو دیکھ کر عبرت حاصل کرو اور اپنے لئے زندگی کا راستہ سوچ سمجھ کر منتخب کرو۔

۳۔ یہاں کی فیملی سسٹم کی تباہی کی حالت اور تنہائی و رسوائی کی زندگی اور بے چارگی کی موت سے سبق سیکھو کہ تمہارے لیے کونسا راستہ بہتر ہے؟

۴۔ یہاں کے عجائب گھر میں پڑے ہوئے مجسمے اور بڑے بڑے لوگوں کی رکھی ہوئی چیزیں کیا پیغام دے رہی ہیں کہ سوچو ہمیں چھوڑ کر جانے والے ہمارے مالک کہاں چلے گئے اور ہم عالیشان دنیاوی چیزیں ان کے کس کام آ سکیں ہیں؟

۵۔ اسلامی تاریخی اور غیر اسلامی تاریخی شخصیات اور پھر موجودہ دور کی شخصیات کے کردار، معاشرتی عزت و احترام اور دنیا کا ان کے ساتھ سلوک دیکھ کر اندازہ لگا لو کہ اچھے اور برے کے انجام میں کیا فرق ہوتا ہے؟

۶۔ اعلیٰ تعلیم یافتہ اور ایک ان پڑھ کی زندگی اور ان کا انجام دیکھ کر سبق سیکھ لو۔

۷۔ آؤ اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے پیغام کے مطابق اپنی زندگی کا مقصد صرف دنیا اور اچھا معاشی مستقبل بنانے کی بجائے مثالی اسلامی کردار اور اچھا انسان بننا مقصدِ زندگی بنا لو ورنہ عمر ضائع کر کے سمجھ آ جائے گی۔

۱۸۔ معاشرتی غلط فہمیاں اور نئی نسل کی پریشان حالی

آج یورپ کے عوامی ماحول کے اندر پائی جانے والی سب سے بڑی پریشانی نئی نسل کی

marfat.com

تباہی اور غنڈہ گردی کی طرف بڑھتا ہوا رجحان ہے جس کی وجہ سے پہلی بزرگ نسل اور نئی نسل کے درمیان تعلق کمزور سے کمزور تر اور رشتوں کے احترام کے فاصلے، دراڑیں اور نفرتوں کی خلیج پیدا ہو رہی ہے جس کے نتیجے میں انتظامیہ پولیس، والدین اور خود نئی نسل کو بہت سی پریشانیوں اور تکلیفوں کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے مگر مسئلہ کا حقیقی حل کسی کو سمجھ نہیں آ رہا یا کوئی حقیقی حل کو سمجھنا نہیں چاہتا میری کمزور سی رائے کے مطابق پریشانی کی بنیادی وجہ ایک دوسرے پر عدم اعتماد ہے جس کی وجہ سے ایک دوسرے کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں جس کا حل مل بیٹھ کر ایک دوسرے کے مسائل کو سمجھ کر باہمی تعاون اور باہمی اعتماد کے بغیر ناممکن ہے۔

والدین کی غلط فہمیاں:

والدین کی غلط فہمیوں میں سے یہ ہیں کہ وہ بچوں کی ذہنی پریشانی اور یورپی معاشرے میں رہتے ہوئے انہیں جو مسائل درپیش ہیں انہیں اس طرح نہیں سمجھنے کی کوشش کرتے جس طرح نئی نسل سوچتی ہے پھر وہ نئی نسلی کے تیز حواس کو ڈیل کرنے کا محتاط اور محفوظ طریقہ استعمال کرنا نہیں سمجھتے بعض والدین یورپی تعلیمی نظام کی حکمتیں اور معاشرتی ماحول میں اولاد کی صحیح پرورش کی اہمیت اور فرصت نہیں رکھتے بعض بچوں کے مقابلے میں بہت کم تعلیم یافتہ ہونے کی وجہ سے مناسب طریقے سے معاملہ نہیں سمجھ سکتے بعض اپنی معاشی ضروریات کی کفالت کی وجہ سے مسائل پر مکمل کنٹرول کرنا نہیں جانتے اور بعض مذہب کی تعلیم اور آداب کو صحیح طور پر نہ سمجھنے اور خاندانی رسم و رواج کو چھوڑنا نہیں چاہتے وغیرہ۔

نوجوان نسل کی غلط فہمیاں:

نوجوان نسل کی غلط فہمیوں میں سے چند یہ ہیں کہ انہیں اپنی ایک اونچے درجے کی زندگی کے سنہرے خواب پورے کرنے کی غلط سوچ کچھ سمجھنے نہیں دیتی اور بعض ایسے سنہری خوابوں کو پورا کرنے کے لئے غیر حقیقت پسندانہ زندگی کے غلط راستے کا انتخاب کر لیتے ہیں بعض کو اپنے اونچے مقاصد زندگی کی منزل پانے کے لئے جتنی محنت درکار ہوتی ہے اس میں غلط فہمی ہوتی ہے بعض اعلیٰ معاشی مستقبل کو تھوڑے وقت کے اندر کوئی شارٹ کٹ یا فراڈ لگا کر پہنچنے

marfat.com

کی غلط فہمی ہوتی ہے اور راتوں رات امیر بننے کی غلط فہمی میں ہوتے ہیں بعض کو والدین کے مقام، مذہب کی حقیقت اور معاشرتی قانون اور نظام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں ہوتی ہیں۔

مغربی معاشرے کی غلط فہمیاں:

مغربی اور یورپی معاشرے میں دیگر مذاہب اور اقوام کے متعلق بہت سی غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اور اس سے بڑھ کر زندگی کے آئیڈیل تصور کے متعلق، انسانی آزادی کے تصور میں، انسان کے لئے آئیڈیل شخصیت کیسی ہونی چاہئے اس کی خصوصیات میں غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں اقلیتوں کے حقوق اور شہری مقام میں، فحاشی عریانی اور سیکس کو کلچر سمجھنے اور معاشرتی وتہذیبی صلح کلیت اور رواداری اور مختلف تہذیبوں کی جامع سوسائٹی کے کردار میں غلط فہمیاں پائی جاتی ہیں۔ لہٰذا کوئی ایسا راستہ بنانے والا نہیں یا شائد مغربی معاشرہ چاہتا نہیں کہ باہم مل جل کر یہ غلط فہمیاں دور کی جائیں۔

اسلام میں طلاق کا نظام

خانگی امور میں اسلام کے انقلابی اصلاحی اقدام:

اسلام نے خانوادہ کے احکام کو بعض اوقات تو اشارہ سے بیان فرمایا ہے اور بعض دفعہ اس کو تفصیل وتوضیح سے اجاگر فرمایا، یہ اجمال وتفصیل قرآن مجید کی متعدد سورتوں اور بہت سی وراثت سے متعلق احادیث، نیز حضور ﷺ کے ان ارشاداتِ گرامی میں موجود ہے جو وصیت، نکاح، طلاق کے بارے میں ہیں نیز اسلام نے الفت ومحبت کے اسباب اور حسن معاشرت کے وسائل کو کھول کھول کر بیان کیا اور محبت ورأفت کے محل کو ان ٹھوس اقدامات پر مضبوط واستوار فرمایا جن کی بنیاد معاشرے کے باہم بندھن اور ناطے پر ہے۔ اور ان کے حقوق معلوم وواضح ہیں اور جب تک ان سنہری حقوق وحدود کا لحاظ رکھا جاتا رہا اس وقت تک اسلامی خانوادوں نے خوشگوار ترین زندگی بسر کرنے کے ساتھ ساتھ انتہائی سکون و اطمینان اور سرور بھی حاصل کیا اور اس امر کا تصور بھی ناممکن تھا کہ خدانخواستہ کبھی کوئی خانوادہ

marfat.com

ان سنہری اصولوں پر عمل پیرا ہونے کے باوجود دھڑام سے گر کر ذلت ونکبت سے دوچار ہو گا۔ ان تعلیمات نے اپنے ماننے والوں کو اس بات کی ترغیب دی کہ وہ ان اصولوں کو تسلیم کر کے ان پر عمل کریں اور خانوادہ کے جملہ افراد آپس میں یک جان ہوں اور ساتھ ہی اس امر کی نفرت اور پرہیز کی تلقین کی کہ وہ اس امر کے قریب تک نہ جائیں، جو خاندان کے بکھیرنے، جدا جدا کرنے اور رسوائی وذلت کا سبب بنے۔

طلاق ایک ناپسندیدہ امر ہے مگر......

ان جملہ مضر اور نقصان دہ امور میں سے ایک امر طلاق ہے اور معاشرے میں یہ سب سے زیادہ نقصان دہ امر ہے۔ اس طرح کی کتنی مصیبتیں آئیں اور طلاق جیسے امور نے کئی خاندانوں کا تار و پود بکھیر دیا۔ اس سے محبت والفت ختم ہوگئی اور طلاق جیسے امور سے میاں بیوی کے وہ رشتے اور الفت ومحبت کٹ گئی جو کہ اللہ تبارک وتعالیٰ نے ان کے درمیان پیدا فرمائی تھی، یہ مودت و نایاب ہوگئی اور طلاق کی بربادی سے والدین تباہی و بربادی کی ایسی گھاٹیوں میں جا گرے جو انتہائی تعجب وحیرانگی اور ضائع کرنے والی تھیں۔ بچوں نے طلاق کی وجہ سے والد کی محبت والفت اور ماں کی شفقت اور پیار کھودیا۔ فرحت وسرور، غم وآلام میں بدل گئے۔ محبت و الفت باہمی اختلاف میں مل گئی اور رحمت ورأفت بغض وحسد کا عنوان بن گئی۔

نکاح وطلاق:

خاندان کا نمایاں جزء دراصل مرد وعورت کا تعلق ہے اس تعلق سے خاندان کی عددی قوت بڑھتی ہے اسی کے سبب اسے استحکام نصیب ہوتا ہے۔ یہ تعلق فرد کی انفرادی حاجت کی تسکین بھی ہے اور اجتماعی فلاح کا ذریعہ بھی۔ ماہرین عمرانیات نے اس تعلق کی تین قسمیں قرار دی ہیں۔ جنہیں نکاح اور جنسی روابط پر تحقیقات کرنے والوں کی زبان میں یوں بیان کیا جاسکتا ہے۔

۱۔ تعدد ازدواج یا چند زنی (Polygamy)

۲۔ یک زوجی (Monogamy)

marfat.com

۳۔ چند شوہری (Polyandry)

تیسری قسم میں ایک اور نوع ہے جسے گروہی شادی (Group Marriage) کہا جاتا ہے۔ اس میں چند مرد چند عورتوں کے خاوند ہوتے ہیں اور یہ تعلق ان میں سے ہر ایک کے ساتھ پایا جاتا ہے۔ تحقیقات سے یہ ثابت ہوا ہے کہ چند شوہری شادی بہت کم رہی ہے اور گروہی عقد تو بہت ہی کم پایا جاتا ہے۔ عام رواج تعدد ازدواج یا یک زوجگی کا رہا ہے۔ آج بھی دنیا کے مختلف معاشروں میں یہی طریق پائے جاتے ہیں۔ مثلاً مسیحی معاشرے میں ایک سے زیادہ شادیاں ممنوع ہیں۔ جبکہ مسلم معاشرہ اس کی اجازت دیتا ہے۔ جہاں تک طلاق کا تعلق ہے تو یہ تقریباً سبھی معاشروں میں پائی جاتی رہی ہے۔ بعض معاشروں میں طلاق کی اجازت نہیں اور ازدواجی تعلقات کو ناقابل انقطاع تصور کیا جاتا ہے۔ طلاق دراصل انقطاع تعلق ہے جس کے کئی اسباب ہو سکتے ہیں۔ ناپسندی، طمع، ارتکاب جرم اور کسی مرض میں مبتلا ہونا وغیرہ۔ تمام مذاہب نے اسے تسلیم کیا ہے اور اس کی وجہ سے معاشرہ انتشار سے بچتا رہا ہے۔ طلاق ایک ناگزیر ناپسندیدہ امر ہے جسے فقط مجبوری کی صورت میں اختیار کیا جا سکتا ہے لیکن دور حاضر میں اسے کھلونا بنایا جا رہا ہے۔ مغرب کی بے راہ رو معاشرت نے اسے وسعت سے اپنایا ہے اور اب اس کے مفکرین بڑھتی ہوئی طلاقوں سے سخت پریشان ہیں۔ ایک تو عورت غیر محفوظ ہوگئی دوسرے خاندانی نظم کی بنیاد ہل گئی ہے۔ نکاح و طلاق کے قوانین ابتدائی معاشروں سے لے کر اب تک بدلتے رہے ہیں مگر اس کے باوجود یہ قوانین انسانی معاشرت کا لازمی جزء رہے ہیں۔ جس طرح تعلق پیدا کرنا انسانی فطرت ہے اسی طرح کبھی کبھی تعلقات توڑنے پر مجبور ہونا بھی اس کی ضرورت ہے لہٰذا یہ اتصال و انقطاع انسانی زندگی کا اہم حصہ ہیں۔

بہیمی قوتوں کا علاج:

انسان کی بہیمی قوتیں اسے اکثر بے راہ روی کی طرف لے جاتی ہیں۔ اسلام نے ان بہیمی قوتوں کا علاج نکاح کی صورت میں کیا ہے جس سے انسان کی طبیعت میں اعتدال اور

marfat.com

توازن پیدا ہوتا ہے۔ اس طرح اسلام کا قانون ازدواج انسانی معاشرے کے افراد میں جائز درست اور پائیدار ربط پر زور دیتا ہے اور ان تمام ناجائز روابط کی نفی کرتا ہے جو جاہلیت قدیمہ یا جاہلیت جدیدہ میں پائے جاتے ہیں۔ اسلام ایک صالح معاشرہ استوار کرنا چاہتا ہے جس کی بنیاد نکاح ہے۔ اسلام کے نزدیک پرسکون تمدن کا دارومدار نکاح پر ہے۔

ایک اچھے معاشرے کے لئے ازدواجی تعلق رحمت و کرم ہے۔ اسی پر بچوں کی تربیت کا انحصار ہے اور یہی خاندان کے سکون کا سبب ہے۔

طلاق اور طلاق کی حیثیت:

طلاق کے لغوی معنی قید سے آزادی کے ہیں۔ یہ قید حسی بھی ہو سکتی ہے اور معنوی بھی۔ جیسے قدی الاسیر اور قید النکاح۔ طلاق اور تطلیق دونوں کا ایک ہی مفہوم ہے۔ دور جاہلیت میں یہ لفظ التفریق بین الزوجین کے لئے استعمال ہوتا تھا۔ اسلام آیا تو اس نے اسے اس معنی میں جائز رکھا البتہ اس کی اصلاح کر دی۔ فقہاء کے نزدیک طلاق کی اصطلاحی تعریف یہ ہے کہ اس میں ازالۂ نکاح یا نقصان حلت کا مفہوم پایا جاتا ہے۔

اسلام انسانی معاشرے کے لئے نکاح کو اس لئے اصل قرار دیتا ہے کہ اس سے حدود اللہ کی پابندی اور اخلاق کی تربیت ہوتی ہے۔ اسلام اسے قائم رکھنے کی ترغیب دیتا ہے۔ اگر اس تعلق میں کچھ کمی واقع ہو تو اسے برداشت کرنے کا حکم دیتا ہے کیونکہ اصل مقصد انسانی معاشرے کا ربط و استحکام ہے مثلاً سورۃ النساء کی آیت ۱۹ میں یہ ارشاد ہے کہ اگر تمہیں اس تعلق میں کراہت کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا ہے تو تمہارے صبر کی وجہ سے اللہ تعالیٰ اس میں خیر کے عنصر کو غالب کر دے گا۔ اگر یہ تعلق کسی سطح پر نہ چل سکے تو پھر انسانی معاشرے کی فلاح و بہبود کے لئے اسے توڑ دینا مناسب سمجھا لیکن یہ توڑنا بالکل ناگزیر حالات کے ساتھ مختص قرار دیا۔ قرآن و سنت میں ایسی واضح نصوص موجود ہیں جن سے پتہ چلتا ہے کہ طلاق اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک ناپسندیدہ بات ہے۔ احادیث کے کتاب الطلاق میں اس پہلو سے متعلق حضور کے بہت سے ارشادات موجود ہیں۔ یہاں ہم چند ایسی احادیث نقل

marfat.com

کرتے ہیں جن سے طلاق کی حیثیت واضح ہوتی ہے۔

عَنْ اَبِیْ عُمَرؓ اَنَّ النَّبِیَّ ﷺ قَالَ اَبْغَضُ الْحَلَالِ اِلَی اللّٰہِ الطَّلَاقُ

(مشکوۃ المصابیح کتاب الطلاق صفحہ ۲۸۳ طبع دھلی۔)

حضرت ابن عمر کہتے ہیں کہ حلال چیزوں میں سے اللہ کے نزدیک مبغوض ترین طلاق ہے۔

عَنْ مَعَاذٍ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ یَا مَعَاذُ مَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَحَبُّ اِلَیْہِ مِنَ الْعِتَاقِ وَلَا خَلَقَ اللّٰہُ شَیْئًا عَلٰی وَجْہِ الْاَرْضِ اَبْغَضُ اِلَیْہِ مِنَ الطَّلَاقِ (مشکوۃ المصابیح کتاب الطلاق صفحہ ۲۸٤)

معاذ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا اللہ نے روئے زمین پر کوئی شے نہیں پیدا کی جو اسے غلام آزاد کرنے سے زیادہ پسند ہو اور کوئی شے اس نے روئے زمین پر نہیں پیدا کی جو اسے طلاق سے زیادہ مبغوض ہو۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰہِ ﷺ اَیُّمَا اِمْرَاَۃٍ سَاَلَتْ زَوْجَھَا طَلَاقًا فِیْ غَیْرِ مَابَاْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْہِ رَائِحَۃُ الْجَنَّۃِ! (ابوداؤد، ترمذی، ابن ماجہ)

ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہر وہ عورت جس نے غیر ضروری طور پر اپنے خاوند سے طلاق طلب کی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

تَزَوَّجُوْا وَلَا تُطَلِّقُوْا فَاِنَّ اللّٰہَ لَا یُحِبُّ الذَّوَّاقِیْنَ وَالذَّوَّاقَاتِ۔

نکاح کرو اور طلاق نہ دو کیونکہ اللہ تعالیٰ مزہ چکھنے پھرنے والے مردوں اور عورتوں کو پسند نہیں کرتا۔

قرآن وسنت کے ارشادات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ نکاح ایک ایسا مقدس رشتہ ہے جسے قائم رکھنا چاہئے لیکن چونکہ اس کا مدار محض طبائع کے توافق اور تعاون پر ہے اس لئے انسانی فطرت کا تقاضا ہے کہ جہاں تعلق بوجھ بن رہا ہو اسے ختم کر دینا چاہیئے۔ اسلام کے سوا دوسرے مذاہب نے جو طریقہ ہائے کار اختیار کئے ہیں وہ فطرت کے خلاف تقریباً بغاوت ہے۔ مثلاً یہودیت میں مرد کو طلاق کے وسیع اختیارات دیئے گئے ہیں اور وہ بالکل معمولی

marfat.com

وجوہ کی بناء پر جب چاہے طلاق دے سکتا ہے۔ اس کے برعکس عورت کو کسی وقت بھی مطالبہ طلاق کے اختیارات نہیں۔ یہودیوں کے ہاں عورت کی مظلومیت ایک مذہبی حقیقت تھی۔ اس سے ملتی جلتی کیفیت اسلام سے پہلے دور جاہلیت کی تھی۔ اس دور میں طلاق مرد کے ہاتھ میں ایک کھلونا تھی جب چاہتا طلاق دیتا جب چاہتا رجوع کر لیتا اور اس طرح عورت کو معلق رکھ کر عذاب دیا جاتا۔ عیسائیت اور ہندومت میں رشتہ نکاح کو ناقابل انقطاع تصور کیا جاتا۔ مسیح کا قول ہے جسے خدا نے جوڑا بنایا اسے آدمی جدا نہ کرے۔ مسیحیت اس قول پر مدت تک عمل پیرا رہنے کے بعد اسے خیر باد کہہ چکی ہے اور اب جدید مسیحی معاشرے میں طلاق ایک معمولی بات بن کر رہ گئی ہے۔ جاہلیت جدیدہ بھی جاہلیت قدیمہ کا عکس ہے۔ اسلام نے ان غیر فطری طریقوں کی بجائے بڑا فطری طریق اختیار کیا ہے۔ وہ ایک طرف تو اس مقدس رشتے کی پختگی اور عظمت کا ذکر کرتا ہے کہ اسے آسانی سے توڑا نہیں جانا چاہیے لیکن دوسری طرف یہ اجازت بھی دیتا ہے کہ اگر مل کر رہنے میں حدود اللہ ٹوٹنے کے امکانات ہیں تو پھر جدا کر دینا ہی قرین مصلحت ہے طلاق کے بارے میں اصل چیز دین و اخلاق کی قدروں کی حفاظت ہے لیکن بعض اوقات طبائع اور شکل وصورت کا فرق بھی بنیاد بن جاتا ہے۔ اسلام نے حتی الامکان یہ کوشش کی ہے کہ طلاق صرف دینی و اخلاقی قدروں کی بنیاد پر ہو۔ طبائع کے فرق اور شکل وصورت کے اختلاف کو برداشت کرنے کا مشورہ دیا ہے اگرچہ کسی وقت یہ چیزیں بھی بنیاد بن سکتی ہیں اور اسلام نے اسے تسلیم کیا ہے۔ جیسا کہ ایک صحابی نے حضور ﷺ سے شکایت کی کہ میں طلاق دینا چاہتا ہوں تو حضور ﷺ نے اسے اجازت دے دی۔

عَنْ لَقِيطِ بْنِ صَبِرَةَ قَالَ قُلْتُ يَا رَسُولَ اللّٰهِ اِنَّ لِي اِمْرَأَةً فِي لِسَانِهَا شَيْءٌ يَعْنِي الْبَذَاءَ قَالَ طَلِّقْهَا قُلْتُ اَنَّ لِي مِنْهَا وَلَدًا وَلَهَا صُحْبَةٌ قَالَ فَمُرْهَا يَقُولُ عِظْهَا فَاِنْ يَكُ فِيهَا خَيْرٌ فَسَتَقْبَلُ وَلَا تَضْرِبْ ظَعِينَتَكَ ضَرْبَكَ اُمَيَّتَكَ

لقیط بن صبرہ کہتے ہیں میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بیوی بدزبان ہے آپ نے

marfat.com

فرمایا اسے طلاق دے دو میں نے عرض کیا حضور میرا اس سے ایک لڑکا ہے اور اس سے ایک تعلق بھی ہے آپ نے فرمایا اسے سمجھاؤ یعنی نصیحت کرو۔ اگر اس میں خیر ہوئی تو وہ نصیحت قبول کرے گی اور اپنی بیوی کو ایسا نہ مارنا جیسا باندی کو مارا جاتا ہے۔

دور جاہلیت میں چونکہ طلاق کو ایک مذاق بنا لیا گیا تھا اس لئے نبی کریم نے اس کی اس حیثیت کو بھی واضح فرما دیا۔ مشکوٰۃ کے باب الخلع والطلاق میں حضرت ابو ہریرہ سے ایک حدیث مروی ہے جسے طلاق کے بارے میں اسلام کی پالیسی قرار دیا جا سکتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ اَنَّ رَسُوْلَ اللّٰهِ قَالَ ثَلَاثٌ جِدُّهُنَّ جِدٌّ وَهَزْلُهُنَّ جِدٌّ: اَلطَّلَاقُ وَالنِّكَاحُ وَالرَّجْعَةُ (رواہ الترمذی)

حضرت ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا تین باتیں ہیں جن میں حقیقت بھی حقیقت ہے اور مذاق بھی حقیقت: طلاق، نکاح اور رجوع۔

اسلام نے طلاق کی حد متعین کر کے واضح طور پر کہہ دیا کہ ایک آدمی تین سے زائد طلاقیں نہیں دے سکتا اور اگر کبھی تین طلاقیں دیں تو رفاقت سے ہمیشہ کے لئے محروم کر دیا جائے گا اور پھر کسی حیلہ بازی کی اجازت نہیں ہوگی۔

شرائط طلاق:

احادیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ طلاق کے لئے اور شرائط بھی ہیں مثلاً عقل، بلوغ، اختیار، نکاح وغیرہ کا ثبوت مندرجہ ذیل احادیث سے ہوتا ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ كُلُّ طَلَاقٍ جَائِزٌ اِلَّا طَلَاقُ الْمَعْتُوْهِ وَالْمَغْلُوْبِ عَلٰى عَقْلِهٖ۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا ہر طلاق جائز ہے سوائے مدہوش اور اس آدمی کی طلاق کے جس کی عقل پر غلبہ ہے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ رُفِعَ الْقَلَمُ عَنْ ثَلَاثَةٍ: عَنِ النَّائِمِ حَتّٰى یَسْتَیْقِظَ عَنِ الصَّبِیِّ حَتّٰى یَبْلُغَ عَنِ الْمَعْتُوْهِ حَتّٰى یَعْقِلَ

marfat.com

حضرت عائشہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا: تین آدمیوں سے مؤاخذہ نہیں: سونے والے سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہو۔ بچے سے تا آنکہ وہ بالغ ہو۔ مغلوب العقل سے حتیٰ کہ وہ ہوش میں آئے۔

عَنْ عَائِشَةَ قَالَتْ سَمِعْتُ رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُ لَا طَلَاقَ وَلَاعِتَاقَ فِیْ اِغْلَاقٍ قِیْلَ مَعْنَی الْاَغْلَاقِ الْاِكْرَاهُ

عائشہ کہتی ہیں میں نے رسول اللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ اغلاق کی حالت میں طلاق اور عتاق نہیں اور اغلاق کے معنی اکراہ کے ہیں۔

اسلام کے قانون طلاق میں خوبی یہ ہے کہ اس نے سختی اور نرمی کے درمیان حد اعتدال اختیار کر لی ہے۔ اگر ہم اعتدال کو چھوڑ کر کوئی اور طریقہ اختیار کریں گے تو اسلامی روح مجروح ہوگی۔

مسئلہ طلاق ثلاثہ:

نکاح سے عورت شوہر کی پابند ہو جاتی ہے۔ اس پابندی کے اٹھا دینے کا نام طلاق ہے۔ طلاق کے لیے کچھ الفاظ مقرر ہیں جو بہار شریعت ''حصہ ہشتم میں دیکھنے چاہئے۔ اس وقت صرف ایک مسئلہ ایک دم تین طلاق دینا'' ہدیہ قارئین کیا جاتا ہے۔ آج کل یہ وبا عام ہوگئی ہے کہ ذرا ذرا سی بات پر، معمولی جھگڑے پر یا ایسے ہی شک وشبہ کی بنا پر ایک دم تین طلاق دے دی جاتی ہیں اور بعد میں ندامت، پشیمانی اور سخت پریشانی لاحق ہوتی ہے پھر علماء کے پاس مارے مارے پھرتے ہیں اور ہر طرح سچ جھوٹ بول کر کوشش کرتے ہیں کہ کسی طرح رجوع کی صورت پیدا ہو جائے اور آج کل کے بعض ظاہر بین اور ماڈرن قسم کے ''مولانا'' یہ کہہ کر رجوع بھی کروا دیتے ہیں کہ ایک دم تین طلاق دینے سے ایک ہی طلاق پڑتی ہے اور اس سلسلے میں بہت سی باتیں سننے میں آتی ہیں، مثلاً عورتیں کہتی ہیں کہ غصہ میں طلاق نہیں ہوتی کیونکہ غصہ حرام ہوتا ہے۔ بعض کہتی ہیں کہ کوئی کچا دھاگا تھوڑا ہے جو صرف طلاق کہہ دینے سے ٹوٹ جائے گا بعض کہتی ہیں کہ جب تک عورت قبول نہ کرے طلاق

marfat.com

نہیں پڑتی وغیرہ وغیرہ۔ لہٰذا مناسب معلوم ہوا کہ اس مسئلہ کو مختصر طور پر لکھ دیا جائے تا کہ مخلوق خدا اور امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوۃ والسلام کو فائدہ ہو اور لوگ طلاق میں جلد بازی سے اجتناب کریں اور بہت سی برائیوں اور پریشانیوں سے بچ جائیں وما توفیقی الا باللہ۔

طلاق دینا جائز ہے مگر بلا وجہ شرعی ممنوع ہے حضور ﷺ فرماتے ہیں

مَا اَحَلَّ اللّٰهُ شَيْئًا اَبْغَضُ اِلَيْهِ مِنَ الطَّلَاقِ (ابوداود۔ ابن ماجه دارقطني)

کہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک حلال چیزوں میں سب سے زیادہ ناپسندیدہ طلاق ہے۔

حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اَيُّمَا امْرَاَةٍ سَاَلَتْ زَوْجُهَا الطَّلَاقَ مِنْ غَيْرِ بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَيْهَا رَائِحَةُ الْجَنَّةِ

(دارمي شريف ۲ ص ۸۵)

جو کوئی عورت اپنے شوہر سے بلا وجہ طلاق مانگے اس پر جنت کی بو بھی حرام ہے۔

طلاق دینے کا بہتر اور سنت طریقہ یہ ہے کہ ہر طہر میں ایک طلاق دی جائے اور تین طہر میں پوری کی جائیں یعنی ہر ماہ عورت جب حیض سے پاک ہو تو صحبت سے پہلے ایک طلاق دے۔ پھر دوسرے ماہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو صحبت سے پہلے دوسری طلاق دے اسی طرح تیسرے ماہ جب عورت حیض سے پاک ہو تو قبل از صحبت تیسری طلاق دے۔ اس میں حکمت یہ ہے کہ اس عرصہ میں شوہر کو اپنے فیصلہ پر بار بار غور کرنے کا موقع ملے گا اور وہ اپنے فیصلہ کو واپس لینا چاہے گا تو واپس لے لے گا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے لا تدری لعل اللہ یحدث بعد ذالک امرا (طلاق۔۱) (کہ اے طلاق دینے والے) تجھے معلوم نہیں کہ شاید اللہ (ایک یا دو) طلاق کے بعد کوئی نئی صورت پیدا فرمادے۔ یعنی اللہ تعالیٰ شوہر کے دل میں بغض کی جگہ محبت اور نفرت کی جگہ رغبت پیدا فرمادے اور پھر دونوں میں صلح اور ملاپ ہو جائے فرمایا:

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَلَا تَعْضُلُوْهُنَّ اَنْ يَّنْكِحْنَ اَزْوَاجَهُنَّ اِذَا تَرَاضَوْا بَيْنَهُمْ بِالْمَعْرُوْفِ ط (البقره ۲۳۲)

اور جب تم طلاق دو عورتوں کو پھر وہ پوری کر چکیں اپنی عدت کو تو نہ روکو ان کو کہ وہ نکاح

marfat.com

کرلیں اپنے خاوندوں سے جبکہ دونوں آپس میں رضامند ہو جائیں مناسب طریقہ سے۔

وَاِذَا طَلَّقْتُمُ النِّسَآءَ فَبَلَغْنَ اَجَلَهُنَّ فَاَمْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۪ وَلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ؕ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا (البقرہ ۲۳۱)

اور جب تم طلاق دو عورتوں کو تو وہ اپنی عدت پوری کر چکیں تو انہیں روک لو بھلائی کے ساتھ یا انہیں چھوڑ دو بھلائی کے ساتھ اور نہ روکو انہیں تکلیف دینے کی غرض سے تاکہ زیادتی کرو اور جو کوئی ایسا کرے گا تو بیشک وہ اپنی جان پر ظلم کرے گا اور اللہ کی آیتوں کو مذاق نہ بناؤ۔

ان دونوں آیتوں میں طلاق سے مراد وہی طلاق ہے جس کے بعد رجوع ہوسکتا ہے ایسی طلاق کو رجعی طلاق کہتے ہیں رجعی طلاق میں عدت کے اندر رجوع ہوسکتا ہے اور عدت گزر جانے کے بعد دوبارہ نکاح ہوسکتا ہے بشرطیکہ دونوں اپنا گھر بسانے کے لیے رضامند ہوں اور اگر آپس میں رضامندی نہ ہو تو عمدگی اور شائستگی سے علیحدگی اختیار کرلیں اور اگر عورت رضامند نہ ہو تو عدت گزرنے کے بعد اس کو پہلے شوہر کے ساتھ نکاح کرنے پر مجبور نہیں کیا جاسکتا وہ خوشی سے کسی دوسرے شخص کے ساتھ نکاح کرسکتی ہے۔ پہلا شوہر اس پر جبر نہیں کر سکتا اور اگر کوئی زیادتی کرتے ہوئے بغرض تکلیف اس کو روکے تو اس کو ظلم قرار دیا گیا ہے۔

اَلطَّلَاقُ مَرَّتٰنِ ۪ فَاِمْسَاكٌۢ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ تَسْرِيْحٌۢ بِاِحْسَانٍ ؕ (البقرہ ۲۲۹)

طلاق (رجعی) دو بار تک ہے پھر روک لینا ہے بھلائی کے ساتھ (رجعت کرکے) یا چھوڑ دینا ہے احسان کے ساتھ یعنی رجعت نہ کرے اور عورت عدت گزار کر بائنہ ہو جائے۔

اس آیت میں کتنی صراحت ہے کہ وہ طلاق جس کے بعد رجعت ہوسکے کل دوبار تک ہے۔ ایک یا دو طلاق تک تو اختیار دیا گیا ہے کہ عدت کے اندر شوہر چاہے تو عورت کو پھر دستور کے مطابق رکھ لے یا بھلائی کے ساتھ چھوڑ دے۔ عدت کے بعد رجعت کا حق باقی نہیں رہتا ہاں اگر دونوں راضی ہوں تو دوبارہ نکاح کرسکتے ہیں اور اگر تیسری بار طلاق دے دے تو پھر ان دونوں میں نکاح نہیں ہوسکتا۔ جب تک عورت کسی اور شخص سے نکاح کر کے

marfat.com

صحبت کے بعد طلاق نہ لے جس کو حلالہ کہتے ہیں چنانچہ فرمایا:

فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا تَحِلُّ لَهٗ مِنْۢ بَعْدُ حَتّٰى تَنْكِحَ زَوْجًا غَيْرَهٗ ؕ فَاِنْ طَلَّقَهَا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يَّتَرَاجَعَآ اِنْ ظَنَّآ اَنْ يُّقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ ؕ وَ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ يُبَيِّنُهَا لِقَوْمٍ يَّعْلَمُوْنَ (البقرہ ۲۳۰)

''(دوبارہ طلاق دینے کے بعد) پھر اگر (تیسری بار) اپنی عورت کو طلاق دے تو اب وہ اس کے لئے حلال نہ ہوگی جب تک وہ کسی اور خاوند کے ساتھ نکاح نہ کرے پھر اگر وہ دوسرا خاوند اس کو طلاق دے دے تو ان دونوں پر کچھ گناہ نہیں کہ پھر آپس میں مل جائیں اگر سمجھتے ہوں کہ دونوں اللہ کی حدوں کو قائم رکھ سکیں گے اور یہ اللہ کی مقررہ کردہ حدیں ہیں جن کو بیان کرتا ہے ان لوگوں کے لیے جو علم و دانش رکھتے ہیں۔''

ثابت ہوا کہ تین طلاق کے بعد عورت حلال نہیں رہتی البتہ اگر دونوں کو یقین و گمان ہو کہ دونوں حدود اللہ کو خلوص کے ساتھ قائم رکھ سکیں گے تو حلالہ کے بعد دونوں پھر مل سکتے ہیں۔

رجعت:

رجعت یہ ہے کہ جس عورت کو ایک یا دو طلاق دی ہوں اس کو عدت کے اندر اسی پہلے نکاح پر باقی رکھنا۔ رجعت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ کسی لفظ سے رجعت کرے مثلاً میں نے تجھ سے رجعت کی یا اپنی زوجہ سے رجعت کی یا تجھ کو واپس لیا وغیرہ اور رجعت پر دو عادل شخصوں کو گواہ کرے یا فعل سے رجعت کرے مثلاً اس سے صحبت کرے یا بوسہ لے یا گلے لگا لے۔ پھر بھی گواہوں کے سامنے کہے کہ میں نے اپنی بیوی سے رجعت کر لی ہے۔

حلالہ:

حلالہ یہ ہے کہ مطلقہ ثلاثہ عورت عدت پوری کرنے کے بعد کسی اور شخص سے نکاح صحیح کرے اور یہ شخص اس عورت سے صحبت بھی کرے۔ پھر اس شخص کی طلاق یا موت کے بعد عورت عدت پوری کر کے شوہر اوّل سے نکاح کر سکتی ہے۔ خود کسی دوست کو عارضی طور پر مجبور اراضی کر کے حلالہ نکلوا لینا ہرگز درست نہیں ہے۔

marfat.com

ف: اگر عورت مدخولہ نہیں ہے تو پہلے شوہر کے طلاق دینے کے بعد فوراً دوسرے سے نکاح کر سکتی ہے۔ اس کے لیے عدت نہیں ہے۔ (کتب فقہ)

ایک دم تین طلاق مت دیں:

اگر کوئی شخص اپنی بیوی کو ایک دم تین طلاقیں دے دے یعنی یوں کہے، تجھے تین طلاق یا تین طلاقیں۔ یا یوں کہے تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے تجھے طلاق ہے یا یوں کہے تجھے طلاق ہے، طلاق ہے، طلاق ہے، ان صورتوں میں طلاقیں تین ہی واقع ہوں گی اور اس کی عورت ہمیشہ کے لیے اس پر حرام ہو جائے گی۔ اس پر اکثر صحابہ کرامؓ ائمہ اربعہ حضرت امام اعظم امام ابوحنیفہ۔ امام شافعی۔ امام مالک۔ امام احمد رضی اللہ عنہم اور جمہور علمائے سلف و خلف کا اجماع واتفاق ہے۔

اس میں شبہ نہیں کہ ایک دم تین طلاق دینا بہت ہی بڑا اور سخت جرم ہے ایسا کرنا نہیں چاہیے لیکن اگر کوئی حماقت اور غلطی سے بر طریقہ خلاف سنت ایک دم ہی تین طلاقیں دے دے تو بلاشبہ اس نے بہت برا کیا مگر طلاقیں بہرحال واقع ہو جائیں گی۔ اور اس طرح طلاق دینے والا گنہگار بلکہ ظالم ہے۔ چنانچہ فرمایا:

وَمَنْ یَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰہِ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَہٗ (طلاق)

یعنی جو کوئی اللہ کی حدیں توڑے یعنی ایک دم تین طلاق دے دے تو بے شک اس نے اپنی جان پر ظلم کیا۔ کیونکہ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ انسان ایک دم تین طلاق دے کر بعد میں سخت نادم پریشان ہوتا ہے اور پھر ناجائز اور غلط طریقے اختیار کرتا ہے۔ اس آیت میں نہ فرمایا کہ ایک دم تین طلاق دینے والے کی واقع نہ ہوگی بلکہ فرمایا ایسا کرنے والا ظالم ہے اگر اس سے ایک ہی واقع ہوتی تو وہ ظالم کیسے ہوتا۔

احادیث:

حضور ﷺ کے سامنے ایک دم تین طلاقیں دی گئیں اور آپ نے ان کو جائز رکھا:

ملاحظہ ہو:

marfat.com

۱۔ حضرت محمود بن لبید؄ فرماتے ہیں:

اَخْبَرَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَ سَلَّمَ عَنْ رَجُلٍ طَلَّقَ اِمْرَاَتَہٗ ثَلَاثَ تَطْلِیْقَاتٍ جَمِیْعًا فَقَامَ غَضْبَانًا ثُمَّ قَالَ اَیُلْعَبُ بِکِتَابِ اللّٰہِ وَاَنَا بَیْنَ اَظْھُرِکُمْ حَتّٰی قَامَ رَجُلٌ وَ قَالَ یَا رَسُوْلَ اللّٰہِ اَلَا اَقْتُلُہٗ۔

(نسائی شریف باب الطلاق الثلاث المجوعہ ٦ ص١٤٢ مصری)

''کہ رسول ﷺ کو ایک آدمی کے متعلق خبر دی گئی جس نے اپنی بیوی کو اکٹھی تین طلاقیں دیں تو آپ غضبناک حالت میں کھڑے ہو گئے اور فرمایا کیا اللہ کی کتاب سے مذاق کیا جا رہا ہے حالانکہ میں تمہارے اندر موجود ہوں۔ یہاں تک کہ ایک آدمی کھڑا ہوا اور اس نے کہا یا رسول اللہ! کیا میں اس کو قتل نہ کر دوں؟''

اس حدیث شریف سے ثابت ہوا کہ ایک دم تین طلاق دے دی جائیں تو واقع ہو جاتی ہیں۔

خلع کے معنی:

عورت کو طلاق لینے کا قانونی حق ہونا۔ خلع لغوی طور پر ازالہ کے معنوں میں استعمال ہوتا ہے۔ لسان العرب میں ہے۔

خَلَعَ الرَّجُلُ ثَوْبَہٗ خُلْعًا اَزَالَہٗ عَنْ بَدَنِہٖ وَ نَزَعَہٗ عَنْہُ۔

آدمی نے اپنے کپڑے اتارے۔ اپنے بدن سے ہٹائے اور اتارے خلع اصطلاحاً اس ترک تعلق کو کہتے ہیں جو عورت اپنے مطالبے سے مرد سے حاصل کر لیتی ہے گویا خلع ایک قسم کی طلاق ہے لیکن اس میں مرد کے اختیار کی بجائے عورت کا مطالبہ پایا جاتا ہے اسلام سے پہلے طلاق مرد کا ہتھیار تھا جسے جب چاہتا استعمال کر لیتا اسلام نے پہلے تو اس کے اس اختیار کو چند شرائط سے مقید کر دیا پھر مرد کی گرفت کو مزید نرم کرنے کے لئے یہ قدم اٹھایا کہ عورت کو بعض حالات میں اجازت دی کہ وہ طلاق کا مطالبہ کرے اور اگر وہ اپنے مطالبے میں حق بجانب ہو تو حکمین کے ذریعے یا عدالت کی سطح پر وہ طلاق حاصل کر سکتی ہے۔ بعض فقہاء نے خلع کی تعریف میں یہ بات کہی ہے کہ اگر قطع تعلق عوض کے بغیر ہو تو طلاق ہے اور جب کبھی اس میں عوض دینے کا معاملہ آ جائے تو وہ خلع ہو جائے گا۔ خلع کے بارے میں بنیادی

marfat.com

بات قرآن پاک کی یہ آیت ہے۔

وَلَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَاْخُذُوْا مِمَّا اٰتَيْتُمُوْهُنَّ شَيْـًٔا اِلَّآ اَنْ يَّخَافَآ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا يُقِيْمَا حُدُوْدَ اللّٰهِ فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَا فِيْمَا افْتَدَتْ بِهٖ تِلْكَ حُدُوْدُ اللّٰهِ فَلَا تَعْتَدُوْهَا وَمَنْ يَّتَعَدَّ حُدُوْدَ اللّٰهِ فَاُولٰٓئِكَ هُمُ الظّٰلِمُوْنَ۔

اور تمہارے لئے یہ بات جائز نہیں کہ جو (مہر) تم ان کو دے چکے ہو واپس لے لو مگر یہ کہ میاں بیوی دونوں کو احتمال ہو کہ اللہ تعالیٰ کے ضابطوں کو قائم نہیں رکھ سکیں گے تو اگر تم لوگوں کو یہ احتمال ہو کہ وہ دونوں ضوابط خداوندی کو قائم نہ کر سکیں۔ گے تو دونوں پر کوئی گناہ نہیں ہوگا اس (مال کے لئے دینے میں) جس کو دے کر عورت اپنی جان چھڑا لے۔ یہ خدائی ضابطے ہیں تو تم ان سے باہر مت نکلنا اور جو شخص خدائی ضابطوں سے بالکل باہر نکل جائے تو ایسے ہی لوگ اپنا نقصان کرنے والے ہیں۔ (۱۔لسان العرب ج ۸ صفحہ ۷۶ طبع بیروت ۔۲۔البقرہ:۲۲۹)

اسلام میں نکاح کا اصل مقصود معاشرتی سکون اور مودت و رحمت ہے لہٰذا جب سکون اور مودت و رحمت ختم ہونے لگے تو طلاق کو گوارا کیا جا سکتا ہے۔ اسی طرح خلع کا قبول کرنا بھی ناگزیر ہو جاتا ہے بلکہ بعض اوقات تو اس کا قائم رکھنا نہایت ضروری ہوتا ہے خلع میں بنیادی حیثیت عورت کی صوابدید کی ہے اگر وہ کسی شخص کے ساتھ نہیں رہنا چاہتی تو اسے اختیار ہے کہ وہ علیحدہ ہو جائے البتہ اس بات کا لحاظ رکھا گیا ہے کہ اگر وہ نجات حاصل کرنا چاہے تو اسے کچھ قربانی کرنا پڑے گی۔ اور وہ یہ کہ مہر کی جو رقم اس کے شوہر نے اسے دے رکھی ہے وہ اسے واپس کر دے اور طلاق لے لے۔ اوّل تو یہ معاملہ گھریلو سطح پر طے ہو جانا چاہئے لیکن اگر یہاں فیصلہ نہ ہو تو عورت عدالت کے ذریعے طلاق حاصل کر سکتی ہے اور اس پر کسی قسم کی پابندی نہیں۔ قرآن کے اسی حکم کے پیش نظر حضور اور صحابہ کرام کے عہد میں کئی ایک مقدمات پیش ہوئے جن کا ذکر احادیث اور تفسیر کی کتابوں میں موجود ہے گو اس فیصلے کو اسلامی معاشرتی استحکام کے لئے ضروری قرار دیا لیکن اس کے لئے ایک اخلاقی اصول پہلے بیان فرما دیا کہ بغیر

marfat.com

وجہ طلاق طلب کرنا اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک ناپسندیدہ بات ہے یہ اسی طرح کا اصول ہے جو پہلے طلاق کے بارے میں بیان کیا جا چکا ہے۔

عَنْ ثَوْبَانَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَیُّمَا امْرَأَةٍ سَأَلَتْ زَوْجَهَا فِیْ غَیْرِ مَا بَأْسٍ فَحَرَامٌ عَلَیْهِ رَائِحَةُ الْجَنَّةِ!

ثوبان سے روایت ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا کہ ہر وہ عورت جس نے بلا ضرورت اپنے خاوند سے طلاق طلب کی اس پر جنت کی خوشبو حرام ہے۔

عَنْ اَبِیْ هُرَیْرَةَ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَلْمُنْتَزِعَاتُ وَالْمُخْتَلِعَاتُ هُنَّ الْمُنَافِقَاتُ

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ علیحدگی چاہنے والی اور خلع حاصل کرنے والی عورتیں ہی منافق ہیں۔

ابنِ جریر نے وہ تمام روایات نقل کی ہیں جن میں حضور اور صحابہ کرام کے عہد میں پیش آنے والے خلع کے واقعات کا ذکر ہے۔

عَنِ ابْنِ عَبَّاسٍ اَنَّ امْرَأَةَ ثَابِتَ بْنِ قَیْسٍ أَتَتِ النَّبِیَّ ﷺ فَقَالَتْ یَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مَا أَعْتَبُ عَلَیْهِ فِیْ خُلُقٍ وَلَا دِیْنٍ وَلٰکِنْ أَکْرَهُ الْکُفْرَ فِی الْإِسْلَامِ فَقَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ أَتَرُدِّیْنَ عَلَیْهِ حَدِیْقَتَهُ؟ قَالَتْ نَعَمْ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ ﷺ اَقْبَلِ الْحَدِیْقَةَ وَ طَلِّقْهَا تَطْلِیْقَةً۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ ثابت بن قیس کی بیوی نے نبی ﷺ کے پاس آ کر عرض کی۔ یا رسول اللہ میں اس کے خُلق و دین پر کوئی حرف گیری نہیں کرتی لیکن میں اسلام میں کفر کو پسند نہیں کرتی ہو رسول اللہ نے فرمایا کہ تم اس کا باغیچہ لوٹا دو گی؟ اس نے کہا ہاں! حضور نے فرمایا باغیچہ لے لو اور اسے طلاق دے دو۔

۱۔ مشکوۃ المصابیح باب الخلع والطلاق صفحہ: ۲۸۳

۲۔ امام ترمذی نے حضرت ثوبان سے یہ روایت یوں نقل کی ہے: عن ثوبان مولی رسول الله قال المختلعات هن المنافقات باب ماجاء فی المختلعات صفحہ ۱۶۲ ج ۳۔

۳۔ مشکوۃ المصابیح باب الخلع والطلاق صفحہ ۲۸۳۔ بخاری باب الخلع صفحہ ۱۹۵ ج ۳

marfat.com

عَنْ نَافِعٍ عَنْ مَوْلَاةٍ لِصَفِيَّةَ بِنْتِ أَبِي عُبَيْدٍ أَنَّهَا اخْتَلَعَتْ مِنْ زَوْجِهَا بِكُلِّ شَيْءٍ لَهَا فَلَمْ يُنْكِرْ ذٰلِكَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عُمَرَ۔ ا

نافع نے صفیہ بنت ابی عبید کی باندی سے روایت کیا ہے کہ اس نے اپنے خاوند سے تمام مال کے بدلے میں جو اس کے پاس تھا خلع لیا اور عبداللہ بن عمر نے اسے ناپسند نہیں کیا۔

كَانَ ابْنُ عَبَّاسٍ يَقُوْلُ اَنَّ اَوَّلَ خُلْعٍ كَانَ فِي الْإِسْلَامِ أُخْتَ عَبْدِ اللّٰهِ بْنِ أُبَيٍّ اَنَّهَا اَتَتْ رَسُوْلَ اللّٰهِ ﷺ فَقَالَتْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ لَا يَجْمَعُ رَأْسِي وَرَأْسَهُ شَيْءٌ اَبَدًا اِنِّي رَفَعْتُ جَانِبَ الْخِبَاءِ فَرَأَيْتُهُ اَقْبَلَ فِي عِدَّةٍ فَاِذَا هُوَ اَشَدُّهُمْ سَوَادًا وَ اَقْصَرُهُمْ قَامَةً وَ اَقْبَحُهُمْ وَجْهًا قَالَ زَوْجُهَا يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ اِنِّي اَعْطَيْتُهَا اَفْضَلَ مَالِي حَدِيْقَةً فَاِنْ رَدَّتْ عَلَيَّ حَدِيْقَتِي قَالَ مَا تَقُوْلِيْنَ قَالَتْ نَعَمْ وَاِنْ شَاءَ زِدْتُّهُ قَالَ فَفَرَّقَ بَيْنَهُمَا۔

ابن عباس کہا کرتے تھے کہ پہلا خلع جو اسلام میں پیش آیا وہ عبداللہ بن ابی کی بہن کا تھا وہ رسول اللہ کے پاس آئی اور کہنے لگی یارسول اللہ اس کے اور میرے سر کو کہیں کوئی چیز جمع نہیں کرسکتی میں نے اپنے گھونگھٹ کے پلو کو اٹھایا تو دیکھا کہ وہ اپنے چند دوستوں میں آ رہا تھا کیا دیکھتی ہوں کہ وہ ان میں سب سے زیادہ کالا سب سے زیادہ کوتاہ قامت۔ اور سب سے زیادہ بدصورت ہے اس کے خاوند نے کہا یارسول اللہ میں نے اسے اپنا بہترین باغ دیا اگر وہ مجھے باغیچہ واپس کردے تو ٹھیک ہے آپ نے فرمایا تمہاری کیا رائے ہے؟ اس عورت نے کہا ہاں اگر وہ چاہے تو میں کچھ اضافہ کرسکتی ہوں ابن عباس کہتے ہیں کہ حضور نے ان دونوں کے درمیان تفریق کردی۔

اسی طرح کا ایک اور واقعہ حبیبہ بنت سہل الانصاریہ کا ہے۔ وہ ایک دن صبح سویرے ہی آنجناب کے راستے میں کھڑی تھیں آپ کے سوال پر اس نے کہا کہ میں اپنے خاوند کے ساتھ رہنا نہیں چاہتی نبی کریم نے ثابت بن قیس کو بلا کر پوچھا اور فیصلہ اس امر پر ہوا کہ حبیبہ کے پاس اس کے خاوند کا دیا ہوا جو کچھ بھی ہے وہ اسے واپس کردے۔

ا۔ امام مالک الموطا ایضاً صفحہ ۲۸۳ ۲۔ ابن جریر۔

marfat.com

خلع کے دو واقعات حضرت عمر اور حضرت عثمان کے عہد میں بھی پیش آئے ان میں سے حضرت عمر کے عہد کے واقعہ کی شدت کا اندازہ اس سے ہو سکتا ہے کہ آپ نے خلع طلب کرنے والی عورت کو ایک باڑے میں بند کر دیا اور صبح اس خاتون سے اس کا حال پوچھا گیا تو بولی: میرے لئے یہ رات ان تمام راتوں سے زیادہ آرام دہ ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر نے خلع کا فیصلہ کر دیا۔

اس آیت اور احادیث سے خلع کے بارے میں مندرجہ ذیل امور مستنبط ہوتے ہیں۔

۱۔ خلع اس وقت ہوگا جب حدود اللہ ٹوٹنے کا اندیشہ ہو۔ ازدواجی زندگی میں حدود اللہ سے مراد مروت و احسان کے پیش نظر حقوق و فرائض کا خیال ہے۔ اگر حقوق و فرائض میں خیانت کا اندیشہ ہو یا مقاصد ازدواج ہی فوت ہو رہے ہوں تو خلع ضروری ہے۔

۲۔ خلع کے لئے عورت کی طرف سے فقط نفرت اور اظہار ناپسندیدگی ہی کافی ہے البتہ عورت کی اس نفرت کو دور کرنے کی کوئی تدبیر کر کے اسے خوش گوار تعلقات پر آمادہ کیا جا سکتا ہے مگر صرف اخلاقی حدود کے اندر رہ کر پند و نصیحت سے، اور اگر وہ آمادہ نہ ہو تو اسے مجبور نہیں کیا جا سکتا اور اس کا آمادہ نہ ہونا ہی خلع کے لئے کافی ہے۔

۳۔ خلع کے مطالبہ میں عورت کے سوا باہر کی کوئی شخصیت بھی فیصلہ کن حیثیت نہیں رکھتی کہ وہ اپنی صوابدید پر عورت کے مطالبہ کو ناجائز قرار دے قانونی طور پر عورت اپنے مطالبے میں اگر طبیعت کی ناپسندیدگی کے سوا اور کوئی سبب بھی نہ پیش کر سکے تو بھی وہ حق بجانب ہے کیونکہ اس کی نفسیات کا اندازہ اس کے سوا اور کوئی نہیں کر سکتا۔

۴۔ عورت کو کچھ مال بطور فدیہ دینا چاہیئے اور مرد کے لئے اس کا لینا جائز ہے جب نشوز عورت کی طرف سے ہو اور اگر نشوز مرد کی طرف سے ہو تو جمہور کے نزدیک

marfat.com

اس کا لینا درست نہیں۔ ابن عباس، طاؤس، عطا، حسن اور دیگر تابعین وفقہاء کی یہی رائے ہے۔ امام اوزاعی کا تو یہ مسلک ہے کہ اگر نشوز مرد کی طرف سے ہو تو اسے فدیہ واپس کرنا پڑے گا۔ صحابہ میں سے بعض حضرات کی یہ رائے ہے کہ مرد اپنے دیئے ہوئے سے زائد بھی لے سکتا ہے لیکن جمہور صحابہ کا مسلک یہی ہے کہ اسے زائد نہیں لینا چاہیئے۔ ابن جریر نے حضرت علی، عطاء بن رباح، شعبی، زہری اور امام ابوحنیفہ وغیرہ کی یہی رائے نقل کی ہے۔

۵۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ارشاد کے مطابق اس کی حیثیت طلاق بائنہ کی ہے اور اس کی عدت طلاق کی عدت ہو گی، حضرت عمر، علی، ابن مسعود، ابن عمر، سعید ابن مسیب، امام مالک اور امام ابوحنیفہ کی یہی رائے ہے لیکن بعض دوسرے حضرات کے نزدیک یہ ایک مستقل معاملہ ہے اس لئے اس کی عدت صرف ایک ماہ ہو گی۔ ابن عباس، عثمان بن عفان، ابن عمر، احمد

اسلام اور تعدد ازدواج

جب اللہ تبارک و تعالیٰ نے محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو عرب میں مبعوث فرمایا اور حضور انور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی شریعتِ مطہرہ و منزہ نے زنا کو باطل فرما دیا۔ اور ہر اس چیز کو غلط قرار دے دیا جو نکاحوں کی اقسام وانواع اور امثلہ کے ذیل میں آتا تھا اور ہر اس بات کو جو عورت کی تعداد کئی ہونے پر مشتمل تھی۔ مثلاً عورت کا ساز و سامان ہونا یا اس کا بطور حیوانِ مملوک استعمال ہونا۔ چنانچہ تعدد ازدواجات کو مطلق حرام قرار نہیں دیا گیا اور نہ ہی مردوں کو اس بات کی کھلی چھٹی دی گئی کہ وہ جو کچھ عورتوں کی تعداد اور تعدد میں مبالغہ چاہیں کرتے رہیں۔ اور نہ ہی عورتوں کو مظلوم و مقہور چھوڑا گیا۔ بلکہ نکاح کو ایسی تعداد سے مقید فرما دیا جس کے بارے میں نسل کی مصلحت اور حکمت کا اقتضاء اور معاشرے کی حالت تھی۔ نیز جیسے مرد کے موافق اور مطابق مردوں کی طاقت و استعداد تھی۔ چنانچہ شریعتِ مطہرہ نے حکم فرمایا کہ مرد چار عورتوں سے زیادہ سے شادی نہ کرے۔

marfat.com

نیز اس کی جملہ شرائط میں سے ایک شرط یہ بھی ہے کہ مرد کو عورتوں پر خرچ اور نفقہ کی قدرت حاصل ہو۔ اور میاں بیوی عدل وانصاف، یا خاوند ایک سے زائد بیویوں میں عدل و انصاف رکھ سکے۔ تا کہ حسبِ امکان وقدرت عورتوں پر کیے جانے والے اس ظلم وستم کو روکا جا سکے۔ جوان پر قبل از اسلام روا رکھا جاتا تھا۔

تاہم اکثر و بیشتر یوں ہوتا ہے کہ اسلام کا دیندار، شریعتِ اسلامیہ کی تعلیمات کو مضبوطی سے تھامنے والا اور شرعی حدود کو جاننے سمجھنے والا صرف ایک ہی بیوی اور زوجہ پر اکتفا کرتا ہے۔ تاہم اگر اس کو ظلم وستم کا اندیشہ نہ ہو تو ضرورت کے پیش نظر وہ ایک سے زائد شادیاں بھی کر سکتا ہے۔

اللہ تبارک وتعالیٰ نے سورۃ النساء میں ارشاد فرمایا ہے:

وَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تُقْسِطُوْا فِی الْیَتٰمٰی فَانْکِحُوْا مَا طَابَ لَکُمْ مِّنَ النِّسَآءِ مَثْنٰی وَ ثُلٰثَ وَرُبٰعَ فَاِنْ خِفْتُمْ اَلَّا تَعْدِلُوْا فَوَاحِدَۃً اَوْ مَامَلَکَتْ اَیْمَانُکُمْ ذٰلِکَ اَدْنٰی اَلَّا تَعُوْلُوْا۔ (پ ۴، سورۃ النساء آیت ۳)

ترجمہ: ''اگر تمہیں اندیشہ ہو کہ یتیم لڑکیوں میں انصاف نہ کرو گے۔ تو نکاح میں لاؤ جو عورتیں تمہیں خوش آئیں دو دو اور تین تین اور چار چار۔ پھر اگر ڈرو کہ دو بیویوں کو برابر نہ رکھ سکو گے تو ایک ہی کرو یا کنیزیں جن کے تم مالک ہو۔ یہ اس سے زیادہ قریب ہے کہ تم ظلم سے نہ ہو۔''

عول کا مطلب ظلم ہے۔ یعنی ایک ہی عورت پر اقتصار کرنا یا ایک ہی ملک یمین رکھنا وسائل کے قریب تر ہے تاکہ تم جور و ظلم میں نہ جا پڑو اور تعدد زوجات سے ظلم مانع اس شخص کے لیے ہے جس کے بارے میں خدشہ اور اندیشہ ہو کہ وہ اس ظلم و زیادتی کا ارتکاب کرے گا۔

پس قرآن مجید کی مذکورہ بالا آیات شریفہ اس بات پر دلیل ہے کہ تعدد ازواج حرام ہے خصوصاً ایسے شخص کے لیے جس کو یہ خوف ہو کہ متعدد بیویاں ہونے کی وجہ سے کسی ایک بیوی اور زوجہ پر ظلم ہو گا اور یہ ان میں سے کسی ایک بیوی کے ساتھ نسبتاً زیادہ محبت رکھے گا اور ایک بیوی کو دوسری کسی بیوی پر فضیلت دے گا۔ اگر خاوند کا ارادہ ہی ایک عورت سے

marfat.com

جانبداری اور ظلم وستم کے سلوک کا ہو تو اس طرح اس پر دوسری بیوی بدرجہ اولیٰ حرام اور ناجائز ہوگی۔ مثلاً اس کا یہ ارادہ ہو کہ وہ اس کو ناپسند کرنے کی وجہ سے نقصان پہنچائے گا۔

فضیلۃ الشیخ محمد علی الصابونی" اپنی تفسیر" "آیات الاحکام" میں ارشاد فرماتے ہیں:

"وہ حقیقت جو ہر انسان کو جاننی چاہیے، یہ ہے کہ متعدد بیویوں اور ازواج کی اجازت دے کر اسلام نے اپنی مایہ ناز اور قابل فخر خوبیوں میں سے ایک خوبی اور مایہ ناز نعمت عطا فرمائی ہے۔ کیونکہ اسلام نے انسان کی وہ سخت اور زبردست مشکل حل فرما دی ہے۔ جس کا سامنا اور مقابلہ آج کے اقوام وملل اور موجودہ معاشروں کو ہے۔ پس اسلام کے حکم کی جانب رجوع کے سوا اس کا کوئی متبادل حل نہیں ہے اور اس کے سوا کوئی چارہ کار نہیں، کہ ہم اسلامی نظام پر مضبوطی سے کاربند اور عمل پیرا ہوں۔"

بعض اوقات ایسے زبردست اور سخت اسباب سے دوچار ہونا پڑتا ہے جن سے تعدد ازواج کی ضرورت لابدی ہو جاتی ہے مثلاً بیوی کا بانجھ ہونا، بیوی کا کسی مرض لاعلاج میں مبتلا ہونا وغیرہ۔ جس سے اس کے خاوند کو بہرحال ایک قلعہ میں محصور اور مقید نہیں کیا جاسکتا۔

اس کے علاوہ بھی دیگر اسباب ہیں جن کا اس وقت میں ذکر نہیں کرنا چاہتا۔ تاہم ہم ایک اہم اور لازمی نقطے کی جانب اشارہ کرتے ہیں جس کو آدمی بساطت وآسانی سے سمجھ سکتا ہے۔

اسلام میں معاشرہ اور اس کی نظر میں ایک میزان کی طرح ہے جس میں اعتدال اور توازن واجب ولازمی ہے اور توازن واعتدال کی محافظت کے لیے یہ لازمی ہے کہ مردوں اور عورتوں کی تعداد یکساں ہو۔ اگر مردوں کی تعداد عورتوں کی تعداد سے بڑھ جائے یا اس کے برعکس تو ہم اس مشکل اور سخت آزمائش کو کس طرح حل کریں۔ اگر توازن الٹ پلٹ ہو کر رہ جائے تو ہم کیا کریں؟ یا مثلاً ہم اس وقت کیا کریں جب عورتوں کی تعداد مردوں کی تعداد سے دوگنی اور کئی گنا اضافی ہو جائے۔

تو کیا ہم عورت کو زوجیت وشادی کی نعمت سے محروم کر دیں؟ اس کو ماں نہ بننے دیں؟ کیا ہم عورتوں کو اس طرح چھوڑ دیں کہ وہ فاحشہ اور رذیل طریقہ پر گامزن ہوتی رہے۔

marfat.com

جیسا کہ یورپ میں عورتوں کی تعداد کے زیادہ ہونے کے وقت آخری جنگِ عظیم کے خاتمے کے بعد پیش آیا۔

یا ہم اس مشکل اور سخت چیلنج کو شریف فاضل طریقوں سے حل کریں جس سے ہم عورت کی بزرگی اور کرامت کی حفاظت و دفاع کریں۔ خاندان کی طہارت اور پاکیزگی کا بچاؤ کریں اور معاشرے کی سلامتی کا اہتمام کریں۔

عاقل کے نزدیک ان میں سے اکرم وافضل کونسا طریقہ ہے؟ کیا یہ کہ عورت کو ایک مقدس اور پاک بندھن میں باندھ دیا جائے جس میں وہ دوسری عورت کے ساتھ مل جائے۔ وہ ایک ہی مرد کی حمایت اور حفاظت میں ہوں۔ اور یہ سبھی کچھ انتہائی پاکیزہ شرعی طریقے سے ہو یا ہم عورت اور خاتون کو خیانتی بد دیانت ومعشوقہ بنا دیں۔ اس شخص کے لیے جو گناہ کرنے پر تلا ہوا ہو اور اس طرح ایک مرد وعورت کے مابین گناہ وجرم کا گھناؤنا تعلق قائم ہو جائے؟

یورپ میں عیسائیت نے اس گناہ کو اختیار کیا ہے۔ جس کا دین تعدد ازواج کو حرام قرار دیتا ہے لیکن اس نے اس میں خیر اور بھلائی نہ پائی، سوائے اس کے جسے اسلام نے پسند اور اختیار فرمایا۔ اسلام نے تعدد ازواج کو مباح قرار دیا۔ تاکہ وہ مسیحی عورتوں کی طرح زنا اور جائز و حرام امور سے مجتنب رہے اور ان نتائج سے بچی رہے۔ جو انتہائی مہلک، مضر اور خطرناک ہیں اور اس سے آگے ان ناجائز بچوں کا مسئلہ ہے جن کی تعداد لاتعد ولاتحصی ہے۔

یورپ کی ایک پروفیسر کا کھلا اعتراف:

یورپ کی ایک یونیورسٹی کی پروفیسر لکھتی ہیں:

''عورت کی مشکل کا حل، جو یورپ میں پریشان اور دکھی ہے اسی میں ہے کہ تعدد ازواج کو مباح قرار دے دیا جائے۔ میں خود اس بات کو ترجیح دیتی ہوں کہ میں ایک شخص کی دس بیویوں میں سے ایک ہوں۔ مگر وہ ایک کامیاب وصحیح کردار کا خاوند ہو۔ تاہم میں ایک ایسے شخص کی بیوی بننا ناپسند کروں گی جو بدکار و بدکردار ہو۔ اور یہ صرف اور فقط میری ایک عورت کی رائے نہیں، بلکہ سارے یورپ کی رائے ہے''

marfat.com

۱۹۴۸ء کے سال میں نوجوانوں کی یورپی عالمی تنظیم نے میونخ (جرمنی) میں تعدد ازواج کو مباح قرار دیا۔ یہ اس مشکل اور کٹھن مرحلے کا حل تھا کہ عورتیں زیادہ اور مرد کم ہیں۔ اور ایسا دوسری عالمی جنگ کے بعد واقعی پیش آیا۔

تاہم اسلام نے اس مشکل کو انتہائی پاکیزہ اور بہترین طریقے سے حل فرمایا ہے اور ایسا ٹھیک اس وقت ہوا جب عیسائیت دلدل میں پھنس کر ہاتھ جوڑ کر کھڑی ہوگی۔ جس کا وہ نہ تو اظہار کر سکتی تھی اور نہ ہی اس فیصلے کو واپس لینا پسند کرتی، تو پھر کیا اسلام کے لیے اس مشکل ظاہرہ کے حل کے لیے بہت بڑی فضیلت نہیں، جس کا حل دیگر اقوام وملل کے ہاں نہیں۔ اور اس کی مثال ملنی مشکل ہے جن کا مذہب و دین اسلام نہیں۔

باری مقرر کرنا:

اسلام جہاں تعدّ دازواج کی اجازت دیتا ہے۔ وہاں وہ مرد کو چند چیزوں کا پابند بھی بنا دیتا ہے۔ وہ مرد کو حکم دیتا ہے کہ وہ تمام عورتوں کو رہائش خوراک لباس اور تعلقات میں برابر رکھے۔ کسی کو بھی دوسری پر ترجیح نہ دے۔ جیسا کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ''جس کی دو بیویاں ہوں۔ اور وہ ان میں انصاف نہ کرے تو قیامت کے دن ایسے آئے گا کہ اس کی ایک جانب جھکی ہوئی ہوگی۔'' باری مقرر کرنے میں انصاف سے کام لے۔ اس کے باوجود دل میں کسی ایک کی محبت کا زیادہ ہونا اندرونی معاملہ ہے۔ جس پر کوئی پکڑ نہیں۔ لیکن پھر بھی اللہ تعالیٰ سے استغفار کرتا رہے۔

باری مقرر کرنے میں مرد کو اختیار ہے کہ وہ ایک دن کی باری مقرر کرے یا تین دن کی بلکہ ایک ایک ہفتہ کی بھی مقرر کر سکتا ہے (درمختار وغیرہ)

مسئلہ: سفر کو جانے میں باری نہیں بلکہ شوہر کو اختیار ہے جسے چاہے اپنے ساتھ لے جائے لیکن بہتر یہ ہے کہ قرعہ ڈالے جس کے نام کا قرعہ نکلے اسے لے جائے اور سفر سے واپسی کے بعد اور عورتوں کو یہ حق نہیں کہ اس کا مطالبہ کریں کہ جتنے دن سفر میں رہا اتنے ہی دنوں ان باقیوں کے پاس بھی رہے۔ بلکہ اب سے باری مقرر ہوگی۔ سفر سے مراد شرعی سفر ہے

marfat.com

جس کا بیان نماز میں گزرا۔ عرف میں پردیس میں رہنے کو بھی سفر کہتے ہیں یہ مراد نہیں (جوہرہ و بہار) مسئلہ: عورت کو اختیار ہے کہ اپنی باری سوت کو ہبہ کردے اور ہبہ کرنے کے بعد واپس لینا چاہے تو لے سکتی ہے (ہدایہ و جوہرہ وغیرہ) مسئلہ: وطی اور بوسہ ہر قسم کا تمتع سب عورتوں کے ساتھ یکساں کرنا مستحب ہے واجب نہیں۔ (فتح القدیر و بہار)

حقوق زوجین:

میاں بیوی کے حق کا بیان: میاں بیوی میں نا اتفاقی اور جھگڑے کی اصل وجہ ایک دوسرے کے حق کو ادا نہ کرنا ہے۔ قرآن مجید میں جس طرح یہ حکم آیا کہ اَلرِّجَالُ قَوَّامُوْنَ عَلَی النِّسَآءِ جس سے مردوں کی بڑائی ظاہر ہوتی ہے اسی طرح یہ بھی فرمایا کہ عَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ جس کا صاف مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے ساتھ اچھی معاشرت کرو۔ لہٰذا اگر ہر ایک دوسرے کے سب حق پوری طرح سے ادا کرے تو دین دنیا کی تمام خرابیوں اور آپس کے جھگڑے فساد سے بچ جائے اور زندگی آرام سے گزرے۔ یہاں ہم چند حدیثیں لکھتے ہیں تاکہ ہر ایک کے حقوق معلوم ہو جائیں۔

مرد کا عورت پر حق:

حضرت رسول اللہ ﷺ نے فرمایا عورت پر سب آدمیوں سے زیادہ حق اس کے شوہر کا ہے اور مرد پر اس کی ماں کا (حاکم) اور فرمایا کہ اگر میں خدا کے سوا کسی اور کو سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو عورت کو حکم دیتا کہ شوہر کو سجدہ کرے۔ خدا کی قسم عورت اپنے رب کا حق ادا نہ کرے گی جب تک شوہر کے کل حق ادا نہ کرے۔ (احمد و ابن ماجہ وغیرہ) اور فرمایا شوہر نے عورت کو بلایا عورت نے انکار کر دیا اور شوہر نے غصہ میں رات گزاری تو صبح تک اس عورت پر فرشتے لعنت بھیجتے رہتے ہیں اور دوسری روایت میں ہے کہ جب تک شوہر اس سے راضی نہ ہو اللہ تعالیٰ اس عورت سے ناراض رہتا ہے۔ (بخاری و مسلم) اور فرمایا کہ شوہر کا حق عورت پر یہ ہے کہ اپنے نفس کو اس سے نہ روکے اور سوا فرض کے کسی دن بلا اس کی اجازت کے روزہ نہ رکھے۔ اگر رکھ لیا تو گنہگار ہوئی۔ بلا شوہر کی اجازت کے عورت کا کوئی عمل قبول

marfat.com

نہیں اگر عورت نے بلا اجازت کر لیا تو شوہر کو ثواب ہے عورت پر گناہ بغیر اجازت اس کے گھر سے نہ جائے اگر ایسا کیا تو جب تک توبہ نہ کرے اللہ و فرشتے اس پر لعنت کرتے ہیں عرض کی گئی کہ چاہے شوہر ظالم ہی ہو فرمایا چاہے ظالم ہی ہو (ابوداؤد طیالسی وابن عساکر) اور فرمایا کہ جو عورت اس حال میں مری کہ شوہر راضی تھا وہ جنت میں داخل ہوگی۔ (ترمذی)

مسئلہ: ہر مباح چیز جس سے شوہر منع کرے عورت پر اس کا ماننا واجب ہے۔ (ہندیہ ردالمختار) مسئلہ: شوہر بناؤ سنگھار کو کہتا ہے یہ نہیں کرتی یا وہ اپنے پاس بلاتا ہے اور یہ نہیں آتی اس صورت میں عورت کو مارنے کا بھی حق ہے اور اگر نماز نہیں پڑھتی تو طلاق دینی جائز ہے چاہے مہر دینے پر قادر نہ ہو۔ (ہندیہ و بہار)

مسئلہ: عورت کو مسئلہ پوچھنے کی ضرورت ہو تو اگر شوہر عالم ہو تو اس سے پوچھ لے اور عالم نہیں تو اس سے کہے کہ وہ پوچھ آئے اور ان صورتوں میں عورت کو خود عالم کے یہاں جانے کی اجازت نہیں اور یہ صورتیں نہ ہوں تو جا سکتی ہے (ہندیہ و بہار) مسئلہ: عورت کا باپ اپاہج ہے اور اس کا کوئی نگران نہیں تو عورت اس کی خدمت کے لئے جا سکتی ہے چاہے شوہر منع کرتا ہو تب بھی جا سکتی ہے (ہندیہ و بہار)

عورت کا حق مرد پر:

مہر۔ روٹی، کپڑا اور دوسری ضروری باتوں کے علاوہ عورتوں سے اچھی طرح پیش آنا بھی مردوں کے ذمے ہے۔ ذرا ذرا سی بات پر مارنا، گالی دینا، یا غصہ کرنا بیجا سختی کرنا منع ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا تم میں اچھے وہ لوگ ہیں جو عورتوں سے اچھی طرح پیش آئیں اور فرمایا مسلمان مرد مومنہ عورت کو مبغوض نہ رکھے اگر اس کی ایک عادت بری معلوم ہوتی ہے دوسری پسند ہوگی یعنی سب عادتیں خراب نہ ہوں گی جبکہ اچھی بری ہر قسم کی باتیں ہوں گی تو مرد کو نہ چاہیئے کہ خراب ہی عادت کو دیکھتا رہے۔ بلکہ بری عادت سے چشم پوشی کرے اور اچھی عادت کی طرف نظر کرے (مسلم و مرقات وغیرہ) اور فرمایا کوئی شخص اپنی عورت کو نہ مارے جیسے غلام کو مارتا ہے۔ پھر دوسرے وقت اس سے مجامعت کرے گا۔

marfat.com

شادی کی رسوم:

شادی میں طرح طرح کی رسمیں برتی جاتی ہیں ہر ملک میں نئی رسم۔ ہر قوم اور خاندان کا الگ رواج جو رسمیں ہمارے ملک میں ہوتی ہیں ان میں سے کچھ کا بیان کیا جاتا ہے۔ رسم کی بنیاد چلن اور رواج پر ہے۔ یہ کوئی نہیں سمجھتا کہ شرعاً واجب یا سنت یا مستحب ہے اس لئے جب تک کسی رسم کی ممانعت شریعت سے ثابت نہ ہو اس وقت تک اسے حرام و ناجائز نہیں۔ (ہر رسم ناجائز نہیں) کہہ سکتے کھینچ تان کر ممنوع قرار دینا زیادتی ہے مگر یہ ضرور ہے کہ رسوم کی پابندی اسی حد تک کرسکتا ہے کہ کسی حرام فعل میں مبتلا نہ ہو۔ کچھ لوگ رسموں کی اتنی پابندی کرتے ہیں کہ ناجائز فعل کرنا پڑے تو پڑے مگر رسم نہ چھوڑے جیسے لڑکی جوان ہے اور رسموں کے ادا کرنے کے لئے روپیہ نہیں تو یہ نہ کریں گے کہ رسمیں چھوڑ دیں اور نکاح کر دیں کہ بوجھ اترے اور بے آبروئی کا ڈر جاتا رہے اب رسموں کو پورا کرنے کے لئے بھیک مانگتے طرح طرح کی فکر کرتے ہیں اس خیال میں کہیں سے مل جائے تو شادی کریں برسیں گزار دیتے ہیں اور بہت سی خرابیاں پیدا ہو جاتی ہیں۔ بعض آدمی قرض لے کر رسوم ادا کرتے ہیں اور یہ خیال نہیں کرتے کہ جس طرح سود لینا حرام ہے اسی طرح سود دینا بھی حرام ہے۔ حدیث میں دونوں پر لعنت آئی۔ اللہ و رسول کی لعنت کے سزاوار ہوتے ہیں مگر رسم چھوڑنا گوارا نہیں کرتے پھر اگر کچھ جگہ زمین ہے تو وہ بھی سودی قرضہ میں غائب ہوگئی اور کھانے بیٹھنے کا بھی ٹھکانہ نہ رہا ایسے ہی فضول خرچیوں کی وجہ سے مسلمانوں کی جائیدادیں تباہ ہوگئیں اس لیے دین دنیا کا آرام اسی میں ہے کہ آدمی فضول خرچی سے بچے۔ اکثر جاہلوں میں رواج ہے کہ محلہ یا رشتہ کی عورتیں جمع ہوتی ہیں گاتی بجاتی ہیں۔ یہ حرام ہے کہ اولاً ڈھول بجانا ہی حرام پھر عورتوں کا گانا اس سے بڑھ کر۔ عورتوں کی آواز نامحرموں کو پہنچنا اور وہ بھی گانے کی وہ بھی عشق و محبت کے گیت۔ جو عورتیں اپنے گھروں میں چلا کر بات کرنا اچھا نہیں سمجھتیں گھر سے باہر آواز جانے کو برا جانتی ہیں ایسے موقع پر وہ بھی شریک ہو جاتی ہیں گویا ان کے نزدیک گانا کوئی عیب ہی نہیں کتنی ہی دور آواز جائے کوئی حرج نہیں۔ پھر

marfat.com

ایسے گانے میں جوان کنواری لڑکیاں بھی ہوتی ہیں ان کا ایسے گیت گانا یا سننا ضرور ان کے دل میں برے خیالات پیدا کرے گا دبے جوش کو ابھارے گا اور اخلاق وشرافت پر اس کا برا اثر پڑے گا۔ یہ باتیں ایسی نہیں جن کے سمجھانے کی ضرورت ہو۔ آج مردوں اور عورتوں کے بد چلن ہونے کی سب سے بڑی وجہ عشقیہ مضامین کا پڑھنا ہے۔ (جیسے ناول اور افسانے) یا عشق ومحبت کے تماشے کھیل دیکھنا ہے۔ (جیسے تھیٹر سینما) اسی سلسلہ میں رتجگا بھی کہ رات بھر گاتی ہیں اور گلگلے پکتے ہیں صبح کو مسجد میں طاق بھرنے جاتی ہیں یہ بہت سی خرافات پر مشتمل ہے نیاز گھر میں بھی ہوسکتی ہے۔ گلگلے کے سوا ہر کھانے پر ہوسکتی ہے اور اگر مسجد ہی میں ہو تو مرد لے جاسکتے ہیں عورتوں کی کیا ضرورت پھر اگر اس رسم کے ادا کرنے کے لئے عورت ہی ہونا ضرور ہو تو اس جھگڑے کی کیا حاجت۔ پھر جوانوں اور کنواریوں کی اس میں شرکت اور نامحرم کے سامنے جانے کی جرات کس قدر حماقت ہے۔ پھر بعض جگہ یہ بھی دیکھا گیا کہ اس رسم کے ادا کرنے کے لئے چلتی ہیں تو وہی گانا بجانا ساتھ ہوتا ہے اسی شان سے مسجد تک پہنچتی ہیں۔ ہاتھ میں ایک چوکھ ہوتا ہے یہ سب ناجائز۔ جب صبح ہوگئی چراغ کی کیا ضرورت اور چراغ کی حاجت ہے تو مٹی کا۔ ضروری ہے؟ یہ سب خرافات ہیں اللہ تعالیٰ ہمیں ان سے بچائے آمین۔

عورت کا معاشرتی مقام

تاریخ انسانی اور تاریخ مذاہب کے مطالعہ کے بعد یہ چیز خوب اچھی طرح واضح ہوجاتی ہے کہ اسلام آیا تو عورت کو اس کا انسانی معاشرے میں صحیح اور مثالی مقام حاصل ہوا اسلام نے عورت کو انسانی معاشرے، قبیلے وخاندان میں ایک اہم اساس اور بنیادی مرتبے سے نوازا ہے معاشرے میں عورت کو ماں، بہن، بیوی اور بیٹی کی حیثیتوں سے عزت کے رشتوں سے متعارف کروایا اور اس کے علاوہ اسلامی معاشرے میں ہر جگہ پر عورت کی بحیثیت عورت عزت واحترام۔ عفت وعصمت اور پاکدامنی کی حفاظت کا مکمل انتظام فرمایا۔ دین اسلام کی رو سے انسانی معاشرے کی مثالی تعمیر کے لئے عورت کا کردار اتنا واضح، مناسب اور جدید دور کے علمی وعملی تقاضوں کے مطابق ایسا

marfat.com

معیاری ہے کہ جسے کسی منفی اندازِ فکر اور پراپیگنڈہ کے زور سے جھٹلایا اور نظر انداز نہیں کیا جاسکتا۔

عورت کے حقوق کا تحفظ:

اسلام وہ واحد مکمل دین ہے جس نے انسانیت کو عورت کے اصل مقام سے آگاہ فرمایا اور عورت کے شخصی، خاندانی اور معاشرتی حقوق کا نہ صرف تعین فرمایا بلکہ ان کے قانونی تحفظ کی ضمانت بھی عطا فرمائی ورنہ اسلام سے پہلے معاشروں میں اور آج کے جدید مغربی معاشرے میں بھی عورت کو ایک کھلونے کی طرح حقیر شئی سمجھا جاتا ہے اور ہر طرف حقوقِ نسواں کا نعرہ بلند ہو رہا ہے مگر اسی مغرب کی ٹھکرائی ہوئی عورت کو جب اسلام کی ٹھنڈی چھاؤں سے کہیں سکون مل جائے تو وہ اعلان کرتی ہے کہ مجھے میرا صحیح مقام اور میرے معاشرتی حقوق مل گئے ہیں۔

مغربی عورت کو حقوق کیسے مل گئے؟:

مغربی معاشرے سے اس حقیقت کا اعتراف کرنے والی عورتوں کی اب کمی نہیں رہی جنھوں نے اعلان کر دیا کہ ہمیں صرف اسلام نے عورت کے تمام حقوق عطا فرمائے ہیں صرف حوالے کے طور پر ایک نومسلم بہن جس کا نام آنجیلا تھا اور اب عائشہ ہے حوالہ پیش خدمت ہے جو یونانی آرتھوڈکس عیسائی گھرانے میں پیدا ہوئی جس کی نشو و نما عقیدہ تثلیث پر ہوئی مگر وہ خود کہتی ہیں کہ مجھے اس عقیدہ پر یقین نہیں تھا اور نہ ہی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو اللہ کا بیٹا تسلیم کرنے کے لئے میرا دماغ تیار تھا میرے اندر عیسائیت کے بہت سے عقائد کے متعلق شکوک و شبہات پیدا ہونے لگے تھے مثلاً اگر حضرت عیسیٰ علیہ السلام اللہ کے بیٹے ہیں تو اللہ نے انہیں سولی سے محفوظ کیوں نہیں رکھا؟ انجیل کے مطالعہ کے دوران میں نے محسوس کیا کہ اس میں آپس میں بہت تعارض ہے وغیرہ ایک سوال کے جواب میں اسلام کے بنیادی اصولوں کے متعلق فرماتی ہیں کہ ''جن بنیادی اصولوں نے مجھے اسلام پر مضبوط کر دیا وہ یہ ہیں کہ اسلام نے عورت کو ماں، بہن، بیوی کی حیثیت سے بہت عزت عطا فرمائی ہے اس چیز نے مجھے بہت متاثر کیا اور اسلام نے عورت کے لئے بے شمار حقوق دیئے ہیں جیسے حق وراثت (جو والدین کے مال سے، شوہر کے مال سے، اولاد اور بیٹوں کے مال سے اور قریبی خونی رشتہ داروں کے

marfat.com

مال سے قانونی طور پر حق ملتا ہے) حق ملکیت، شادی کے بعد جائیداد سے اس کا حصہ محفوظ رہنا، عورت کے اخراجات کی تمام ذمہ داری والد اور شوہر پر ہے، اگرچہ عورت مالدار ہی کیوں نہ ہو اس کے برخلاف یورپ میں عورت کا تصور یہ ہے کہ وہ اپنا خرچ پورا کرنے کے لئے گھر میں بھی اور باہر بھی کام کرنے پر مجبور ہے وہ کولہو کے بیل کی طرح کام کرنے پر مجبور ہے (گھر میں آرام اور فراغت کا کوئی تصور نہیں) تا کہ اپنا اور اہل وعیال کا خرچ چلا سکے یہی وہ تنہا حق مساوات ہے جو یورپ میں نافذ ہے یہی وجہ ہے کہ یورپ آزادی نسواں کا نعرہ بہت لگاتا ہے یہاں عورت کو مردوں کے برابر کام کرنے کا حق تو حاصل ہے لیکن مردوں کے مقابلے میں اس کا مرتبہ بہت کم ہے اگرچہ تعلیمی قابلیت میں وہ مردوں سے زیادہ ہی کیوں نہ ہو؟''

معاشرتی پاکدامنی اور عصمت کی حفاظت:

آج علمی وسائنسی ترقی کے باوجود ترقی یافتہ مغربی معاشروں میں عجیب ستم ظریفی اور معاشرتی فکری وتہذیبی پسماندگی کا منہ بولتا ثبوت ہے کہ مرد اور عورتیں قانونی طور پر ناجائز رشتے اور جنسی دوستیاں تو پیدا کر سکتے ہیں لیکن اگر ان ناجائز رشتوں کو مقدس نکاح کی مستقل قانونی جائز صورت دے دی جائے تو مغربی ذہن اسی تعلق کو پسماندگی، پرانی روایات اور دقیانوسیت کی علامت اور جہالت کا نام دے دیتا ہے یعنی مغربی معاشرے میں عورت کی پاکدامنی اور عفت وعصمت کی صفت کا پایا جانا اور پاکدامن رہنے کی کوئی گنجائش نہیں ہے کیا عورت کے مقدر میں ساری زندگی ہر شب رسواء ہونا لکھ دیا گیا ہے؟ اور ہر روز کسی نئے عارضی ساتھی کی تلاش میں ذلیل ہوتے پھرنا معاشرتی سزا قرار پائی ہے؟ کیا پاکدامنی کسی عورت کی شادی کے وقت اچھی بیوی ہونے کے لئے صفت ہونا عیب ہے؟ جیسے رومن کیتھولک عدالت طلاق کے جج سر ہربرٹ ولنگٹن کا ایک فیصلہ جو مارننگ نیوز کراچی میں چھپا اس میں ایک مکمل بیوی کی چودہ صفات گنوائی گئیں مگر پاکدامنی اور عفت وعصمت کو بیوی کی صفت قرار نہیں دیا گیا اور نہ ہی اسے ضروری سمجھا گویا یورپ میں رہنے والی عورتوں میں پاکدامنی کی خوبی نہ تو پائی جاتی ہے اور نہ بیوی ہونے کے لئے پاکدامن اور عصمت دار ہونا

marfat.com

ضروری ہے اور باقی تمام جنسی وصوری کششیں بیوی میں ہونی ضروری ہیں بقول سر ہربرٹ کے مکمل بیوی ہونے کے لئے یہ چودہ صفات مثلاً۔ صوری کشش، عقلمندی، محبت شعار، نرم خوئی، شفقت، خوش اطواری، تعاون کا جذبہ، صبر وتحمل، غور وفکر، بے غرضی، خندہ روئی، ایثار، کام کی لگن اور وفاداری، مگر کیا پاکدامنی اور عصمت شعاری کی مستقل طبیعت اور حیادار مزاج کے بغیر خالص محبت کرنے والی اور وفادار بیوی بنکر رہنا ممکن ہے؟ ہرگز نہیں''

اس پر یورپ کی ہی ایک مصنفہ مسز اینی بسانت (Annie Besant) کے قول کا حوالہ بہت مناسب ہوگا جوانہوں نے اپنی کتاب The life and teaching of Muhammad(PBUH) میں یورپ کی صورت حال کے مطابق بیان کیا ہے وہ کہتی ہیں کہ ''جب میں یورپ کے شہروں میں عورتوں کو ادھر ادھر بھٹکتے ہوئے دیکھتی ہوں تو میں سوچتی ہوں کہ اس زندگی سے کہیں بہتر یہ ہے کہ عورت قانوناً کسی کی دوسری بیوی ہو جائے اور اس کی گود میں حلالی بچہ ہو۔''

عورت کی معاشرتی کفالت کا نظام:

قرآن عظیم الشان سورہ بقرہ (۲:۲۲۸) میں اللہ تعالیٰ نے جو ارشاد فرمایا ہے کہ عورت اور مرد حقوق وفرائض میں مساوی حیثیت رکھتے ہیں مگر مردوں کو عورتوں پر ایک درجہ فضیلت عطا فرمائی گئی ہے اس راہنما اصول کے مطابق اسلام نے انسانی معاشرے میں انسانی فطرت اور نزاکت کا خاص لحاظ رکھا ہے اس حکم میں بھی عورت پر شفقت اور ہمدردی کا فطری حق اور تعاون کا منفی جذبہ شامل ہے اور اس انسانی شفقت کو معاشرتی ہمدردی کی قانونی شکل دینے کے لئے قرآن حکیم میں اللہ تعالیٰ نے عورت پر کھلا احسان کرنے کے لئے اعلان فرمایا جو سورۃ النساء (۴:۳۴) میں درج ہے کہ مردوں کو عورتوں کا مکمل کفیل اور ذمہ دار نگران بنایا ہے جس تصور کو یورپ میں غلط سمجھا گیا ہے اور غلط طریقے سے پھیلایا گیا ہے لیکن اگر اس لفظ کا علمی وادبی معنیٰ ومفہوم سمجھایا جائے تو نہ صرف حقیقی مفہوم سمجھ آسکتا ہے بلکہ اسلام کے عطا کردہ معاشرتی کفالتی نظام کی خوبیوں کو سمجھنا بھی آسان ہوجائے اس لفظ یعنی ''قوامون'' کا

marfat.com

انگلش میں ترجمہ Caretaket, Custodian, Guratdian and Supervisor ہے جس سے اچھی طرح روشن ہو رہا ہے۔ کہ مردوں کے قوام ہونے کا مطلب عورت کی حفاظت مکمل معاشی کفالت اور معاشرتی مشفقانہ نگہداشت ہے اور مرد کو عورت کا ذمہ دار نگران اور محافظ بنانا اس لیے بھی ضروری تھا کہ کسب معاش کی بنیادی اور بھاری ذمہ داری مرد ہی پر واجب ہے لہٰذا عورت کی نگرانی اور گھریلو ضروریات کی کفالت کا ذمہ دار بھی مرد کو ہی بنایا گیا ہے مگر دونوں کو خوشگوار زندگی گزارنے کے لئے ایک دوسرے کی رائے کا احترام کرنے اور باہمی مشورے سے خاندانی امور چلانے کی نصیحت کی گئی ہے مرد کو عورت کے ساتھ ہر حال میں نرم اور احسن طریقے سے سلوک کرنے کا مشورہ دیا گیا ہے اور عورت کو اپنے شفیق خاوند کی عزت واحترام کی حفاظت اور ہر حال میں فرمانبرداری کی تلقین کی گئی ہے البتہ اختلاف کی صورت میں فیصلے کا حق مرد کو دیا گیا ہے کیونکہ دنیا کا کوئی نظام اختیارات کی مناسب تقسیم کار اور فیصلہ کے لئے کسی ایک مختار کے بغیر نہیں چل سکتا جیسے ایک میان میں دو تلواریں اور ایک ملک میں دو بادشاہ اور ایک دفتر کے دو سربراہ نہیں رہ سکتے جب پورا معاشرہ ہی تقسیم اختیارات میں ان امتیازات کے بغیر نہیں چل سکتا تو گھر کس طرح اس کے نظام کے بغیر چل سکتا ہے؟ لہٰذا عورت کی مکمل معاشرتی کفالت کے تمام اندرونی و بیرونی انتظامات کا ذمہ دار مرد کو بنایا گیا ہے تاکہ عورت خاندان کی پرورش، تربیت اور مثالی نگہداشت انتہائی آرام سکون اور دلجمعی سے کر سکے اور کسی قسم کا خارجی امور کا بوجھ اس کے ذہن کو منتشر نہ کر سکے اور وہ معاشرے کو مثالی افراد کامل یکسوئی سے تیار کر کے دے سکے جس سے اس کا خاندان، والدین اور مثالی افراد کا معاشرہ احسان مند ہو سکے۔

عورت کی معاشرتی ذمہ داریوں کا دائرہ کار:

اسلام مثالی معاشرے کی تعمیر کے لئے عورت اور مرد دونوں کی انسانی صفات اور انفرادی خصوصیات کو پروان چڑھانے کے مساوی مواقع اختیار کرنے کی اجازت دیتا ہے تاکہ ہر کوئی اپنے اپنے دائرہ کار میں اپنے حدود واختیارات کے مطابق اپنی صلاحیتیں اور

marfat.com

جوہر کو منوا سکے جو اللہ تعالیٰ نے اس کی فطرت میں ودیعت فرمائی ہیں اس سلسلے میں اسلام عورتوں کو اپنی ذمہ داریاں اپنے دائرہ کار میں بہتر طریقے سے ادا کرنے کے لئے علمی، تربیتی، فنی، طبی اور ثقافتی سرگرمیوں میں حصہ لینے کی مکمل اجازت دیتا ہے اور طلب علم کو مردوں کی طرح عورتوں پر بھی فرض قرار دیتا ہے۔ اگر کہیں نظام میں نقص اور کمزوری ہے تو وہ نظام کا قصور ہے اسلام کا کوئی قصور نہیں ہے۔ اسی طرح عورت کو زندگی کی جائز سرگرمیوں میں حصہ لینے، خاندانی تعلقات کو خوشگوار اور مضبوط بنانے، عزیزوں اور ہمسائے محلہ داروں کے خاندانوں سے بہتر ہمدردانہ راہ ورسم استوار کرنے اور فرصت کے مطابق فلاحی اور تعمیری معاشرتی سرگرمیوں میں اپنا ہمدرانہ کردار ادا کرنے کی اجازت دیتا ہے مگر ان کاموں میں عورت کا مقام، معاشرتی حیثیت اور وقار مجروح نہ ہونے پائے عورت کو اخلاقی معیار سے گھٹیا سرگرمیوں اور آزادانہ نمائش اور تفریح وتشہیر کا ذریعہ نہ بنالیا جائے جو عورت کی فطرت اور بنیادی ذمہ داریوں سے غافل نہ کردے اور وہ ہیں انسانی نسل کی پرورش، ابتدائی پاکیزہ تعلیم وتربیت دینا، اولاد کے حواس اور بنیادی انسانی صلاحیتوں اور جوہر کی حفاظت کر کے انہیں اچھے فکر وشعور کے ساتھ پروان چڑھانا اور گھر کے ماحول کو خوشگوار بنانے کے لئے انتہائی حساس ذمہ داری کو ایثار اور مکمل حیاء داری سے پورا کرنا تاکہ اس گھر کے بچے اپنی شخصیت میں کامل اور عظیم انسان بن کر نکلیں اور اپنے خاوند کے شانہ بشانہ مکمل وفاداری، مکمل تعاون اور خاندان کی عزت وعصمت اور مال واولاد کی حفاظت کے لئے ہردم تیار اور ہوشیار رہنا ہے یہ عورت کی بنیادی ذمہ داری اور اصل فریضہ ہے اگر اس دائرہ عمل کے اندر آرام وسکون سے زندگی گزارنے اور بھرپور طریقے سے حسن معاشرت اختیار کرنے اور محبت وشفقت کا بھرپور مظاہرہ کر کے اسے خاوند کی خوشی حاصل ہوتی ہے تو اسے اس سے زیادہ معاشرتی ذمہ داریوں کی تکالیف اٹھانے کی کیا ضرورت ہے؟ اگر حلال رزق پر قناعت کر کے خاوند کو حرام پر مجبور نہ کرے اور صبر وشکر سے زندگی گزارے تو ایسی وفا شعار بیوی کے لئے معاشرے میں عزت وعظمت، خاوند کی بزرگی وخوشنودی اور آخرت میں اللہ

marfat.com

اوراس کے رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا وعدہ جنت ہے علاوہ ازیں خاندان کے بزرگوں اور والدین کا دل سے احترام کرنا، رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کا تعلق ہر حال میں قائم رکھنا، ہمسائے کے ساتھ عزت و اخلاق سے پیش آنا اور جائز ضروریات اور خوشی وغمی کا ساتھی ہونا، نوکر، ملازم اور یتیم وغریب خاندانوں اور افراد کے ساتھ احسان کرنا اور گھر آئے مہمانوں کی عزت وتکریم کرنا عورت کی معاشرتی ذمہ داریوں کا دائرہ کار ہے اس سے اوپر مزید عورت پر اسلام نے ذمہ داریوں کا بوجھ نہیں ڈالا کیونکہ ان ذمہ داریوں کو نبھانے کے ساتھ ساتھ وہ اپنی مذہبی ذمہ داریوں کو بھی پورا کرتی ہے اور دینی عبادات کا اہتمام کرتی ہے۔

عورت اور ملازمت:

اسلام کے علاوہ تمام مذاہب نے عورت کی معاشی حالت کو کمزور کیا اور اسے غلام بنا کر رکھا یورپ نے عورت کی معاشی حالت اور مجبوری کو بدلنے کے لئے عورت کو مرد کے مقابلے میں اپنے تمام اخراجات خود کمانے والا ایک فرد بنا دیا مگر اسلام عورت کی معاشی کفالت اور حقوق پورے کرنے کے لئے درمیانی راستہ عطا فرماتا ہے جو وراثت کے ذرائع، حق مہر اور والدین یا خاوند پر کفالت کی مکمل ذمہ داری ہے۔ علاوہ ازیں وہ گھر کی ذمہ داریوں کو اچھی طرح پورا کرنے کے بعد جو اس کی بنیادی ذمہ داری کے ساتھ ساتھ اگر کسی کاروبار یا تجارت میں رقم لگا کر محفوظ اور با اعتماد افراد کے ذریعے پردے کے ساتھ کمائی کرتی ہے یا خاندان کی غربت، خاوند کی بیماری یا کسی سرپرست کے نہ ہونے کی وجہ سے ملازمت کرنے پر مجبور ہو جائے تو سورۃ النساء (۴:۳۲) اور بخاری ومسلم کی اس حدیث کی رو سے مجبوراً عورت ملازمت کر سکتی ہے ارشاد نبوی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ہے کہ

قَدْ اَذِنَ اللّٰہُ لَکُنَّ نَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِکُنَّ (بخاری باب خروج النساء لسلم باب اباحت الخروج)

"اللہ تعالیٰ نے تم کو اجازت دی ہے کہ تم اپنی شدید ضروریات کی تکمیل کے لئے گھروں سے باہر نکل سکتی ہو۔"

لیکن اخلاقی قدروں کے محافظ خاندانوں، مردوں اور معاشروں کو چاہئے کہ صرف

marfat.com

معاشی واقتصادی فوائد اور پرکشش تجارت کے لئے عورت کو گھروں سے باہر نہ نکال لیں اس سے عورت اپنی فطرت، نازک وحساس طبیعت اور اصل نسلی نوکری بہتر پرورش کی ذمہ داری کو صحیح طور پر ادا کرنے سے محروم ہو جائے گی، جس سے نئی نسل اور پورے معاشرے کو نقصان پہنچنے کا یقینی خطرہ لاحق ہو جائے گا۔

عورت کی بنیادی معاشرتی حیثیت اور جدید ریسرچ

۱۔ برطانیہ میں لندن کے ایک ہیلتھ میگزین ''ٹاپ سینسٹے'' کے سروے کے مطابق یہ تحقیق سامنے آئی ہے کہ خواتین کی کل وقتی ملازمت کے ساتھ بچوں کی پرورش اور گھر کی دیکھ بھال کی وجہ سے برطانیہ میں خاندان کا تصور اب ٹوٹنے کے قریب ہے۔ اور 66% خواتین یہ سمجھتی ہیں کہ اگر والدین کل وقتی کام کریں تو بچے جذباتی طور پر متاثر ہوتے ہیں۔ اور 73% کا خیال یہ ہے کہ دونوں پارٹنرز کی کل وقتی ملازمت کے نتیجے میں علیحدگی کا امکان زیادہ ہوتا ہے اور صرف 4% ماؤں کی خواہش (وہ بھی مجبوراً) ہے کہ بچوں کے ساتھ وہ کل وقتی ملازمت کریں اس رسالے کی ایڈیٹر کا کہنا ہے کہ حکومت چاہتی ہے کہ زیادہ سے زیادہ خواتین کل وقتی ملازمت کریں (ملکی کاروبار میں دلچسپی، کشش اور تشہیر کا ذریعہ پیدا کرنے کے لئے) مگر سروے سے جدید تحقیق ظاہر کرتی ہے کہ یہ خواتین اور خصوصاً ماؤں کی خواہش نہیں۔

۲۔ اس سروے کے پیچھے کارفرما عناصر اور سوچ کو سمجھنے کے لئے ایک امریکن پروفیسر کی ریسرچ میں غور کریں امریکی ریاست اوٹاوہ کی بریگھم ینگ یونیورسٹی کے استاد اور ورلڈ فیملی پالیسی سنٹر کے ڈائریکٹر پروفیسر رچرڈ جی ولکنز ''عالمی معاشرے میں شادی اور خاندان کا کردار'' کے عنوان سے اپنے ایک مقالے میں گلوبلائزیشن کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ''اس عمل سے خواتین اور بچے جو متاثر ہو رہے ہیں وہ زیادہ اہمیت رکھتے ہیں۔ UNO مختلف عالمی کانفرنسوں

marfat.com

کے ذریعے شادی اور خاندان کے روایتی (ٹھوس مذہبی) تصورات کو ڈرامائی طریقے سے تبدیل کرنے کی کوشش کررہی ہے، جیسے قاہرہ کانفرنس برائے بہبود آبادی و ترقی اور بیجنگ کانفرنس برائے خواتین کا حوالہ دے کر کہا کہ یہ کام UNO اپنی مختلف ایجنسیوں جیسے IMF ورلڈ بینک، WHO, ILO اور یونیسف کے ذریعے لیتی ہے اور انہیں حکومتوں سے اپنی شرائط منوانے کے لئے طاقت مہیا کرتی ہے۔ اور یہ پیراپیگنڈہ پھیلا رہے ہیں کہ خاندان کا تصور فرسودہ اور ظالمانہ ہے، مخالف اور یکساں صنفوں کو جنسی تعلقات قائم کرنے کی مکمل آزادی ہونی چاہئے۔ ماں کی حیثیت سے عورت کی ذمہ داریوں کو کم کر دینا چاہئے۔ بچوں پر والدین کا کنٹرول کم کر دینا چاہئے، تمام فیصلوں کا اختیار والدین کے خلاف بچوں کو دینا چاہئے پروفیسر ولکنز لکھتے ہیں کہ اس کی وجہ سے شادی اور خاندان کے ادارے جڑ سے اکھڑتے ہوئے نظر آرہے ہیں"

۳۔ ڈاکٹر محمد امین مصری جنہوں نے کیمبرج یونیورسٹی برطانیہ سے P.hd کی ہے کہتے ہیں کہ وہاں علم نفسیات اور محکمہ سوشل ٹریننگ برطانیہ کے ماہرین ایک موضوع پر بحث و تحقیق کر رہے تھے کہ برطانوی عورت گھر سے باہر کام کے لئے نکل سکتی ہے یا نہیں؟ کیونکہ وہ اپنی معاشرتی خرابیوں کے اسباب پر کنٹرول کرنے کی فکر کر رہے تھے۔

۴۔ اسی طرح امریکہ سوشیالوجی کی ماہر پروفیسر ڈاکٹر ایڈالین کہتی ہے کہ "بلاشبہ بے شمار تجربات نے اس ضرورت اور اہمیت کو ثابت کر دیا ہے جس کے مطابق ماں کا گھر میں ہی رہنا لازمی اور ضروری ہے، قربان جاؤں نبی آخر الزماں ﷺ کے آپ ﷺ نے 1400 سال پہلے معاشرتی فلاح اور عورت کی معاشرتی حیثیت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا "لَنْ تزالَ العربُ بِخَیْرٍ مَّا مَنَعَتْ نِساؤُھَا (کشف الغمہ للشعرانی) عرب مسلمانوں کی بھلائی اس وقت تک ہی ہے جب تک اس کی عورتیں معاشرے کی آنکھوں سے محفوظ گھروں میں ہیں۔

marfat.com

اسلامی پردہ۔عورت کی معاشرتی شناخت اور حفاظت کا ضامن

اچھا معاشرہ اچھے افراد کے ذریعے وجود میں آتا ہے مگر کسی فرد کے وجود میں آنے سے لے کر اسے معاشرے کا مفید ترین اور مثالی جزو بنانے کے لئے اچھا خاندان ہی واحد اور بنیادی وسیلے اور ذریعے کی حیثیت رکھتا ہے۔لہٰذا انسانی معاشرے میں ہر وہ چیز جو خاندان کے مثالی تصور کو کمزور کرنے، اس کے سکون کو خراب کرنے اور اس کے محبت وشفقت بھرے نظم وضبط میں فساد پیدا کرنے کا سبب ہو وہ نہ صرف خاندان بلکہ تمام افراد اور سارے معاشرے کی دشمن ہے پھر اگر ہم خاندان کے تصور پر غور کریں تو ہر خاندان کی اخلاقی سرحدوں اور عزت وناموس کی محافظ اور مرکزی کردار عورت ہے لہٰذا اگر کسی معاشرے میں عورت کی عزت وناموس اور عورت ہی محفوظ نہیں تو وہاں یقینی طور پر پورا معاشرتی نظام ٹوٹ پھوٹ اور انتشار وفسادات کا شکار ہو جائے گا۔ پھر اگر ہم مزید عورت، خاندان اور معاشرے کے حقیقی سکون کی تباہی اور خاندانی باہمی اعتماد اور محبتوں میں فساد اور بداعتمادی پیدا کرنے والے اسباب میں غور کریں تو ہم بہت جلد اس نتیجے پر پہنچ جائیں گے کہ با اعتماد خاندان کی محبتوں میں فساد پیدا کرنے والا سب سے ابتدائی اور بنیادی سبب شیطانی خواہشات سے لبریز نظریں ہیں جو تمام معاشرتی برائیوں کا مقدمہ اور تمام گناہوں کا دروازہ ثابت ہوتی ہیں اور ایسی شیطانی نظروں کی آوارگی اور بے جا استعمال کی وجہ سے شرمگاہوں، عزتوں اور خاندانی بندھنوں کی حفاظت خطرے میں پڑ جاتی ہے لہٰذا جس طرح قانونی طور پر یہ بات مسلمہ ہے کہ گناہ کی طرح گناہ کی دعوت دینا اور گناہ میں مدد کرنا بھی گناہ کے دائرے میں شامل ہے خواہ بالواسطہ ہو یا بلاواسطہ ہو آج اسی اصول کے تحت ہر وہ چیز اور ہر وہ عمل جس کی وجہ سے انسانی اخلاقی قدریں پامال ہو رہی ہیں اور خاندان کی عزت وآبرو جان ومال خطرے میں پڑ جائیں وہ بھی قانونی طور پر جرم اور گناہ قرار دینا چاہئے۔نہ کہ

marfat.com

اسے ترقی پسند جدید کلچر اور انسانی آزادی اور انسانی حقوق کا نام دے کر ہر قسم کی معاشرتی برائیوں، فتنہ وفساد اور قتل وغارت گری کا راستہ ہموار کر دینا چاہئے۔

اسلام کی معاشرتی عظمت کی دلیل:

آج کے اس پرفتن دور میں تمام بڑھتی ہوئی معاشرتی برائیوں اور ان کے اسباب کو سامنے رکھیں تو اسلام کے عطا کردہ معاشرتی فلاح اور سلامتی کے اصولوں کو دیکھ کر اس کی عظمت کا اندازہ ہوتا ہے کہ اس نے قرآن حکیم میں اور احادیثِ رسول ﷺ میں حکم صادر فرمادیا کہ معاشرے میں عورت تمہارے سامنے آجائے تو عورت اور معاشرے کی عزت قائم رکھنا چاہتے ہو تو عورت کے احترام اور حیاء سے آنکھیں جھکا دو اور عورت عزت وحیادار وہی ہے جو گھر سے باہر یا کہیں غیر محرم اجنبی انسان سامنے آجائے تو وہ خاندان معاشرے اور اپنی عصمت وحیاء کی لاج رکھنے کے لئے اپنی نظریں نیچی کرلے۔ اسلام نے عملی طور پر عورت، خاندان اور معاشرے کی عزت وعصمت اور محبت وسکون کی حفاظت کو حیاء کے نظام میں ڈھالنے کے لئے عورت کو اسلامی پردے کو محفوظ نظام عطا فرمایا ہے تاکہ معاشرے میں شیطانی نظروں کے اٹھنے کا بنیادی سبب عورت کی کھلی بے پردگی ہے۔ جس کے سبب سے نظروں میں شیطانی خواہشات پیدا ہوتی ہیں جس سے دل برائی کے جذبات اور ذہن گناہ کے تصورات سے آلودہ ہوجاتے ہیں لہٰذا عورت کو پردے کا اور مردوں کو عورت کے ادب میں نظریں نیچی رکھنے کا حکم دے کر اسلام نے انسانی معاشرے کی عظیم راہنمائی اور حفاظت کی ضمانت عطا فرمائی ہے۔

بے پردگی انسانیت کی تذلیل ہے:

فحاشی وعریانی دراصل حیاء وعفت کی ضد ہے اور حیاء کا تعلق عقل سلیم سے ہے جو سلامتی کا سبب ہے اور فحاشی کا تعلق جہالت وسفاہت سے ہے جو فتنہ وشیطانیت کا سبب ہے لہٰذا اسی لیے اسلام حیاء وعفت پر زور دیتا ہے کیونکہ حیاء انسانیت کا زیور ہے اور فحاشی عریانی بے پردگی کی مذمت کرتا ہے جو انسانیت کی تذلیل ہے۔ ارشاد قرآنی ہے۔

marfat.com

إِنَّ اللّٰهَ يَأْمُرُ بِالْعَدْلِ وَ الْإِحْسَانِ وَ إِيْتَآئِ ذِی الْقُرْبٰى وَ يَنْهٰى عَنِ الْفَحْشَآءِ وَ الْمُنْكَرِ وَ الْبَغْيِ ۚ يَعِظُكُمْ لَعَلَّكُمْ تَذَكَّرُوْنَ النحل (۱۶:۹۰)

ترجمہ: ''بے شک اللہ تعالیٰ اعتدال اور احسان اور قریبی رشتہ داروں پر خرچ کرنے کا حکم دیتا ہے۔اور کھلی برائی اور ناپسندیدہ کاموں سے منع کرتا ہے۔''

لفظ عورت کے عربی لغت میں معنی ہے کہ انسان کا وہ حصہ جس کو دیکھنے سے شرم اور عار محسوس ہو یعنی شرمگاہ جس کا دیکھنا دکھانا ننگ و عار کا موجب ہو۔اسی لیے عورت کو عورت کہتے ہیں کہ اس کا سر عام دیکھنا دکھانا ننگ و شرم کا باعث ہے لہٰذا یہ سر تا پا پوشیدہ رکھنے والی چیز ہے اسی لیے اسے عورت یعنی ڈھانپی ہوئی چیز کہتے ہیں اور جو بے پردہ اور عریاں ہو وہ عورت کہلانے کے قابل نہیں ہے آج اگر ہم ہر طرف عریاں گھومتی ہوئی عورتوں اور عالمی مقابلوں میں نمائش کے لئے پیش ہونے والے عریاں جسموں کا سبب پوچھیں کہ کون سے قانون میں بے پردگی کی عام اجازت لکھی ہے کس مہذب قوم کی تہذیب کا حصہ بے پردگی ہے کس ملک کے قومی لباس میں بے پردگی پسند کی جاتی ہے اور کس مذہب کا بے پردگی حصہ ہے تو جواب ہر جگہ نفی میں ہوگا کیونکہ بے پردگی کسی قوم، کسی مثالی تہذیب اور کسی آسمانی مذہب کا حصہ نہیں یہ ہر لحاظ سے انسانیت کی تذلیل ہے۔

پردے کا اسلامی تصور:

اسلام میں پردے کے احکامات ۵ھ میں سورۂ احزاب (۳۳:۳۲۔۳۱) میں نازل ہوئے پھر کچھ عرصہ بعد سورۂ نور (۲۴:۲۷۔۳۱) میں پردہ کا تصور مزید تفصیلات کے ساتھ طے کر دیا گیا۔اگر ہم ان کے شانِ نزول میں غور کریں تو ہم پر اسلامی پردے کا مکمل تصور واضح ہو جائے گا اور تمام اعتراضات و سوالات کا خود بخود جواب اور پردہ لازم کرنے کی حکمتیں بھی کھل کر واضح ہو جائیں گی۔

آیاتِ پردہ کا شانِ نزول:

اسلام سے قبل دورِ جاہلیت میں عورتیں اتراتی ہوئیں اپنی زیب و زینت کا ظہار کرتے

marfat.com

ہوئے زیورات اور لباس مردوں کو دکھاتی ہوئی باہر نکلتی تھیں ان کے ڈوپٹے اور کپڑے کمر پر باندھے ہوئے، گلے میں پیچھے کو لٹکائے ہوئے یا ہاتھوں میں لہراتی اور کپڑے نیم عریاں پہنتی جن سے جسم کے اعضاء اچھی طرح چھپتے نہ تھے عورتیں اپنے حسن و جمال اور آرائش کی نمائش کر کے مردوں کے لئے زیادہ سے زیادہ باعثِ کشش بننے کے لئے بن سنور کر باہر نکلتی تھیں اس وسیع معاشرتی برائیوں کی فہرست کے بنیادی سبب کو جڑ سے اکھاڑنے اور اخلاقی قدروں پر قائم حیادار پاکیزہ معاشرے کی تعمیر کی سنگِ بنیاد رکھنے کے لئے پردے کی پہلی آیت بڑی جامع حکمتوں کو لے کر یوں نازل ہوئی ارشاد خداوندی ہے کہ۔

وَقَرْنَ فِیْ بُیُوْتِكُنَّ وَلَا تَبَرَّجْنَ تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ الْاُوْلٰى الاحزاب (۳۳:۳۳)

ترجمہ: ''اور تم سب عورتیں اپنے گھروں میں ٹھہری رہو اور اسلام سے پہلے کی جاہلیت کے دور جیسے طریقوں کی آرائشِ حسن و لباس کی نمائش نہ کرو۔

تَبَرُّجَ الْجَاهِلِيَّةِ اس نمائش حسن و زینت کو خواہش کے اظہار کا اصطلاحی نام ہے جس میں عورت اپنے شوہر کے علاوہ دوسرے مردوں اور عورتوں کو اپنی آرائش جسمانی زیبائش صورت اور نمائش اعضاء کی نیت سے ظاہر کرے ایسا کرنے سے معاشرے میں (نہ صرف مردوں بلکہ عورتوں کے اندر بھی) کئی قسم کی اخلاقی، عملی اور تہذیبی خرابیاں یقیناً پیدا ہوتی ہیں اور پورا معاشرہ جنسی و جسمانی بیماریوں میں مبتلا ہو جاتا ہے قومی سرمایہ، مذہبی و اخلاقی مرکز کی کوشش اور قانون نافذ کرنے والے اداروں کی قوتیں، صحت کی حفاظت کرنے والے اداروں، ملکی و معاشرتی انتظامات اور شہری نظم و نسق قائم رکھنے والے ادارے الغرض پوری قوم کی صلاحیتوں کا نقصان ہونا شروع ہو جاتا ہے اور آخر کار وہ قوم رفتہ رفتہ اس طرح تباہی و ہلاکت کا شکار ہو جاتی ہے جیسے قدیم یونان، روم اور دیگر اقوام کا تاریخ میں بھیانک انجام ہوا۔ اسلامی پردے کے تصور کو اس معاشرتی حفاظت کے معنی میں سمجھنے کے بعد ایک دوسرے معنی میں سمجھانے کے لئے نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ ''عورت پردہ میں رہنے کی چیز ہے جب وہ گھر سے باہر نکلتی ہے تو شیطان اسے جھانکتا ہے (ترمذی ۱:۲۲۲)

marfat.com

اس سے معلوم ہوا کہ عورت کا یونہی گھر سے باہر گھومنا پھرنا دلوں میں شیطانی وسوسے اور خطرات پیدا کرنے کا سبب ہے اور یہ ایسی انسانی فطرت ہے جس کو موجودہ معاشرہ کھلے عام کھلے دلائل کے ساتھ ثابت کر رہا ہے لہٰذا وہ عورتیں جن کے دل و دماغ میں بھی کسی برائی یا نمائش زینت کا ارادہ تک نہ ہو ان کو بھی اس حد تک محتاط کر دیا گیا ہے کہ ہوسکتا ہے آپ کے دل میں ایسا کوئی خیال نہ ہو مگر پردہ اس لیے بھی ضروری ہے کہ سارے مرد تو پرہیز گار اور دل و نگاہ کی حفاظت کرنے والے نہیں ہوتے اور سب کا ایمان بھی اتنا مضبوط نہیں ہوتا لہٰذا ان کا شیطانی فتنے کا شکار ہونے کا خطرہ ہر وقت موجود رہتا ہے ان کو شیطانی نظروں اور وسوسوں سے بچانے اور معاشرے کو شیطانی برائیوں سے بچانے کے لئے پردہ ضروری ہے پھر اگر عورت اپنے جسم، لباس اور زینت کی نمائش کے لئے معاشرے کے سامنے آتی ہے تو وہ تو لازماً فتنوں، ہلاکتوں اور گھروں کی تباہی کے دروازے کھولتی جاتی ہے۔ اس کی مذمت میں اللہ تعالیٰ کے برگزیدہ رسول اور معلم اخلاق حضرت محمد ﷺ نے ارشاد فرمایا:

قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ نِسَاءٌ كَاسِيَاتٌ عَارِيَاتٌ مُمِيْلَاتٌ مَائِلَاتٌ رُؤُسُهُنَّ كَالْبُخْتِ الْمَائِلَةِ لَا يَدْخُلْنَ الْجَنَّةَ وَلَا يَجِدْنَ رِيْحَهَا

(مسلم باب النساء الكاسيات)

ترجمہ: "رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ جو عورتیں کپڑے پہن کر بھی ننگی ہی رہیں اور دوسروں کو اپنی طرف مائل کریں اور خود دوسروں کی طرف مائل ہوں اور جوان اونٹنی کی طرح ناز سے گردن گھما کر چلیں وہ جنت میں ہرگز داخل نہ ہوں گی اور نہ اس کی خوشبو پائیں گی۔"

جنت میں (کیوں) نہیں جائیں گی؟ اس لیے کہ ان عورتوں نے کتنے لوگوں کے ایمان تباہ کر دیئے اور خاندانوں اور معاشرے میں بداعتمادی، شیطانیت اور معاشرے کی نظروں کو گندگی اور برائی کا عادی بنا دیا ہے، جس کے متعلق رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

اَلْعَيْنَانِ تَزْنِيَانِ وَزِنَا هُمَا النَّظَرُ وَقَالَ فِي حَدِيْثٍ اٰخَرَ، يَا عَلِيُّ لَا تُتْبِعِ النَّظْرَةَ النَّظْرَةَ فَإِنَّ لَكَ الْاُوْلٰى وَلَيْسَ لَكَ الْاٰخِرَةُ۔ (ابوداؤد)

marfat.com

''آنکھیں زنا کرتی ہیں اور ان دو آنکھوں کا زنا بری شیطانی نظر سے دیکھنا ہے اور ایک دوسری حدیث میں فرمایا کہ اے علیؓ ایک نظر کے بعد دوسری نظر نہ ڈالو پہلی نظر تو معاف ہے مگر دوسری تمہارے لیے معاف نہیں ہے۔ حضرت جابر صحابی رضی اللہ عنہ نے پوچھا اگر اچانک پڑ جائے تو کیا کروں؟ آپ ﷺ نے فرمایا فوراً نظر پھیر لو۔ (ابوداؤد)

ستر عورت اور حجاب کے تقاضے:

قرآن و حدیث کی روشنی میں اسلامی پردے کا تصور سمجھ لینے کے بعد اب ہم اسلامی پردے کے بنیادی تقاضے سمجھتے ہیں جو کہ پردے کے شرعی اجزاء ہیں دور جاہلیت میں لباس ہونے کے باوجود حیا کا احساس ختم ہونے کی وجہ سے کعبہ کا طواف ننگے ہو کر کرتے مرد تو مرد عورتیں بھی ننگی ہو کر کعبے کا طواف کرتی تھیں جب اللہ کے رسول ﷺ اسلام کا نور لے کر تشریف لائے تو آپ ﷺ نے اسے انسانیت کی تذلیل قرار دیا اور جب بھی کسی کو اپنا جسم اور شرمگاہیں ڈھانپنے میں سستی کرتے دیکھا تو سختی سے فرماتے کہ ننگے نہ پھرو جاؤ پہلے اپنا جسم ڈھانکو (مسلم شریف) آج یورپی مغربی ممالک کی ترقی یافتہ قوموں کی حالت کچھ اس دور جاہلیت سے کم نظر نہیں آتی اور با پردہ حیادار نظام معاشرت کا کوئی قانون بھی نہیں ہے جس کو نافذ کیا گیا ہو۔ مگر اسلام نے پوری نسل انسانی کے لئے مفید پیغام دیا۔

يٰبَنِيْٓ اٰدَمَ قَدْ اَنْزَلْنَا عَلَيْكُمْ لِبَاسًا يُّوَارِيْ سَوْاٰتِكُمْ وَرِيْشًا ؕ وَلِبَاسُ التَّقْوٰى ۙ ذٰلِكَ خَيْرٌ ؕ ذٰلِكَ مِنْ اٰيٰتِ اللّٰهِ لَعَلَّهُمْ يَذَّكَّرُوْنَ (الاعراف ۷:۲۶)

ترجمہ: ''اے آدمؑ کی اولاد بے شک ہم نے تم پر لباس نازل فرمایا جو ڈھانپتا ہے تمہاری شرمگاہوں کو باعث زینت ہے اور پرہیزگاری کا لباس تو سب سے بہتر ہے یہ اللہ کی نشانیوں میں سے ایک ہے تاکہ وہ لوگ نصیحت قبول کریں۔''

حضرت ابوایوب انصاریؓ نے حضور نبی اکرم ﷺ سے ایک حدیث روایت فرمائی کہ مرد کے لئے فرض ستر کتنا ہے۔

مَافَوْقَ الرُّكْبَتَيْنِ مِنَ الْعَوْرَةِ وَاَسْفَلُ مِنْ سُرَّةٍ مِنَ الْعَوْرَةِ (دار القطنی)

marfat.com

''جو کچھ گھٹنے کے اوپر اور ناف کے نیچے ہے وہ چھپانے کے قابل ہے۔''

اور حضرت عائشہؓ سے مروی حدیث مبارک ہے کہ میں اپنے بھتیجے عبداللہ بن الطفیل کے سامنے زینت کے ساتھ آئی تو نبی اکرم ﷺ نے اس کو ناپسند فرمایا میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ یہ تو میرا بھتیجا ہے تو حضور علیہ السلام نے ارشاد فرمایا کہ

اِذَا عَرَقَتْ الْمَراۃُ لَمْ یَحِلُّ لَهَا اَنْ تَظْهَرَ اِلَّا وَجْهَهَا وَاِلَّا مَادُوْنَ هٰذَا وَ قَبَضَ عَلٰی ذِرَاعِ نَفْسَهٗ۔ (ابن جریر)

''جب عورت بالغ ہو جائے تو اس کے لیے جائز نہیں کہ اپنے جسم میں سے کچھ ظاہر کرے سوائے چہرے کے اور سوائے اس کے یہ کہہ کر آپ ﷺ اپنی کلائی پر ہاتھ رکھ کر اشارہ فرمایا۔

قرآن وحدیث کی رو سے مرد اور عورت کے لئے ستر یعنی جسم کا وہ حصہ جس کا سب سے چھپانا فطری، طبعی، شرعی وعقلی طور پر فرض ہے ہر انسان کے لئے اسلامی معاشرے میں چھپانا لازم ہے اور یہ ابتداء انسانیت سے لے کر تمام نبیوں کی شریعتوں میں فرض رہا ہے اور جنت میں حضرت آدمؑ اور سیّدہ حواءؑ نے بھی اپنا جسم پتوں سے ڈھانپا تھا اور یہ ستر ڈھانپنا ہر حال میں فرض ہے اور یہ پردہ غیر محرم اجنبی اور غیر محرم رشتہ دار سے کرنا لازمی ہے جیسے کہ سیّدہ عائشہؓ کی حدیث سے ظاہر ہے باقی محرم بزرگوں کے سامنے بھی زینت کے ساتھ آنا تو درست ہے مگر ستر ہر جگہ لازم ہے۔

میاں بیوی کے لئے پردہ:

مرد اور عورت صرف ایک دوسرے سے ملنے کے وقت ستر کھول سکتے ہیں مگر وہاں بھی حیا کو بالکل ختم کرنے کا حکم نہیں ہے کیونکہ اس کے سائنسی وطبی طور پر اور اخلاقی وروحانی طور پر بہت سے نقصانات ہیں اس لیے سرکار دوعالم نبی اکرم ﷺ نے میاں بیوی کو نصیحت فرمائی کہ:

اِذَا اَتٰی اَحَدُکُمْ اَهْلَهٗ فَلْیَسْتَتِرْ وَلَا یَتَجَرَّدْ تَجَرُّدُ الْعِیْرَیْنِ۔

(ابن ماجه باب الستر عند الجماع)

marfat.com

"جب تم میں سے کوئی اپنی بیوی کے پاس جائے تو اس وقت بھی ستر ڈھانک کر رکھے اور بالکل گدھوں کی طرح ننگا نہ ہو جائے۔"

ان بیان کردہ آیات اور احادیث سے واضح ہو جاتا ہے کہ پردے کا معنی ہے جسم کا پردہ لباس وزیورات کی نمائش سے پردہ، حسن و جمال، بناؤ سنگار اور پرکشش بننے کے لئے مختلف خوشبوؤں سے پردہ، جسم کے مختلف ناز و انداز بنانے سے پردہ، زبان کی آواز کو نرم و ملائم لہجے سے پرکشش بنانے سے پردہ، دل وآنکھ کا پردہ، سر اور چہرے کو کھلا رکھنے سے پردہ کرنا یہ سب اجزاء اسلامی پردے کا حصہ ہیں۔

قرآن بائبل اور سر ڈھانپنا:

پردے کا واضح حکم آنے سے پہلے عورتیں اپنے دوپٹے اور چادریں اکثر باریک کپڑے کا اوڑھتی تھیں اور سر پر لے کر دونوں کونے اور پلو بالوں کے نیچے سے پیچھے پشت پر پھینک دیتی اور سر پر جوڑے کی طرح بنا لیتی تھیں اس طرح ان کے بال بھی پیچھے لہراے رہتے، سامنے سے گردن، گریبان، سینہ، کان وغیرہ سب کھلے ظاہر ہوتے تھے اس صورت حال کو صحیح حیادارانہ تہذیب کا نظم دینے کے لئے ان آیات میں حکم دیا گیا کہ سر پر جو اوڑھتی ہو اس طرح اوڑھو کہ اس کے پلو پیچھے پشت پر پھینکنے کی بجائے سینے اور گردن پر ڈال لو تا کہ سینہ و گردن کی زینت غیر محرموں سے چھپ جائے اور سر کے بال بھی اچھی طرح چھپ جائیں اور چادریں اس طرح سر، کانوں، گردن چہرے اور سینے پر لپیٹ لیں کہ نہ تو زینت نظر آئے اور نہ ہی وہ پہچانی جائیں کہ شیطان لوگ ان کی خوبصورتی پہچان کر انہیں ستاتے پھریں اب سورۂ احزاب (۵۹:۳۳) اور سورہ النور (۳۱:۲۴) کے ترجمہ پر غور کریں اس پر سیدہ عائشہ ام المومنین ؓ فرماتی ہیں کہ صحابہ کرام نے گھر جا کر جب یہ آیات اپنی عورتوں کو سنائیں تو سب نے باریک دوپٹے چھوڑ کر موٹی چادریں اوڑھ لیں اور انصار رسول ﷺ کی عورتوں میں کوئی ایسی نہ تھی جو دوسرے روز صبح مسجد نبوی میں سر ڈھانپے بغیر آئی ہو صبح کی نماز کے وقت جتنی عورتیں حاضر ہوئیں انہوں نے موٹے کپڑے کے دوپٹے سروں پر اوڑھے ہوئے

marfat.com

تھے اور پرانی جاہلیت کی عادت کو چھوڑ کر اطاعت اسلام کی نادر مثال پیش کی۔ حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا کے پاس آپ کی بھتیجی حضرت حفصہ بنت عبدالرحمٰن ؓ آئیں۔ انہوں نے اس وقت ایک باریک دوپٹہ سر پر اوڑھ رکھا تھا آپ ؓ کو یہ چیز سخت ناگوار گزری اور فرمایا: اِنَّمَا یَضرِبُ بِالکَشفِ الَّذِیْ یَستُرُ. کہ اے بیٹی۔ ایسی چادر سر پہ اوڑھنے کا حکم ہے جو موٹی ہو اور جس سے پردہ کا مقصد پورا ہو۔ ضیاء القرآن (۳:۱۷)

اسلامی پردے کی حکمتیں:

اسلامی پردے کا تصور انسان کے اندر موجود فطری حیا کی حفاظت کرنے، اس حیا کے جذبے کی پرورش کرنے، اس جذبے کو اعلیٰ انسانی اخلاق میں تبدیل کرنے اور مثالی پختہ کردار کی دائمی کیفیات اور ایمانی صفات میں ڈھالنے تک بہت وسیع ہے جس کے بعد ایک اچھا انسان ہر وقت اپنے ذہنی وقلبی سکون کی فکر اور دوسروں کے جذبات اور احساسات کو دورِ جاہلیت کے بے ہودہ رسم ورواج اور جسمانی نمائش وجنسی آوارگی کی آگ لگا کر ان کے قلبی وذہنی سکون کو برباد کرنے سے ہر وقت پرہیز کرنے کی کوشش کرتا ہے۔

اسلامی پردہ دراصل بذاتِ خود مقصود نہیں ہے اور نہ ہی یہ محض ایک کلچر اور رسم کے طور پر مجبوراً اختیار کیا جاتا ہے بلکہ اسلام کے قانونِ ستر وحجاب کے پیچھے انسانی حواس واحساسات کا حفاظتی، اصلاحی اور تربیتی پہلو اصل مقصود ہے اسلامی پردے کا بنیادی مقصد خاندان اور معاشرے کی اخلاقی اقدار، پاکیزہ قلبی جذبات، مذہب وکلچر، انسانی حقوق اور امن وامان کے معاشرتی نظام کی حفاظت کا ماحول پیدا کرنا ہے اور ہر قسم کے منفی جذبات، گھٹیا اخلاق، نفسانی خواہشات اور جنسی حرکات سے انسان اور معاشرے کو پاک رکھنے کی ضمانت اسلام کے قانون حجاب کی بنیادی خوبی ہے۔

طہارت قلب ونظر قائم رکھنے کا اسلامی نسخہ:

اسلام ایک پاکیزہ اور مثالی انسانی معاشرہ قائم کرنے کے لئے ایسے افراد کا تقاضا کرتا ہے جن کے ذہن اور قلب ونظر پاکیزہ خیالات اور دوسروں کی بہتری اور خیر خواہی کے

marfat.com

نظریات سے لبریز ہوں لہٰذا ایسے افراد تیار کرنے کے لئے اسلام نے عورت کو اسلامی پردے کا حکم دیا ہے تاکہ عورت زیادہ سے زیادہ غیر محرم مردوں کے سامنے کھلے چہرے، تنگ اور باریک لباس میں آنے سے پرہیز کرے اور اجنبی مردوں کے ساتھ تنہا نہ رہے اور نرم پرکشش لہجے میں بات مت کرے اور نہ ہی راہ چلتے غیر مردوں کو نگاہیں اٹھا کر دیکھے ورنہ ایسی حرکتوں سے نگاہوں اور ذہنوں میں برے خیالات اور دلوں میں برائی کے منفی جذبات کی بیماری پیدا ہو جاتی ہے انسانی حواس اور احساسات میں خطرناک منفی تبدیلی اور نفسانی خواہشات غالب آ جاتی ہیں اسی بیماری سے مرد و عورت دونوں کے دل و نگاہ کو پاک رکھنے کے لئے اسلام نے اسلامی پردے کا نسخہ تجویز کیا ہے کیونکہ عورت اور مرد میں اللہ تعالیٰ نے ایک دوسرے کے لئے ایسی زبردست کشش اور قدرتی زینت رکھی ہے کہ ہر ایک دوسرے کے لئے جذباتی طور پر تباہی کا پیغام ہے اس تباہی اور شیطانی حملوں کے کھلے مواقع سے بچنے اور معاشرے کو بچانے کے لئے اسلام نے عورت کو پردے کا اور دونوں کو ایک دوسرے کے احترام کے لئے دیکھتے ہی نظریں نیچی رکھنے یا دوسری طرف پھیر لینے کا حکم فرمایا ہے تاکہ کہیں شیطانی نگاہ اٹھ جانے سے کسی کے دبے ہوئے شیطانی جذبات اور نفسانی خواہشات کو بری ہوا نہ مل جائے اور انسان کے اندرونی سکون اور معاشرتی امن میں کوئی طوفان اور ہلچل نہ پیدا ہو جائے اسلامی پردے کی ان حکمتوں کو قرآن نے بڑے احسن انداز سے یوں بیان فرمایا ہے:

وَاِذَا سَاَلْتُمُوْهُنَّ مَتَاعًا فَسْئَلُوْهُنَّ مِنْ وَّرَآءِ حِجَابٍ ؕ ذٰلِكُمْ اَطْهَرُ لِقُلُوْبِكُمْ وَ قُلُوْبِهِنَّ ؕ (الاحزاب ۳۳ : ۵۳)

ترجمہ: اور جب تم عورتوں سے کسی چیز کے متعلق پوچھو تو پردے کے ساتھ پوچھ یہ طریقہ تمہارے اور ان کے دلوں کے لئے بہت پاکیزہ ہے۔

اس کی مزید وضاحت کے لئے فرمایا کہ

فَلَا تَخْضَعْنَ بِالْقَوْلِ فَيَطْمَعَ الَّذِىْ فِىْ قَلْبِهٖ مَرَضٌ وَّ قُلْنَ قَوْلًا مَّعْرُوْفًا

الاحزاب (۳۳:۳۲)

marfat.com

''پس نرم وملائم لہجے میں ایسی بات مت کروتا کہ کوئی مردحرص نہ کرنے لگ پڑے، جس کے دل میں نفسانی خواہشات کی مرض ہےاور جب بھی بات کرو باوقار طریقے سے کرو۔''

اسلامی پردہ اور شخصی تربیت کی حکمتیں:

۱۔ اسلام نے عورت کو اسلامی پردے کا حکم اس لئے دیا کہ عورت کی جسمانی ساخت اور نسوانیت کی فطری صفات مرد کے لئے نفسیاتی کشش اور توجہ کا سبب ہیں لہٰذا اسی لیے عورت میں اپنی فطری نزاکت اور نسوانیت کی حفاظت کا احساس رکھ دیا گیا ہے اب عورت کو پردے کا مکلّف بنانے کی حکمت یہ تھی کہ عورت کو اپنی نسوانیت کی حفاظت کی تربیت دی جائے جس سے اس کے اندر ہر وقت اپنی حفاظت کا احساس اور حیا داری کا ماحول پیدا ہو جائے اس حکمت اور فطری ضرورت کے تحت عورت کے لئے اسلامی پردہ ضروری قرار دیا گیا ہے۔

۲۔ انسان جب پیدا ہوا تو ننگا اور بے لباس تھا مگر دوسرے انسان کے سامنے ہونے سے اس میں رفتہ رفتہ فطری شرم اور حیا کے سبب سے لباس اور پردے کا احساس اور شعور ملا اس سے معلوم ہوگیا کہ پردہ انسانی فطری حیا کی ضرورت اور شخصی وقار کی علامت ہے جبکہ بے پردگی ایک خلافِ عمل اور فطری حیا (Natural Modesty) کی خوبی اور انسانی بنیادی صفت کو قتل کرنے کا نام ہے۔

۳۔ اسلامی پردہ انسانی معاشرے میں عورت کو اپنی نسوانیت کی بقا اور قدرتی حسن کی حفاظت کرنے کی عملی تربیت دیتا ہے اور اس سے بڑھ کر یہ کہ عورت کی پہچان (Woman Identity) کی منفرد علامت ہے جبکہ بے پردگی اور عریانی عورت کی خوبصورت نسوانی صفات اور انفرادیت کو ختم کر دیتی ہے جیسے آج کی معصوم عورت جو مردوں سے ہر کام میں مقابلے میں لا کر مرد بنا دی گئی ہے اور جب سے عورت اپنی انسانی شناخت، شخصی علامت اور نسوانی صفات کو ختم کر کے مرد بن گئی ہے تب سے اس نے معاشرے میں اپنی شخصی پہچان اور انفرادیت کو

marfat.com

اپنے ہاتھوں سے ضائع کر دیا ہے۔

۴۔ اسلامی پردہ انسانی عفت و عصمت اور اخلاق و کردار کی حفاظت کے لئے ایک مضبوط ڈھال ہے کیونکہ اجنبی مرد پردے کی اس مضبوط ڈھال کے ہوتے ہوئے اس کے حسن و جمال اور پاکدامنی پر حملہ نہیں کر سکتا اور عورت کی جسمانی آرائش و زیبائش اور زینت کی نمائش کے بغیر اس کی خوبصورتی سے متاثر نہیں ہو سکتا اسی لیے اسلامی پردہ عورت کے لئے ایک مضبوط ڈھال (Woman Shield) ثابت ہوتا ہے۔

۵۔ خالقِ کائنات نے نسلِ انسانی کے فروغ اور فطری جنسی غرض و تسکین کے لئے انسان میں شہوانی قوت (Sex Energy) کا ایک خزانہ پوشیدہ رکھا ہے جو کہ عورت و مرد کے آمنے سامنے آنے یا ایک دوسرے کا تصور ہی ذہن میں آنے سے جذبات کی ٹھاٹھیں مارتا ہوا طوفان بن کر جسم کی رگ رگ اور روئیں روئیں میں شہوت جنسیہ کی آگ لگا دیتا ہے جو انسان کو اخلاقی تباہی کی تاریک غار اور ہلاکتِ کردار کے گہرے کنویں میں گرنے کا خطرہ پیدا کر دیتا ہے اسلام نے اس ہلاکت خیز خطرے سے بچنے کا شافی اور کافی علاج (Efective Treatment) اسلامی پردے کو قرار دیا ہے۔

۶۔ اللہ تعالیٰ نے ہر انسان میں دنیاوی زندگی سے لطف اندوز ہونے اور اللہ تعالیٰ کی مختلف نعمتوں سے فائدہ اٹھا کر خوشگوار اور پرسکون زندگی گزارنے کے لئے ایک نفسانی خواہشات کا جال پورے جسم میں بچھایا ہوا ہے ان خواہشات میں کھانے، پینے کی خواہش، دیکھنے، سننے کی خواہش، سونگھنے، چکھنے کی خواہش، کسی کو چھونے اور مس کرنے ولمس کی خواہش اور ان سب کا مرکز جنسی تسکین کی خواہش ہے اسلام نے ان سب خواہشات کی صحیح تسکین اور مفید و محفوظ طریقے سے لذت حاصل کرنے کے لئے کچھ اخلاقی اصول بھی عطا فرمائے ہیں تا کہ انسانی

marfat.com

خواہشات میں آوارگی کے جذبات اور شیطانیت کا فتنہ پیدا نہ ہو جائے اس لیے اسلام نے انسان کی اخلاقی تعمیر و ترقی اور روحانی جذبات کے فروغ اور حفاظت (Spiritual $ Moral safty and development) کے لئے حلال و محفوظ خوراک، اچھا اور محفوظ لباس کائنات و مخلوق کے پیدا کرنے اور ان سے فائدہ لینے کے محفوظ طریقوں میں غور و فکر اور اپنی بیوی تک دل و نگاہ کے پردے سے محفوظ طریقے سے جنسی تسکین حاصل کرنے میں اخلاقی حفاظت اور روحانی ترقی کا راز پوشیدہ رکھا ہے۔

۷۔ اسلام نے مرد اور عورت کے آزادانہ میل جول اور باہمی اختلاط سے منع فرمایا ہے تاکہ انسانی اخلاق و آداب محفوظ رہیں اور لوگوں کی عزت و عصمت پر ڈاکہ نہ ڈالا جا سکے اسلامی پردے کے ساتھ اپنی جسمانی زینت کو چھپا کر ایک عورت اپنی عقل کو برے وسوسوں سے، دل کو خطرات سے اور نظر کو آوارگی سے، بچا کر ایک محفوظ و صحیح معنوں میں عزت دار اور پاکدامن عورت اور ایک کامیاب اور وفا شعار بیوی ثابت کر سکتی ہے جبکہ جسمانی نمائش کی عادی اور نظروں کی آوارگی اور وسعت و بے باکی رکھنے والی لڑکی جب ان چیزوں کی عادی ہو جاتی ہے تو اس کے لئے شادی کے بعد پھر ایک مرکز و گھر اور ایک جیون ساتھی تک وفاداری سے محدود ہو کر رہنا انتہائی مشکل مسئلہ بن جاتا ہے۔ اور پھر گھروں میں بے سکونی، گھٹن اور نفرتیں پیدا ہونے لگتی ہیں اور گھر ویران ہونے کا خطرہ بڑھ جاتا ہے۔

اسلامی پردہ اور معاشرتی امن و احترام کی حکمتیں:

۱۔ اسلام انسانی جذبات اور پاکیزہ اخلاقی اقدار کو بچا کر اور انسانی قوتوں اور صلاحیتوں کو ہر داخلی و خارجی خطرے اور شیطانی حملے سے محفوظ بنا کر ایک پاکیزہ اور صالح و باوقار تہذیب میں ڈھال کر ایک مثالی معاشرہ تعمیر کرنے میں یہ ساری انسانی قوتیں صرف کرنے کا مفید ترین نظام عطا فرماتا ہے لہٰذا اسلامی

marfat.com

تعلیمات کی رو سے ایک صالح، باوقار اور مثالی معاشرے کے قیام کی ضمانت اخلاقی اقدار کے حامل اور ہر قسم کے شیطانی وسوسوں اور خطرات سے محفوظ صالح اور پاکیزہ کردار کے حامل افراد کی تعمیر پر منحصر ہے اور پاکیزہ کردار اور صالح اخلاق کے تحفظ اور شیطانی خطرات اور نفسانی خواہشات سے بچنے کی ضمانت اسلامی پردے کے ذریعے عطا فرمائی گئی ہے۔

۲۔ مضبوط انسانی معاشرے کے لئے مضبوط اور محفوظ خاندانوں کی ضرورت ہوتی ہے اور خاندانی مضبوطی خاندان کی عزت وعصمت کو ہر شیطانی وسوسے اور نفسانی خطروں سے محفوظ بنانے سے حاصل ہوتی ہے اور خاندان کی حفاظت افراد خاندان کو ہر قسم کی گمراہی وضلالت اور قلبی ونفسانی بے سکون سے بچانے میں ہے اسلام نے معاشرتی، خاندانی اور انسانی بے سکونی، پریشانی اور ہلاکتوں سے بچنے کا علاج اسلامی پردے کو قرار دیا ہے۔

۳۔ بے پردگی ایک عزت دار عورت کو خاندان ومعاشرے میں رسواء کر کے شرمندگی اور بدنامی کا تاج اس کو پہنا دیتی ہے پھر آئے دن عزت وغیرت کے نام پر قتل ہوئی مظلوم عورت ہر طرف دکھائی دیتی ہے پھر آج کے یورپ میں معصوم جوانی کو بچا کر رکھنا آزاد دوستی کے ماحول میں مشکل ہو جاتا ہے اور چھوٹی عمر کی ماں (Teenage Mother) بن کر منہ چھپاتی یا کسی ناجائز بچے کا گلہ دباتی پھرتی ہے آج 80 فیصد تک یورپی لڑکیاں ناجائز اولاد پیدا کر رہی ہیں 25 فیصد سے زائد شادی سے پہلے ماں بن رہی ہیں 70 سے زائد فیصد شرم سے شادی کرنا نہیں چاہتیں اور جنسی تشدد (Rap cases) کے واقعات کی تعداد شمار سے باہر ہو رہی ہے۔ اور معاشرے میں اس غم کو بھلانے کے لئے نشہ اور نشے کے لئے جسم فروشی کی عادتیں عام ہونا اسی بے پردگی کے نتائج ہیں۔

۴۔ اسلامی پردہ جرم وگناہ کے تمام راستوں کو بند کر کے معاشرتی امن وامان کا

marfat.com

احساس(Social Peace) پیدا کرتا ہے جبکہ بے پردگی و بے حیائی فرد کی پریشانی ونفسیاتی الجھنیں اور معاشرتی بدامنی اور جرم وگناہ کا ماحول پیدا کرتی ہے۔آج برطانیہ اور اس جیسے دوسرے آزاد معاشروں میں مختلف سماجی سروے رپورٹوں کے مطابق چھوٹی عمر میں نئی نسل میں جرائم اور گناہ کا رجحان بڑھ رہا ہے،25 ہزار پاونڈ تک نوجوان لڑکیاں فروخت ہورہی ہیں 18 سال کی عمر کے بعد خاندانی نظام سے بغاوت اور تنہائی کی بے سہارا زندگی اور اولڈھاوسز کی مجبوری وکسمپرسی کی تکلیف دہ زندگی اسلامی پردہ اور فطری حیا کو ضائع کرنے کی مختلف سزائیں ہیں۔

۵۔ اسلامی پردہ معاشرے میں عورت کی تعظیم اور ادب واحترام (Woman Social Respect) کو فروغ دیتا ہے جبکہ بے پردگی کی شیطانی خواہش نے عورت کا معاشرتی احترام چھین کر اسے کاروباری مردوں کے ہاتھوں میں ایک مختلف رنگوں کا ماڈل، نمائش کا کھلونا اور کاروباری کشش پیدا کرنے کا پرکشش ذریعہ بنا کر عورت کی بے قدری، رسوائی، جگ ہنسائی اور بے ادبی و زیادتی کا ماحول پیدا کر دیا ہے۔

۶۔ اسلامی پردہ ایک حیادار تہذیب اور ممتاز باوقار انسانی کلچر (Modest Social Cultur) کی عالمگیر سطح پر مقبول علامت ہے جبکہ بے پردگی کسی بھی مثالی انسانی تہذیب کی تباہی کا بنیادی سبب ہے یہ معاشرتی اور تاریخی حقیقت ہے کہ تمام آسمانی مذاہب کے اندر بالخصوص اور تمام دیگر مذاہب اور باوقار اقوام کے مذہبی اور قومی لباس کا جائزہ لیا جائے تو ان میں ایک حیادار پردہ ان کی تہذیب کا نشان اور مثالی علامت کے طور پر نظر آئے گا اور عقلی طور پر یہ بات درست ہے کہ بے پردگی اور عریانی نہ تو کسی مہذب معاشرے کا حصہ ہو سکتی ہے اور نہ ہی فحاشی و عریانی کسی سنجیدہ انسانی تہذیب کا حسن وخوبی قرار دی جا سکتی ہے۔

marfat.com

۷۔ عورت کی جسمانی زیب وزینت اور خوبصورتی کا اظہار ایسا دروازہ ہے جس سے معاشرے میں نفسانی جذبات، شیطانی خیالات، برائی وگناہ کے تصورات اور جرم وفتنہ وفساد کے خطرات نکل کر پیدا ہوتے ہیں لہٰذا ان تمام قسم کے معاشرتی فتنوں اور ہلاکتوں سے محفوظ رہنے کے لئے اسلام نے پردے کا محفوظ اسلحہ اور قدرتی دفاعی نظام عطا فرمایا ہے اسلامی پردہ معاشرے میں انسانی خواہشات اور نفسانی جذبات کو بھڑکانے والے اور بے شمار برائی کے راستے کھولنے والے شیطانی جنسیت کے خطرناک دروازے (Dangerus Door of Sexism) کو بند رکھتا ہے جبکہ بے پردگی اور عریانی معاشرے میں انسانی ظلم و زیادتی کے بے شمار مواقع اور جنسیت، نفسانیت، شیطانیت، کینگ ریپ، گناہ اور عصمت فروشی کے بے شمار دروازے کھول دیتی ہے اور بے پردگی معاشرے میں انسانی عداوتوں، خاندانی دشمنیوں اور قتل وغارت کے ماحول کو پیدا کرنے کے اسباب میں سے بنیادی سبب شمار ہوتا ہے۔

اسلامی پردے کی عظمت اور چند نومسلم بہنوں کا اعتراف:

ایک جرمن نومسلم بہن فاطمہ جن کا پہلا نام برتیا روز تھا اپنے قبول اسلام میں جس چیز کو زیادہ محسوس اور متاثر کن سمجھ کر اسلام کی برکات سے دامن بھر چکی ہیں وہ اسلام کا عطا کردہ نظام حیا، خاندانی افراد کا باہمی میل جول وادب واحترام اور عفت وعصمت کی حفاظت کے لئے اسلامی پردہ کا احترام ہے انہوں نے کہا:

''اسلام کا قانون حجاب عورت کے تحفظ کا ضامن ہے'' جرمن نومسلم خاتون انہوں نے مزید کہا کہ ''مسلمان تکبرّ ونخوت کی بجائے نرمی قلب اور بہترین اخلاق سے لطف اندوز ہوتے ہیں اور یہ چیز ان کے علاوہ اور کسی میں نہیں پائی جاتی اس وجہ سے اب میں مسلم ماحول میں رہوں گی اور اب پردہ اور عفت وطہارت کا پورا پورا احترام کروں گی۔ پردہ حجاب عورت کے حسن وجمال اور اس کی پاک دامنی وعفت کا سرچشمہ نظر آتا ہے۔''

marfat.com

حجاب ایک خاموش اور بہترین دعوت اور اللہ کی نعمت ہے
کینیڈا کی نومسلم بہن

کینیڈا کی ایک نومسلم بہن ٹینا نے اپنے اور اپنے شوہر کے قبول اسلام کے متعلق کہا کہ ''اسلام کی طرف مجھے کس چیز نے آمادہ کیا؟ وہ کوئی کتاب، کوئی دستاویز یا کوئی شخص نہیں تھا وہ حجاب تھا۔ انٹرنیٹ پر ہم نے مسلمان خاتون کو حجاب پہنے ہوئے دیکھا۔ عورت کا یہ تقدس اتنا تحفظ میں نے پہلی بار دیکھا تھا لہٰذا میں نے اور میرے شوہر نے اس بارے میں تحقیق کا فیصلہ کر لیا ہم نے انٹرنیٹ سے ہی اسلام کے بارے میں معلومات حاصل کرنا شروع کیں۔ حجاب میرے نزدیک ایک خاموش لیکن بہترین دعوت ہے اور میں اس نعمت کے ملنے پر جتنا بھی اپنے اللہ کا شکر ادا کروں کم ہے۔''

حجاب صاف طور سے یہ بتاتا ہے کہ میں آپ کے لئے ممنوع ہوں، جاپانی نومسلم بہن

جاپان سے ایک نومسلم بہن خولہ لکاتا نے اسلام قبول کرنے کے بعد اسلامی پردہ کو کیا محسوس کیا لکھتی ہیں کہ ''قبول اسلام سے قبل میں چست پینٹ اور منی سکرٹ پہنتی تھی میری مسلم بہنیں اپنی سیاہ پوشاک اور دوپٹہ میں بڑی دلکش لگتی تھیں اور جب اپنے چہروں سے نقاب اٹھاتی تھیں تو اندرونی نور نمایاں ہوتا تھا۔ اب میری لمبی پوشاک نے مجھے بہت مسرور کیا اور میں نے سمجھا کہ میں ایک شہزادی کی طرح ہوں ساتھ ہی ساتھ میں نے اس کو زیادہ آرام دہ پایا۔ میں مسلمان ہوں اور عورتوں کو اسلام کا مطالبہ ہے کہ وہ غیر مردوں سے اپنا جسم پوشیدہ رکھیں کیونکہ کمزور طبیعت کے مردوں کو عورتوں کی دلکشی اور حسن کی تحریص کو روکنے میں پریشانی ہوتی ہے۔ ان غیر معمولی جنسی زیادتیوں اور جرائم پر غور کیجئے جو بہت سے معاشروں میں وقوع پذیر ہوتے ہیں۔ ہم ان حادثوں کو مردوں کو صرف اعلیٰ اور ضبط نفس کی تلقین کر کے نہیں روک سکتے اس کا حل صرف اسلامی طرز حیات ہی میں مضمر ہے جو عورتوں کو ہدایت کرتا ہے کہ وہ اپنے آپ کو پردے میں رکھیں اور غیر مردوں سے تعلق رکھنے سے ممکنہ حد تک

marfat.com

اجتناب کریں۔ایک چھوٹے سکرٹ کی وضاحت یہ ہے کہ ’’اگر آپ کو میری ضرورت ہے تو آپ مجھے لے سکتے ہیں، اور حجاب صاف طور پر یہ بتاتا ہے کہ ’’میں آپ کے لئے ممنوع ہوں‘‘، جس طرح کیتھولک راہبہ کا لباس اپنے آپ کو اللہ کے لئے وقف کردینے کی علامت ہے ٹھیک اسی طرح سے مسلم عورت کا حجاب بھی اللہ تعالیٰ کی اطاعت اور فرمانبرداری کا مظہر ہے اور میرے عقیدے کا برملا اظہار بھی ہے اس کے برعکس (حجاب کے بغیر) کسی غیر مسلم کا عقیدہ اکثر الفاظ کے ذریعے بیان کرنے سے ہی معلوم ہوسکتا ہے حجاب میرے عقیدے کا کھلا اظہار ہے دوسروں کے لئے اللہ کے وجود کی یاددہانی اور میرے لیے آپ کو اللہ کے سپرد کرنے کی یاددہانی ہے۔

عورت کا سیاسی مقام

اسلام وہ دین فطرت ہے جس میں انسانی فطرت کے تقاضوں کے پیش نظر اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول اکرم ﷺ نے مرد اور عورت کی انفرادی و معاشرتی ذمہ داریوں کا تعین فرمایا ہے مرد اور عورت کے حقوق و فرائض کو ان کی فطری ساخت، جسمانی قوت اور افزائش نسل انسانی کی حفاظت اور کفالت کے پیشِ نظر تقسیم فرما دیا ہے علاوہ ازیں ایک دوسرے کے کاموں کے اندر تعاون کرنے کا حکم فرمایا ہے مگر جو کام مرد کے دائرہ کار میں آتے ہیں اگر عورت اپنے دائرہ کار سے باہر نکل کر ان کاموں میں مشغول ہونے کی کوشش کرے گی تو نہ وہ اپنے امور صحیح طور پر چلا سکے گی بلکہ مردوں کے کام بھی صحیح طریقے پر نہیں چلا سکے گی اور معاشرے میں عدمِ استحکام کی صورت حال پیدا ہو جائے گی۔انہی مسائل میں سے ایک مسئلہ عورت کا ملکی سیاست میں عملی متحرک کردار ادا کرنے کی خواہش ہے۔

گھر اور خاندان کی سیاست میں عورت کا کردار:

جہاں تک گھریلو اور خاندان کی سیاست میں عورت کا مقام ہے تو وہ ایک عورت کا مسلمہ حق ہے اور اس کی صلاحیتوں کے اظہار کا اصل میدان ہے کہ وہ اپنے آپ کو گھر اور پورے خاندان کی بہتری کی سیاست میں ایک اچھی ماں، اچھی بیوی اور اچھی سرپرست کے

marfat.com

طور پر منوا سکے اور اگر سوچا جائے تو معاشرے کی ہر عورت اگر اپنے پورے خاندان اور قبیلے کی سیاست میں سرپرستی کا حق ادا کرے تو پورا معاشرہ اخوت اور معاشرتی استحکام کا مثالی نمونہ بن جائے اس خاندانی سیاست میں عورت گھر کی ملکہ بن کر اپنے سرتاج خاوند کی قابل اعتماد مشیر اور رفیقہ حیات ثابت ہوسکتی ہے نہ کہ خاوند پر حکمران بن کر عزت پاسکتی ہے اس کی طرف قرآن حکیم نے یوں ارشاد فرمایا ہے کہ:

وَالْمُؤْمِنُوْنَ وَ الْمُؤْمِنٰتُ بَعْضُهُمْ اَوْلِيَآءُ بَعْضٍ م يَاْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَ يَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَ يُقِيْمُوْنَ الصَّلٰوةَ وَ يُؤْتُوْنَ الزَّكٰوةَ وَ يُطِيْعُوْنَ اللّٰهَ وَ رَسُوْلَهٗ ط اُولٰٓئِكَ سَيَرْحَمُهُمُ اللّٰهُ ط اِنَّ اللّٰهَ عَزِيْزٌ حَكِيْمٌ التوبه (۷۱:۹)

ترجمہ: ''اور مسلمان مرد اور عورتیں ایک دوسرے کے مددگار ہیں وہ بھلائی کا حکم دیں اور برائی سے منع کریں اور نماز کا نظام قائم رکھیں اور زکوۃ کی صحیح ادائیگی کریں اور اللہ اس کے رسول کا حکم مانیں تو یہ ہیں وہ لوگ جن پر اللہ عنقریب خصوصی رحمت فرمائے گا اور بے شک اللہ غالب حکمت والا ہے۔''

عورت کا اس خاندانی سیاست میں ملکہ اور نگران ہونے کی ذمہ داری کا اعلان خود حضور نبی اکرم ﷺ نے بھی ان الفاظ میں فرمادیا ہے کہ

اَلْمَرْأَةُ رَاعِيَةٌ عَلٰى بَيْتِ زَوْجِهَا وَهِيَ مَسْئُوْلَةٌ

ترجمہ: ''عورت اپنے شوہر کے گھر کی حکمران ہے اور وہ اپنی اس حکومت کی نگرانی کی جواب دہ ہے۔''

خاندان کی اس مختصر ریاست اور تنظیم کی بہتری اور بھلائی کی سیاست میں عورت کو مرکزی کردار دیا گیا ہے اسے بااختیار بنایا گیا ہے اور خاوند کو اس کا بااعتماد سرپرست، مالی کفالت کے لئے بینک اور خارجی اور داخلی معاملات کو بہتر طریقے سے چلانے اور مسائل کو بہتر طریقے سے حل کرنے کے لئے رفیق اور مددگار بنایا ہے لہٰذا یہ حفظِ مراتب اور باہمی تعاون کا نظام ایک دوسرے سے مشاورت اور مکمل اعتماد کے بغیر ہرگز نہیں چل سکتا اور جو

marfat.com

عورت کو اس نظام سے باغی بنا کر مردوں پر حکمران بننے کا مشورہ دے اور مرد و عورت کے باہمی تعلقات خراب کرنے کی کوشش کرے وہ اسلام کی پر امن معاشرتی سیاست کو نہیں سمجھ سکتا اور نہ ہی فلاح پا سکتا ہے اسی لیے حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ اَفْسَدَ اِمْرَاَةً عَلٰی زَوْجِهَا فَلَیْسَ مِنَّا۔ (کشف الغمہ)

''جس نے کسی عورت کو اس کے خاوند کے خلاف بدگمان کرنے کی کوشش کی اس کا ہمارے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہے''

معاشرتی سیاست میں عورت کا کردار:

اسلام نے عورت کی طبیعت و مزاج کے عین مطابق نہ تو اسے معاشرتی سیاست میں قدم رکھنے سے مطلقاً منع فرمایا ہے اور نہ ہی کھلی آزادی دے دی ہے کہ گھر کی ذمہ داریاں چھوڑ کر عورت بالکل مرد بن جائے کیونکہ اس میں نہ تو عورت کی عزت قائم رہے گی نہ معاشرہ خطرات سے محفوظ ہوگا لیکن مشروط طور پر شدید معاشرتی ضرورت اور قابل افرادی قوت کی کمی کے پیشِ نظر شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے اجازت بھی دی ہے کہ عورت معاشرتی مسائل کے حل کے لئے انتہائی مجبوری کی حالت میں جب ملک و ملت پر مشکل وقت ہو تو سیاسی وانتظامی نوعیت کی مختلف خدمات سرانجام دینے کے لئے گھروں سے نکل کر اپنی خدمات سرانجام دے سکتی ہے مگر مجبوراً اس وقت تک کہ ان کے گھر کی ذمہ داریاں جو ان کی اصل ذمہ داری ہے وہ متاثر نہ ہو حضور نبی اکرم ﷺ نے اس کی اجازت ان الفاظ میں دی ہے کہ:

قَدْ اَذِنَ اللّٰهُ لَكُنَّ اَنْ تَخْرُجْنَ لِحَوَائِجِكُنَّ (بخاری و مسلم)

''تحقیق اللہ تعالیٰ نے تم عورتوں کو اجازت دی ہے کہ تم اپنی خاص ضروریات کے پیشِ نظر گھر سے نکل سکتی ہو۔''

عورت کو یہ رخصت خاص ضروریات اور مجبوری کے حالات اور قوم و ملت کی نازک وقت میں ضروری خدمات انجام دینے کے لئے دی ہے کیونکہ ذاتی ضروریات کے لئے تو

marfat.com

اس کا خاوند اس سے تعاون کرنے کے لئے موجود ہے۔ اور اس قوم وملت کی معاشرتی خدمت کرنے کا جذبہ قوم کے ہر فرد میں ہوتا ہے اور ہونا چاہئے جس کی بناپر اگر قوم کے لئے کوئی مشکل حالات بن رہے ہوں تو بروقت ان سے باخبر ہونا اور حل کی فکر کرنا معاشرے کے ہر فرد پر لازم ہے جس کے لئے پیغمبر اسلام ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ:

مَنْ لَمْ يَهْتَمْ بِامْرِ الْمُسْلِمِيْنَ فَلَيْسَ مِنْهُمْ۔ (الحديث الشريف)

ترجمہ: ''جوامت مسلمہ کے مسائل کے حل کے لئے فکر مند نہیں ہوتا وہ مسلمان نہیں ہے''

ان احادیث سے واضح ہو رہا ہے کہ اسلامی معاشرے کے ہر فرد کو خواہ مرد ہے یا عورت اسے معاشرے کے بدلتے ہوئے حالات پر نظر رکھنی چاہئے اور ان کی بہتری کے لئے فکر مند رہنا چاہئے نہ کہ عورتوں کی آدھی آبادی کو گھر سے باہر کے ماحول کو سمجھنے اور ان کے حل کے لئے تعلیم، تربیت اور عملی جدوجہد میں شریک ہونے سے مطلقاً روک کر بیکار افراد کا قومی بوجھ بڑھا دینا چاہئے عورتوں کو قومی سیاسی حالات اور ملکی معاشی مسائل سے آگاہ رکھنے کی تعلیم و تربیت دینے کا مطلب و مفہوم یہی ہے کہ مجبوری اور ملکی و ملی ضرورت کے وقت وہ آگے بڑھ کر ملی بہتری اور قومی فلاح کے کاموں میں معاون اور مددگار بھی ثابت ہو سکیں اور قومی و ملی تقدیر کے فیصلوں میں اپنے مفید مشوروں اور عملی صلاحیتوں کا وزن ڈال کر قوم کی بہتر سمت میں معاونت کر سکیں۔

عورت کے سیاسی حقوق:

اسلامی تعلیمات کی روشنی میں عورت کو اس کی صلاحیتوں کے پیش نظر گھر اور خاندان کی اصل ذمہ داری کے علاوہ اگر اس کے پاس وقت اور صلاحیت ہو تو اسے ملک و قوم اور معاشرے کی اشد ضرورت کے پیشِ نظر سیاسی و معاشرتی خدمات سرانجام دینے کے محدود اور مشروط حقوق بھی عطا فرمائے ہیں۔

ووٹ اور رائے کا حق:

اسلام نے جہاں مردوں کو ووٹ اور رائے دینے کا حق عطا کیا ہے اسی طرح عورت کو

marfat.com

بھی معاشرتی بہتری اور سیاسی مسائل میں ووٹ اور رائے کا حق دیا ہے جیسے کہ ازواج النبی الکریم ﷺ اور صحابیات سے ضرورت کے وقت مشورہ کیا بھی گیا ہے اور مشورہ لیا بھی گیا ہے جس کی مختلف مثالیں احادیث مبارکہ میں ملتی ہیں جیسے سقیفہ بنی ساعدہ و بیعت رضوان کے مواقع پر عورتیں شریک بھی ہوئیں اور ان کا مشورہ بھی لیا گیا حضرت ام المؤمنین سیدہ عائشہ صدیقہ ؓ چاروں خلفاء کے دور میں اپنی رائے رکھتی تھیں اور مشورے بھی دیتی تھیں حضرت عثمان غنی رضی خلیفہ ثالث کی تقرری حضرت فاطمہ بنت قیس ؓ کے گھر میں ہوئی جس میں خود وہ بھی شریک تھیں اسلام کے برخلاف یورپ میں عورت کی سیاسی آزادی کی حالت یہ تھی کہ سٹایل اور دوسرے لیڈروں کی کئی ترقی پسند تحریکوں کی سالوں کی جدوجہد کے بعد انگلینڈ میں ۱۹۱۶ء میں عورت کو جزوی طور پر اور ۱۹۲۸ء میں جا کر رائے دہندگی کا حق ملا اور سوئٹزرلینڈ کی عورتوں کو ۱۹۷۲ء میں ووٹ ڈالنے کا حق ملا تھا اور اسی طرح دیگر یورپی ممالک کا حال ہے۔

ملکی سیاسی ذمہ داری کا حق:

اسلام نے عورت کی صلاحیتوں کے پیشِ نظر مختلف ادوار میں شہادتیں موجود ہیں کہ قومی ضرورت کے پیشِ نظر اگر کسی عورت میں کوئی علمی وفنی صلاحیت پائی جاتی اور مقابلتہ مرد دستیاب نہ ہوتا یا مردوں کے لئے میدان جنگ وانتظامی ذمہ داریوں کو پورا کرنے کی ضرورت ہوتی تو عورتوں کو ضرورت کے تحت مختلف ملکی سیاسی، انتظامی اور دفاعی ذمہ داریوں پر مقرر کیا جاتا رہا ہے جیسے حضرت لیلیٰ بنت عبداللہ ؓ العدویہ ؓ جن کے ہاں رسول اکرم ﷺ کبھی قیلولہ بھی فرماتے تھے ان کا معروف نام حضرت شفاء ہے آپ کو حضرت سیّدنا عمر فاروق ؓ نے مدینہ طیبہ کے بازار کی نگرانی کا کام سپرد کر رکھا تھا۔

(اسد الغابہ (۴۸۶:۵) اصابہ (۱۲۰:۸))

اسی لیے حضرت امام اعظم ؒ بھی ملکی مالی معاملات میں عورت کو نگران مقرر کرنا صحیح قرار دیتے ہیں ہدایۃ المجتہد (۳۸۱:۲) اسی طرح سیاسی مشیر اور عدالتی وکیل اور گواہ بننے کی بھی

marfat.com

عورت کے لئے اجازت دی گئی ہے اسی لیے تو قرآن میں عورت کی گواہی اور خلع وغیرہ میں عدالت سے رجوع کرنے کی اجازت دی گئی ہے۔اسی طرح اسلامی ریاست کی انتظامیہ میں بحیثیت مشیر، رکن پارلیمنٹ اور ممبر مشاورتی کونسل تک بننے کی عورت کو اجازت ہے جیسے حق مہر کی زیادہ سے زیادہ مقدار کے تعین کا بل پاس کرتے وقت حضرت عمر فاروق ؓ نے ایک ممبر مجلس مشاورت عورت کی رائے پر پوری مسلم پارلیمنٹ کے سامنے حق مہر کا فیصلہ فرمایا تھا۔

اسی طرح اسلامی ریاست میں شعبہ قانون میں نفاذِ قانون کی ذمہ داری اور امر بالمعروف کے لیے عورت کو ذمہ داری دی جا سکتی ہے جیسے حضرت سمراء بنت نہیک ؓ امر بالمعروف کے شعبے میں اونچے درجہ پر فائز تھیں اور وہ ہاتھ میں کوڑا لے کر شہر میں نکلتیں اور لوگوں کو تادیب کرتیں تھیں۔اسی طرح عورت کو متحرک سیاسی مہم میں حصہ لے کر بھرپور کردار ادا کرنے کی اجازت ہے، جس کا مقصد صرف اور صرف ملکی فلاح اور عوامی راہنمائی ہے جب اس درجہ پر کوئی مرد مہیا نہ ہو رہا ہو جیسے سیّدہ عائشہ صدیقہ ام المومنین رضی اللہ عنہا نے بہت سے صحابہ کے اصرار پر قتل سیّدنا عثمان غنی ؓ کا قصاص لینے کے لئے تحریک کی قیادت کی اگرچہ بعد میں سیّدنا علی کرم اللہ وجہہ الکریم سے مخالفت کی اجتہادی خطا کے بعد ساری عمر آپ ؓ کو پچھتاوا رہا۔اسی طرح فوج میں عورت کی خدمات بھی مردوں کی کمی اور جمہوری کی وجہ سے جائز ہے ورنہ نہیں۔

عورت کا سربراہ مملکت بننا:

عورت کا سربراہ مملکت بننا صدر، وزیراعظم، کسی ملکی شعبے میں وزیر مملکت، چیف جسٹس یا ملکی عدالت کا جج بننا ایسا قومی منصب اور کلیدی ذمہ داری ہے کہ جس کے تقاضے پورے کرنا عورت کے لئے کئی حوالوں سے مشکل ہوتے ہیں جس کی وجہ سے صحیح اسلامی نکتہ نظر یہی ہے کہ عورت اسلامی ریاست کی سربراہ نہیں بن سکتی بڑی ناگزیر صورت حال اور کسی عورت کی خاص علمی وفنی صلاحیت کی وجہ بعض علماء جیسے امام طبریؒ وغیرہ نے عورت کو وزیر اور کسی شعبے کا سربراہ بننے کی بات کہی ہے مگر ساتھ شرط رکھی ہے کہ وہ ایک مشاورتی کونسل کے ارکان سے

marfat.com

مشورہ کی پابند ہوگی۔ مگر آج جدید مادی اور نفسانفسی کے دور میں جب نہ تو نظروں میں حیا رہی ہے اور نہ ہی عزتوں کی حفاظت کی ضمانت باقی رہی ہے کسی عورت کا ان خطرات سے کھیل کر پرامن طریقے سے بغیر کسی خوف وہراس کے اپنی ملکی وسیاسی ذمہ داری صحیح طریقے سے پوری کرنا اور ساتھ ہی گھریلو ذمہ داریاں پوری کرنا اور سرکاری اداروں کے ماحول کو پاکیزہ رکھنا اور انسانی صلاحیتوں اور قومی وقت اور سرمائے کو ضائع ہونے سے روکنا عورت تو درکنار اسلامی و یورپی ممالک کے صدر مردوں سے اندرونی ملکی حالات پر کنٹرول کرنا بہت مشکل معاملہ ہو چکا ہے اور یورپی معاشرے کی مختلف سروے رپورٹس کی روشنی میں اس کے نتائج کھل کر سامنے آ چکے کہ خاندانی نظام ٹوٹ پھوٹ رہے ہیں نئی نسل اور گھر خاندانی جھگڑوں اور پریشانیوں سے بے سکون ہو رہے ہیں انسانی زندگی اور اجتماعی معاشرتی حالت بدامنی اور پریشانی اور محرومیوں کا شکار ہو چکی ہے اسی لیے قومی فلاح وبقا کے تحفظ کے لئے رسول اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا تھا کہ:

لَنْ يُفْلِحَ قَوْمٌ وَلَّوا اَمْرَهُمْ اِمْرَأَةً ردالمحتار (۱:۳۶۸)

''وہ قوم فلاح نہیں پا سکتی جو عورت کو اپنا حکمران بنالے۔''

اس پر ایک حضرت سیّدنا علیؓ کا قول ہے کہ اگر عورت خلیفہ بن سکتی تو سیّدہ عائشہؓ خلیفہ ہوتیں اگر کوئی تاریخ کی مختلف مثالیں پیش کرے کہ فلاں فلاں دور میں تحریک پاکستان میں مسلم لیگ میں محترمہ فاطمہ جناح، بیگم رعنا لیاقت علی رضیہ سلطانہ، ملکہ نور جہاں، اور ملکہ بلقیس کی مثالیں دیں تو قرآن وحدیث کی بیان کردہ معاشرتی حکمتوں اور فلاحی حکمرانی پر حیرانگی اور پھر حضرت سلیمانؑ کے خط کا مضمون عورت کی حکمرانی کی واضح تردید کر رہا ہے۔

عورت کی امامت:

مذہبی معاملات اور بالخصوص نماز کے لئے عورتوں کی امام عورت بن سکتی ہے جیسے ابوداؤد شریف کی حدیث ہے کہ حضور نبی اکرم ﷺ نے ام ورقہ بنت نوفل کو عورتوں کی امامت کے لئے اجازت عطا فرمائی تھی۔ اور دار قطنی اور بیہقی میں حدیث ہے کہ حضرت سیّدہ

marfat.com

عائشہ ؓ نے عورتوں کی امامت کروائی اور صف کے بیچ میں کھڑی ہو کر نماز پڑھائی۔ اور حضرت حسن بصری ؒ سے روایت فرمایا ہے کہ حضرت ام سلمہ ؓ بھی عورتوں کی جماعت کرواتی تھیں کیونکہ آپ بچپن سے اس گھر میں پلے ہیں۔

عورت کا قانونی احترام

اسلام نے عورت کو انسانی معاشرے میں کسی قدم پر بھی تنہا، غیر محفوظ اور بے سہارا و محتاج نہیں چھوڑا بلکہ دنیاوی زندگی میں کفالت، عدالت، مساوات اور مکمل حفاظت کے تمام مادی وانسانی سہاروں سے قدم قدم پر امداد و تعاون کا مکمل نظام عطا کیا اس کے علاوہ اللہ اور اس کے رسول اعظم و آخر ﷺ کا عطا کردہ قانون شریعت عورت کا سب سے مضبوط سہارا ہے جس نے ہمیشہ کے لئے جب تک اسلام اور عدل و انصاف کا نظام دنیا میں رہے گا عورت کے حقوق، احترام اور معاشرتی مقام کو قانونی طور پر ہمیشہ کے لئے محفوظ بنا دیا ہے۔

اسلام کے قانونِ شریعت نے عورت کے لئے قرآن و حدیث، سنت و سیرت النبی ﷺ عبادات، معاملات، اخلاقیات، قانونِ فقہ و شریعت الغرض ہر شعبے میں الگ قانون وضع فرما کر عورت کی حیثیت کو نمایاں طور پر بلند کیا بلکہ قانونی طور پر مکمل تحفظ عطا فرما دیا ہے۔ اور اسلامی قانون نے ہر سطح اور ہر معاملے میں عورت کے حقوق کو اس قدر قانونی تحفظ اور اہمیت عطا کر دی ہے کہ انسانی مساوات کے باوجود عدل کا ترازو مرد کی بجائے عورت کی طرف جھکا ہوا نظر آتا ہے۔

ایک امریکی نومسلم خاتون کا اقرار:

ایک امریکی نومسلم بہن امینہ جناں جس کے والدین اور خاندان پروٹسٹنٹ عیسائی تھے آپ کہتی ہیں کہ ''اسے میری خوش قسمتی ہی کہئے کہ میں مزید تعلیم کے لئے یونیورسٹی کی جس کلاس میں داخلہ لیا اس میں سیاہ فام اور ایشائی طلباء کی خاصی تعداد تھی مجھے یہ دیکھ کر پریشانی بھی ہوئی اور مزید گھٹن یہ دیکھ کر محسوس ہوئی کہ ان میں خاصے لوگ مسلمان تھے اور مجھے مسلمانوں سے انتہائی نفرت تھی میرے نزدیک عام یورپی سوچ کی طرح اسلام وحشت و

marfat.com

جہالت کا مذہب تھا اور مسلمان غیر مہذب، عیاش لوگ، عورتوں پر ظلم کرنے والے اور اپنے مخالفوں کو زندہ جلا دینے والے لوگ تھے۔ امریکہ اور یورپ کے عام مصنفین اور مورخ یہی کچھ لکھتے آ رہے تھے۔ بہرحال شدید ذہنی کوفت کے ساتھ تعلیم شروع کی۔ مگر جب میں نے صورت حال کا جائزہ لینا شروع کیا تو میں حیرت میں مبتلا ہوگئی کہ مسلمان طالب علموں کا رویہ دیگر سیاہ فام نوجوانوں سے بالکل مختلف تھا وہ شائستہ، مہذب اور باوقار تھے وہ عام امریکی نوجوانوں کے برعکس لڑکیوں سے بے تکلف ہونا پسند نہ کرتے نہ آوارگی اور عیش پسندی کے عادی تھے۔ میں تبلیغی جذبے کے تحت ان کے سامنے عیسائیت کی خوبیاں بیان کرتی تو وہ بڑے وقار اور احترام سے ملتے اور بحث میں الجھنے کے بجائے مسکرا کر خاموش ہو جاتے۔ میں نے اپنی تبلیغی کوششوں کو یوں بیکار جاتے دیکھا تو سوچا کہ اسلام کا مطالعہ کرنا چاہئے تاکہ اس کے نقائص اور تضادات سے آگاہ ہوکر طالب علموں کو زچ کرسکوں، مگر دل کے گوشے میں یہ احساس بھی تھا کہ عیسائی پادری، مضمون نگار اور مورخ تو مسلمانوں کو وحشی، گنوار، جاہل اور نہ جانے کن کن برائیوں کا مرقع بتاتے ہیں لیکن امریکی معاشرت میں پلنے والے ان سیاہ فام مسلمان نوجوانوں میں تو اسے کوئی برائی نظر نہیں آتی بلکہ یہ باقی سب طلبہ سے مختلف ومنفرد پاکیزہ رویئے کے حامل ہیں پھر کیوں نہ حقیقتِ حال سے آگاہی حاصل کرنے کے لئے خود اسلام کا مطالعہ کروں چنانچہ اس مقصد کی خاطر میں نے سب سے پہلے قرآن پاک کا انگریزی ترجمہ پڑھنا شروع کیا اور میری حیرت کی انتہا نہ رہی کہ یہ مقدس کتاب دل کے ساتھ ساتھ دماغ کو بھی اپیل کرتی ہے" میں نے اسلام کے نقائص اور تضادات تلاش کرنے چاہے مگر اسلام کی صداقت نے میرے دل کو منور کر دیا" تاریخِ اسلام کا مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ میں اب تک اندھیروں میں بھٹک رہی تھی اور اسلام اور مسلمانوں کے بارے میں میرا نقطۂ نظر صریحاً بے انصافی اور جہالت پر مبنی تھا۔

پیغمبر اسلام ﷺ عورت اور بنی نوع انسان کے عظیم محسن اور سچے خیر خواہ ہیں:

مزید اطمینان کی خاطر میں نے پیغمبر اسلام ﷺ کی سیرت اور ان کی تعلیمات کا

marfat.com

مطالعہ کیا تو یہ دیکھ کر مجھے خوشگوار حیرت ہوئی کہ امریکی مصنفین کے پروپیگنڈہ کے بالکل برعکس حضور نبی اکرم ﷺ بنی نوع انسان کے عظیم محسن اور سچے خیر خواہ ہیں خصوصاً انہوں نے عورت کو جو مقام و مرتبہ عطا فرمایا اس کی پہلے اور بعد میں کوئی مثال نظر نہیں آتی، قرآن اور پیغمبر اسلام ﷺ کی تعلیمات سے میں مطمئن ہوگئی اور تاریخ اسلام کے مطالعے اور اپنے مسلمان کلاس فیلو نوجوانوں کے کردار نے مسلمانوں کے بارے میں ساری غلط فہمیوں کو دور کر دیا اور میرے ضمیر کو میرے سارے سوالوں کے جواب مل گئے تو میں نے اسلام کو قبول کرنے کا فیصلہ کر لیا ایک ڈینور کی مسجد کے امام صاحب سے میں نے چند مزید سوالات کئے اور کلمہ شہادت پڑھ کر دائرہ اسلام میں داخل ہوگئی"

عورت کے حقوق کا محافظ قانونی نظام:

امریکی نومسلم بہن امینہ جناں نے عورت کے ہر قسم کے معاشی، معاشرتی، اخلاقی اور انسانی مساوی حقوق کا قانونی محافظ اسلام اور پیغمبر اسلام ﷺ کو قرار دیا اور دیگر ادیان اور اقوام سے اسلام کا خوبصورت تقابلی جائزہ بھی پیش کیا انہوں نے اسلام کے عورت کی ضروریات اور نفسیات کے عین مطابق ہونے کا اعتراف کیا انہوں نے کہا کہ "میں طبعاً بہت شرمیلی ہوں اور خاوند کے سوا کسی مرد سے بے تکلفی پسند نہیں کرتی چنانچہ جب میں نے پڑھا کہ پیغمبر اسلام ﷺ خود بھی بے حد حیادار تھے اور خصوصاً عورتوں کے لئے عفت و پاکیزگی اور حیا کی تاکید کرتے رہے، تو میں بہت متاثر ہوئی اور اسے عورت کی ضروریات اور نفسیات کے عین مطابق پایا۔ پھر حضور نبی اکرم ﷺ نے عورت کا درجہ جس قدر بلند فرمایا اس کا اندازہ اس قول سے ہوا کہ "جنت ماں کے قدموں میں ہے" اور آپ ﷺ کے اس فرمان پر تو میں جھوم اٹھی کہ عورت نازک آبگینے کی طرح ہے اور تم میں سب سے اچھا شخص وہ ہے جو اپنی بیوی اور گھر والوں سے اچھا سلوک کرتا ہے"

یہ بھی اللہ ہی کی توفیق سے ہے کہ میں نے مختلف مقامات پر مسلم وومن سٹڈی سرکل قائم کئے ہیں جن میں غیر مسلم خواتین بھی آتی ہیں میں انہیں بتاتی ہوں کہ اسی امریکہ میں آج

marfat.com

سے ڈیڑھ سو برس پہلے عورتوں کی باقاعدہ خرید وفروخت ہوتی تھی اور ایک عورت کو گھوڑے سے بھی کم قیمت پر یعنی 150 روپے میں خریدا جاسکتا تھا بعد کے ادوار میں بھی عورت کو باپ یا شوہر کی جائیداد میں سے کوئی حصہ نہ ملتا تھا حتیٰ کہ اگر وہ شادی کے موقع پر ایک لاکھ ڈالر شوہر کے گھر میں لے کر جاتی اور چند ہی ماہ بعد اسے طلاق حاصل کرنا پڑتی تو وہ ساری رقم شوہر کی ملکیت قرار پاتی تھی جبکہ اسلام آج سے چودہ سو برس پہلے سے عورت کے حقوق کی آواز لگا رہا ہے اور اس اعزاز کی تو کہیں ادنیٰ سی مثال بھی نہیں ملتی کہ ماں کے قدموں میں جنت قرار دی گئی ہے اور باپ کے مقابلے میں اسے تین گنا زیادہ واجب الاحترام قرار دیا گیا'' وہ عورتیں تحقیق کرتی ہیں مطالعہ کرتی ہیں اور جب انہیں یقین ہو جاتا ہے کہ میں صحیح بات کرتی ہوں اور واقعتاً اسلام نے عورت کو یہ غیر معمولی حقوق اور احترام عطا کیا ہے تو وہ اسلام قبول کر لیتی ہیں چنانچہ اللہ کا شکر ہے کہ میری باتوں سے متاثر ہو کر اب تک تقریباً چھ سو امریکی خواتین دائرۂ اسلام میں داخل ہو چکی ہیں (خواتین میگزین ص ۴۰-۴۱)

اے اسلام تو عورتوں کا سب سے بڑا محسن ہے: پروفیسر ثریا بتول:

ایک اور نومسلم بہن پروفیسر ثریا بتول کے خوبصورت الفاظ میں عورت پر اسلام کے احسانات اور قانونی مقام کی خوبصورت تصویر کشی دیکھیں آپ لکھتی ہیں کہ ''میں ایک گم کردہ راہ مسافر تھی جسے اپنی منزل مقصود کا علم نہ تھا میں شجر وحجر کی پرستار تھی میں تو ہم پرستی اور جہالت کی زنجیروں میں اسیر تھی میں دیوتاؤں اور جنوں کو معبود سمجھتی تھی بتوں کی نذر نیاز کرتی تھی۔ مگر اے اسلام تیرے سائے میں آنے کے بعد ان تمام بے جان ڈھیروں اور پتھروں، بے بس شجر وحجر بے کس دیوتاؤں اور جنوں کے ٹھاکر دوارے سے منہ موڑا تو نے میری پیشانی کو اس خدائے لم یزل ولایزال کے آگے سجدہ ریز کر دیا۔ اس طرح بھولی بھٹکی مخلوق کا رشتہ اس کے خالق سے ملا کر اسے منزل مقصود سے آگاہ کر دیا۔ اے اسلام! ڈارون نے تو میرا رشتہ بناتات، حیوانات کے ساتھ جوڑ دیا تھا اور اس طرح مجھے صرف ایک معاشرتی حیوان (Social Animal) بنا چھوڑا تھا مگر تو نے مجھے اس حقیقت سے آشنا کرا دیا کہ

marfat.com

میں انسان ہوں حیوان نہیں ہوں اور انسان بھی وہ جسے خدا نے اشرف المخلوقات کے لقب سے نوازا ہے۔

مجھے راہب بھکشو اور یوگی یہی بتاتے تھے کہ اگر تو راہِ حقیقت پر گامزن ہونا چاہتی ہے تو تمام دنیا سے کنارہ کش ہو جا، کیونکہ یہ چیزیں تمہاری دشمن ہیں اور تمہارے دامن کو غلاظت سے آلودہ کر دیں گی ان کو برتنے میں ہلاکت آفرینی کا سامان ہے مگر اے اسلام تیرے سائے میں آنے کے بعد مجھے پتہ چلا کہ یہ چیزیں تو میری خادم ہیں اور میرے لیے مسخر ہیں میرے آقا کی خوشی اس میں ہے کہ میں ان کو مناسب طریقے سے استعمال کر کے، ان سے لطف اندوز ہو کر اس دنیا کو اپنے کام میں لا کر اس دنیاوی نعمتوں پر شکر الٰہی ادا کروں۔

اے اسلام میں عورت تھی اور عورت ہونے کی حیثیت سے کسی معاشرے، کسی دین یا کسی مذہب نے مجھے نمایاں مقام عطا نہ کیا۔ میری پیدائش منحوس سمجھی جاتی تھی، مجھے ہمیشہ مرد کا غلام تصور کیا جاتا تھا میں وراثت سے محروم تھی زندگی کے حقوق سے محروم تھی میری تخلیق کا مقصد ہی صرف مرد کی محکومی سمجھا جاتا تھا مرد مجھے اپنی خواہشات کا کھلونا سمجھتا، مجھے دلفریب برائی، خانگی آفت، پیدائشی فتنہ، سراپا معصیت اور بنی نوع انسان میں فساد و گناہ کی بنیاد قرار دیا جاتا تھا میں مظلوم تھی، کسی کو مجھ پر ترس نہ آیا میری عزت و ناموس لٹ چکی تھی مگر کسی کو میری ناموس کی پرواہ نہ تھی کسی کو میرے حقوق یاد نہ تھے مگر اے اسلام تو نے مجھ جیسی بے کس، بے نوا اور مظلوم عورت پر کیا کیا احسانات کئے مجھے مرد کی مساوی جنس قرار دے کر مرد کے ہم پلہ بنا دیا۔ تو نے مرد کی طرح میرے حقوق بھی مقرر کئے اور ان کی ادائیگی مرد پر قانونی طور پر لازم قرار دی مجھے وراثت سے حصہ دلایا مجھے مہر، نفقہ اور حسنِ سلوک کا قانونی حق عطا فرما کر مجھے گھر کی باوقار ملکہ بنایا میری پرورش کو باعث رحمت الٰہی اور جنت کے حصول کا ذریعہ قرار دیا مجھے تعلیم و تربیت کے حقوق عطا فرمائے میری عزت و ناموس کی حفاظت کی مجھے ذمہ داریوں سے دست کش قرار دیا اور پیارے سے گھر کو میری جدوجہد کا مرکز قرار دے کر مجھے ہر قسم کی آوارگی اور افراط و تفریط سے محفوظ کر دیا مجھے مرد کے ظلم و ستم

marfat.com

کے مقابلے میں اپنا حق خلع استعمال کرنے کی قانونی اجازت دی، میں یتیم و بے آسرا سمجھی جاتی تھی اس لیے مجھ پر ہر قسم کا ظلم وستم روا رکھا جاتا تھا، میں غریب سمجھی جاتی تھی اور معاشرہ میں صرف اس شخص کی عزت تھی جو مال و دولت والا ہوتا۔ میں نیچ ذات کی تھی اس لیے اعلیٰ ذات والے مجھ سے چھو جانا بھی بڑا پاپ سمجھتے تھے مگر اے اسلام تیری پناہ میں آنے کے بعد مجھے حقیقی سکون اور قانونی تحفظ ملا۔ یہاں کوئی لونی (رنگ) ولسانی، نسلی وقومی، امیری وغریبی کے امتیازات نہ تھے اے اسلام تیری نگاہ میں سارے انسان یکساں احترام کے لائق تھے اور ہر اسلام کا نام لیوا آپس میں مساوی حیثیت کا بھائی بھائی تھا تیرا قانون صرف غریبوں یتیموں، بے کسوں اور بے نواؤں کے لئے ہی نہ تھا بلکہ امیر وغریب' آقا وغلام، مرد وعورت، بے کس حقیر اور معزز ہر کوئی کسی قسم کے امتیاز کے بغیر ان احسانات سے یکساں لطف اندوز ہوتے تھے اور ہر ایک کو قانون کی نظر میں یکساں نگاہ سے دیکھا جاتا تھا۔''

عورت اور اسلامی قانون:

عورت اور مرد جسمانی ساخت، طبیعت ومزاج اور انسانی صلاحیتوں کے اعتبار سے ہر سطح کی تحقیق میں مختلف ثابت ہوئے ہیں مگر اسلامی قانون کی نظر میں دونوں کو حقوق وفرائض پورے کرنے کے قابل سمجھا گیا ہے دونوں کو انسانی معاشرے کی بہتر تعمیر کے لئے ذمہ داریاں دی گئیں ہیں قانون کی نظر میں دونوں اہمیت کے حامل ہیں اس حقیقت وعزت افزائی کے باوجود عورت کو اسلامی قانون نے زیادہ تحفظ بھی دیا اور مرد کو اس سے نرم سلوک کرنے اور ہر قسم کی سختی سے قانوناً منع کر کے قانون کے مطابق عورت کی حفاظت کا حکم دیا ہے اور اسلامی قانون میں اکثر مقام پر عورت کو بے شمار قانونی سہولتیں آسانیاں اور رخصتیں بھی عطا فرمائی ہیں۔

قانونی تحفظ:

قرآن نے مختلف مقامات پر عورت کو قانونی تحفظ دینے کا حکم یوں ارشاد فرمایا:

يٰٓاَيُّهَا الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا لَا يَحِلُّ لَكُمْ اَنْ تَرِثُوا النِّسَآءَ كَرْهًا (النساء ٤:١٩)

marfat.com

ترجمہ: ''اے ایمان والو! تمہارے لیے حلال نہیں ہے کہ تم زبردستی عورتوں کے (جان و مال و آبرو) کے وارث بن جاؤ''

پھر ایک قانونی حکم فرمایا کہ

وَعَاشِرُوْهُنَّ بِالْمَعْرُوْفِ (النساء ۴: ۱۹)

ترجمہ: ''اور عورتوں کے ساتھ مثالی قانون کے ساتھ سلوک کرو''

پھر ایک اور مقام پر ہر قسم کی قانونی زیادتی کو ظلم قرار دیا اور قانون کے مطابق سلوک کا حکم دیا کہ

فَامْسِكُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ اَوْ سَرِّحُوْهُنَّ بِمَعْرُوْفٍ ۠ وَّلَا تُمْسِكُوْهُنَّ ضِرَارًا لِّتَعْتَدُوْا ۚ وَمَنْ يَّفْعَلْ ذٰلِكَ فَقَدْ ظَلَمَ نَفْسَهٗ ۭ وَلَا تَتَّخِذُوْٓا اٰيٰتِ اللّٰهِ هُزُوًا

البقرہ (۲: ۲۳۱)

ترجمہ: ''پس یا تو اپنے نکاح میں عورتوں کو قانون کے مطابق رکھو یا اچھے قانونی طریقے کے مطابق انہیں طلاق دے کر رخصت کر دو اور انہیں کسی قسم کی تکلیف دینے کے لئے نہ روکے رکھو اپنے نکاح میں تا کہ ان پر زیادتی کرو (خبردار) اور جو کوئی ایسا کرے گا وہ اپنی ہی جان پر ظلم کرے گا اور اللہ کے قوانین کو مذاق مت بنالو''

اسی طرح قرآن و حدیث میں عورت کے ہر حق کو قانون کا درجہ دینے کے لئے ہزاروں آیات اور احادیث نبویہ موجود ہیں جن میں ہر قدم پر عورت کی قانونی حیثیت کو تحفظ دیا گیا ہے اور عدالتی اور قانونی سطح پر حصول انصاف کے لئے عورت کو محفوظ قانونی حق دیا گیا ہے

عورت کے معاشرتی تحفظ کا اسلامی قانون:

اسلام کے معاشرتی نظام میں عورت کو ہر قسم کے معاشرتی، معاشی اور اخلاقی خطرات اور خوف و غم سے تحفظ دینے کے لئے اسلام نے محفوظ قانون سازی فرمادی ہے۔ جس کا دائرہ عمل و اختیار گھر میں اس کی عزت و حقوق کی حفاظت کی ضمانت سے لے کر ملکی عدالت اور مسلم حکمران تک وسیع ہے۔ گھر میں خاوند کو عورت کے معاشی حقوق کی مکمل ذمہ داری اور

marfat.com

کفالت کا قانونی طور پر ذمہ دار اور نگران بنایا اور اگر وہ یہ عورت کا قانونی حق پورا نہ کرے تو اسلامی قانون اور خاندانی بزرگ یا مذہبی پنچائیت یعنی علاقائی اسلامی کونسل ذمہ دار ہے کہ عورت کے حقوق پورے کرنے کے لئے اس کے خاوند کو مجبور کریں ورنہ کیس عدالت میں جائے گا۔ اسی لیے خاوند والی عورتوں کو قرآن نے المحصنات من النساء۔ (عورتوں میں خاوند کی محفوظ پناہ میں موجود عورتیں) کے نام سے قانونی حفاظت کا اعلان فرمایا ہے اور شوہر کو عورت کی عزت و آبرو اور جان و مال کا محافظ قرار دیا ہے اور ہر قسم کے حقوق پورے کرنے اپنی مالی استطاعت کے مطابق حسنِ سلوک کرنے کے بارے میں قرآنی حکم اور قانون یوں واضح فرمادیا ہے کہ:

وَ يَسْتَفْتُوْنَكَ فِى النِّسَآءِ ط قُلِ اللّٰهُ يُفْتِيْكُمْ فِيْهِنَّ وَمَايُتْلٰى عَلَيْكُمْ فِى الْكِتٰبِ فِىْ يَتٰمَى النِّسَآءِ النساء (۱۲۷:٤)

ترجمہ: ''اور اے رسول کریم ﷺ آپ سے عورتوں کے بارے میں لوگ فتویٰ پوچھتے ہیں آپ فرمائیں اللہ تعالیٰ تمہیں ان کے بارے میں فتویٰ دیتا ہے اور وہ آیتیں جو پڑھی جاتی ہیں تم پر اس کتاب میں سے (جن میں احکام ہیں) بے سہارا عورتوں کے متعلق۔

اور اگر عورت کی جان و مال عزت و آبرو اور بنیادی حقوق اپنے گھر میں شوہر کے ہاتھ سے ہی محفوظ نہ ہوں اور حقیقۃً شوہر انتہائی بدسلوکی اور ناقابل برداشت حد تک گھٹیا رویہ اختیار کرے تو قرآن کہتا ہے۔

وَ اِنِ امْرَاَةٌ خَافَتْ مِنْۢ بَعْلِهَا نُشُوْزًا اَوْ اِعْرَاضًا فَلَا جُنَاحَ عَلَيْهِمَآ اَنْ يُّصْلِحَا بَيْنَهُمَا صُلْحًا ط وَالصُّلْحُ خَيْرٌ ط (النساء ۱۲۸:٤)

ترجمہ: ''اگر کوئی عورت خوف زدہ ہو اپنے خاوند سے اس کی زیادتی اور عورت سے روگردانی کی وجہ سے تو کوئی حرج نہیں ان دونوں پر کہ وہ آپس میں صلح کرلیں اور صلح ہی دونوں کے حق میں بہتر ہے۔''

اور فرمایا: طبیعتوں میں بخل رکھا گیا مگر احسان کرنے والے متقی لوگ ہی بہتر زندگی

marfat.com

گزارتے ہیں اور مرد ہرگز ایک سے زیادہ عورتوں کے درمیان عدل نہیں کر سکتے لہٰذا انہیں چاہئے کہ اپنی بیوی کو خوش رکھیں ایسا نہ ہو کہ کسی دوسری کی خواہش میں وہ ایک کی طرف زیادہ جھک جائیں اور دوسری کو یونہی درمیان میں لٹکتا اذیت میں چھوڑ دیں بہتر ہے اپنی اصلاح کرلو اور پرہیز گار بن جاؤ اور اگر خاوند زیادتی کرتا ہے تو پھر دونوں طلاق لے کر جدا جدا ہو جائیں اللہ تعالیٰ اپنی بخشش سے تمہیں غنی کردے گا۔ اس مقام پر عورت کو قانونی حق دیا جارہا ہے کہ بہتر تو یہی ہے کہ گھر نہ اجڑے اور بعد میں پچھتانا نہ پڑے لہٰذا صلح کرلو اور امن سے مل کر رہو لیکن اگر معاملہ مرد کی زیادتی کا حد سے گزر جائے تو عورت قانوناً حق رکھتی ہے کہ جدا ہونا چاہے تو ہو سکتی ہے۔ اس کے بعد جب عورت کے سر پر خاوند نہ ہو تو پھر بھی اسلامی قانون نے عورت کو تنہا نہیں چھوڑا بلکہ اس کی سرپرستی کے قانونی ذمہ دار مقرر فرمائے ہیں جن کی درجہ بندی ترتیب وار یوں فرمادی ہے کہ شوہر نہ ہو تو عورت کے قانونی محافظ مندرجہ ذیل ہوں گے۔ (۱) والدین شادی سے پہلے، (۲) ولی قرابت (نگران ومحافظ رشتہ دار) (۳) ولئ عصبہ (جو مرد قریبی رشتہ دار نہ ہو) (۴) ولی ملک (جس کی ملکیت یا نگرانی میں والدین تھے) والدین نے ان کے سپرد نگرانی لگا دی تھی) (۵) ولی ولا (یعنی جس کے ذمہ اس علاقے کے اندر قانون شریعت کی ذمہ داری اور ولائیت ہو یعنی قاضی ہو) (۶) ولی امامت (یعنی جو مسلمانوں کا رہبر اور حاکم وقت ہو)

اس ترتیب کا معنی یہ ہے کہ اسلام نے عورت کو کسی حالت میں بھی بے سہارا اور تنہا نہیں چھوڑا وہ ترتیب وار کسی وقت بھی انصاف اور عدل کے لئے اسلامی قانون کے ان ذمہ داروں کا دروازہ کھٹکھٹا سکتی ہے اور ان کا قانونی فرض ہے کہ اس کی مدد کریں۔

عورت اسلامی قانون کی عدالت میں:

قرآن حکیم کی متعدد آیاتِ قانون کی رو سے اسلامی قانون عورت کو مکمل قانونی تحفظ فراہم کرنے کی ضمانت دیتا ہے۔ عورت اور مرد قانون کی نظر میں مساوی جزاء وسزا کے حقدار ہیں اسلامی عدالت میں عورت کی تنہا گواہی اور شہادت بھی معتبر مقام رکھتی ہے اگر

marfat.com

عورت اکیلی عدالت کے سامنے گواہی دینے میں شرماتی یا ڈرتی ہو تو دوسری عورت ساتھ رہتی ہے۔ اور تمام اہل ایمان مسلمان قانونی حقوق میں برابر ہیں دین و دنیا کے کسی معاملے میں عورت یا مرد پر جبر کرنا قانونا جرم ہے اور جبراً کوئی کام لینا قبول اور جائز ہی نہیں ہے۔ مثلاً جبری شادی، جبری طلاق، جبری مشاہدہ وغیرہ سب ناجائز ہے اسی طرح عورت کا عدالت میں رجوع کر کے طلاق بالمال یا خلع لینے کی قانونی اجازت ہے مگر عدالت یا اسلامی کونسل پر لازم ہے کہ پہلے معاملے کی صحیح چھان بین اور تحقیق کر کے دونوں میں صلح اور افہام و تفہیم کی کوشش کرے اور دنیاوی زندگی کی مشکلات بیان کر کے پر امن زندگی کا آسان راستہ جو باہمی محبت و احترام پر مبنی ہے بتائیں اگر صلح مشکل ہو تو پھر بھی طلاق یا خلع دونوں میاں بیوی کے درمیان آمنے سامنے بلا کر طے کرنا ضروری ہے جس میں مرد اپنی طرف سے خود فیصلہ پر دستخط کرے اور عورت بھی اپنی مرضی سے اس پر دستخط کرے ورنہ صرف ایک فریق کی رائے پر ہی فیصلہ کر کے خاندان اجاڑنے کا سلسلہ عام نہ کرے۔ اسی طرح عورت کی زندگی مکمل طور پر اسلامی قانون کی نظر میں مرد کی زندگی کی طرح مقدس اور برابر احترام کے قابل ہے اور عورت کی جان ضائع کرنے کی دیت مرد کے برابر ہے اور یہ سخت سزا اس لئے ہے تاکہ معاشرے میں جرائم کی شرح کو کم کر کے کنٹرول کیا جائے جیسے قرآن حکیم نے بڑے واضح انداز میں ہر انسانی جان کو دوسری کے برابر قرار دیتے ہوئے فرمایا ہے کہ النفس بالنفس۔ یعنی جان کے بدلے جان لی جائے تاکہ عدل قائم ہو سکے اور فتنہ مزید نہ پھیلے اگر کسی مرد نے کسی عورت کو قتل کیا ہے تو اس قاتل مرد کو قتل کر دیا جائے اور اگر کسی عورت کو زخم لگا دیا گیا ہے تو مجرم کو بھی اسی طرح کا زخم لگایا جائے تاکہ امن قائم ہو جائے۔ اسلامی شریعت میں عورت کا قانونی مقام مرد کے برابر قرار دیا گیا ہے اسلامی قانون کا ایک حوالہ اس کے لئے پیش خدمت ہے جو عبدالرحمٰن کی کتاب (Woman in Shariah) سے صفحہ ۱۳۵ سے لیا گیا ہے۔

When the Prophet had the law written for the yemenites, it was especially mentioned that.....

marfat.com

"undoubtedly a man will be killed for killing a woman."

A Jew killed a girl by crushing her head in the time of the Prophet. The Messenger of Allah ordered him to be killed in the same way.The Khalif Umar put to death a number of persons who were accomplices to the murder of a woman. Imam al-bayhaqi reported in his as-Sunan al-Kubra on the authority of Sa id ibn al Musayyib, 'Urwah ibn az.Zubayr, Qasim ibn Muhammad, Abu Bakr Ibn, Abdur. Rahman and others:

"They used to say (in the matter of qisas) that there is no difference between a man and woman, In the matter of injuries to a woman's eyes, ears, or any other kinds of wounds, the qisas operates in the same way as in the case of a man. If a man kills a woman he is to be killed.

عورت اور اسلامی عدل کی بے مثال تاریخ:

پیغمبر اسلام حضرت محمد مصطفےٰ ﷺ کا عورت کے حقوق میں عدل وانصاف اور قانونی تحفظ بحال کرنے کی مثالوں سے تو پورا قرآن شہادت دیتا اور حدیث وسیرت النبی ﷺ بھری پڑی ہے کہ آپ ﷺ نے پوری زندگی عورت کے حقوق کے تحفظ پر سختی سے عمل درآمد کروایا اور اسے اعلیٰ ترین عبادت قرار دیا حتیٰ کہ وقتِ وصال بھی آخری وصیت میں عورتوں کے ساتھ اچھے سلوک کا حکم فرمایا اور خلفاء راشدین کے مقدس ادوار بھی عورت کے معاشرتی حقوق کے قانونی تحفظ اور اسلامی عدالت اور قانون کی نظر میں عورت کو بلند مقام حاصل ہونے کی مثالوں سے بھرے ہوئے ہیں۔

عورت کی معاشی امداد کا قانون اور مدینے کی گلی کا واقعہ:

آج یورپ بچوں والی عورت کو جو مالی امداد فراہم کرتا ہے یہ آج سے چودہ سو سال پہلے

marfat.com

اسلام نے قانونی حق عورت کو دیا تھا عہد فاروقی میں خلیفۃ المسلمین حضرت عمر فاروق ؓ ایک رات معمول کے مطابق مدینے کی گلیوں میں گھوم رہے تھے آپ کے ساتھ حضرت عبدالرحمن بن عوف ؓ صحابی رسول ﷺ بھی تھے آپ نے ایک گھر سے بچی کے رونے کی آواز سنی تو آپ نے بلند آواز سے عورت کو مخاطب ہو کر کہا کہ بی بی اللہ سے ڈرو اور اپنے بچے پر ترس کھاؤ یہ بات اس رات کئی بار دہرائی گئی رات کے آخری حصے میں ایک مرتبہ آپ نے اس عورت سے یہی بات کہی اور پوچھا کہ آخر تمہارے بچے کو ہوا کیا ہے اور کہنے لگی کہ میں اس کا دودھ چھڑانا چاہتی ہوں کیونکہ دودھ پیتے بچوں کو وظیفہ نہیں دیتے۔ صبح کی نماز کے بعد حضرت عمر ؓ صحابہ کرام سے کہہ رہے تھے عمر برباد ہو گیا معلوم نہیں کتنے مسلمان بچوں کا خون اس کی گردن پر ہے؟ پھر آپ ؓ نے اعلان فرمایا کہ آج کے بعد پیدا ہوتے ہی ہر بچے کا وظیفہ خود بخود ملنا شروع ہو جائے گا اور خلافت کے دور دراز علاقوں میں بھی یہ پیغام پہنچا دیا گیا۔"

غریب عورت کے دعویٰ پر عباسی حکمران قاضی کی عدالت میں:

اسلامی تاریخ کے عباسی دور حکومت میں کوفہ کے اندر قاضی شریح ؒ کی عدالت میں ایک غریب عورت نے آ کر فریاد کی کہ مجھ پر ظلم کیا گیا ہے میری مدد فرمائیے۔ قاضی نے پوچھا تم پر کس نے ظلم کیا ہے؟ اس خاتون نے کہا امیر المؤمنین کے چچازاد بھائی موسیٰ بن عیسیٰ نے مجھ پر زیادتی کی ہے دریائے فرات کے کنارے میرا ایک کھجوروں کا باغ تھا جو مجھے اپنے باپ سے ورثہ میں ملا تھا جسے میں نے اور میرے بھائیوں نے آپس میں تقسیم کر لیا تھا میں نے اپنی حد پر ایک دیوار تعمیر کر لی تھی شہزادہ موسیٰ نے میرے بھائیوں سے ان کا حصہ خرید لیا اور میرا حصہ بھی خریدنا چاہا مگر میں رضامند نہ ہوئی رات کو اس نے اپنے نوکر بھیج کر اس دیوار کو گرا دیا اب مجھے معلوم نہیں کہ میرا کونسا حصہ ہے؟ قاضی شریح ؒ نے ایک خادم پولیس افسر کو حکم دیا کہ امیر المؤمنین کے چچازاد بھائی موسیٰ کو عدالت میں حاضر کرو۔ اس نے جا کر شہزادے موسیٰ کو قاضی کا حکم سنایا وہ غصے سے پیچ و تاب کھانے لگا اور پولیس افسر کو بلا کر کہا کہ فوراً قاضی شریح کو جا کر کہو کہ تم نے ایک عورت کی بات سن کر میرے خلاف وارنٹ جاری کر

marfat.com

دیئے یہ کسی طرح درست نہیں پولیس افسر نے جانے سے معذرت کی مگر موسیٰ کے مجبور کرنے پر اسے جانا پڑا اور قاضی کو جب پیغام ملا تو اس نے پولیس افسر اور اس کے سپاہیوں کو گرفتار کر کے جیل میں بند کر دینے کا حکم دیا حکم کی فوراً تعمیل ہوئی۔ شہزادے موسیٰ کو جب پتہ چلا تو اس نے آ کر فوراً جیل کا دروازہ کھول کر ان سب کو رہا کر دیا۔ جیل کے داروغہ نے قاضی شریح کو صورت حال سے مطلع کیا تو قاضی شریح نے اپنے خادم سے کہا اٹھو ہم بغداد جاتے ہیں بخدا ہم نے خلیفہ سے نہیں کہا تھا کہ ہمیں قاضی بنائے بلکہ اس نے ہمیں مجبور کیا تھا اور اس چیز کی ضمانت دی تھی کہ اگر ہم اس کی پیش کش قبول کر لیں تو ہماری عزت و وقار کا وہ خود ضامن ہوگا۔

قاضی شریح جب بغداد کی طرف روانہ ہوا اور امیرِ موسیٰ کو اس کی اطلاع ملی تو اس کے ہوش اڑ گئے اور دوڑا دوڑا پیچھے گیا اور قاضی کی منتیں کرنے لگا۔ قاضی نے کہا کہ جب تک تم میرے حکم کی تعمیل نہیں کرو گے میں واپس نہیں جاؤں گا چنانچہ جب اس نے حکم ماننے کا یقین دلایا تو قاضی واپس کوفہ شہر میں آیا اور عدالت میں اس عورت کو بلایا اور کہا یہ تیرا مجرم سامنے کھڑا ہے اب تم اپنا دعویٰ پیش کرو۔ اس نے اپنی داستان سنائی اور شہزادہ موسیٰ نے اس کی تصدیق کی۔ اس پر قاضی نے حکم دیا کہ جو تم نے اس عورت سے چھینا ہے اسے واپس کرو اور اس کی دیوار از سرِ نو تعمیر کرو۔ چنانچہ شہزادہ موسیٰ نے اس کا وعدہ کیا۔ پھر قاضی نے عورت سے پوچھا تیرا کوئی اور مطالبہ ہے اس نے کہا میرا اور کوئی مطالبہ نہیں اللہ تعالیٰ آپ کو برکت دے اور جزائے خیر عطا فرمائے قاضی نے کہا اب تم جا سکتی ہو۔ پھر جب عورت چلی گئی تو قاضی نے شہزادے کا ہاتھ پکڑ کر سلام کے بعد کہا۔ اے شہزادے مظلوم کی فریاد رسی اللہ تعالیٰ کا حکم ہے میں اس سے ذرا بھی کوتاہی نہیں کر سکتا شہزادے نے کہا بے شک جو اللہ تعالیٰ کے حکم کی تعمیل کرتا ہے بڑے بڑے جابر اور طاقتور لوگ بھی اس کے سامنے سر جھکا دیتے ہیں۔

ایک غیر مسلم پنڈت کی بیٹی اسلام کی عدالت میں:

اسلامی قانون کی نظر میں صرف مسلمان عورت ہی قابل احترام نہیں بلکہ غیر مسلم عورت بھی اتنی ہی محترم ہے جتنی کہ مسلمان عورت محترم ہے اس طرح کی کئی مثالوں میں سے ایک عرب

marfat.com

ممالک کے علاوہ دور دراز کے علاقے برصغیر کی ایک مثال پیش کرتا ہوں جہاں کبھی محمد بن قاسم" اسلام کی پہلی صدی ہجری میں ایک ظالم ہندو راجہ داہر کے ظلم کا شکار ایک عورت ہی کی آواز پر اس کی مدد کرنے اور ظلم سے بچانے کے لئے سندھ تک آیا تھا۔ اس واقعہ کے ہزار سال بعد بھی برصغیر میں اسلامی قانون کی نظر میں عورت کا مقام قابل احترام تھا۔ اورنگ زیب عالمگیر مغل بادشاہ کا عہد حکومت تھا بنارس میں ایک لال رام کاسی ہندو پنڈت رہتا تھا اس کی ایک ہی اکلوتی بیٹی تھی جس کا نام شکنتلہ تھا جو انتہائی خوبصورت اور نوجوان تھی۔ حکومت کی طرف سے کوتوال شہر بن کر ابراہیم خان نامی آدمی آیا تھا جسے آہستہ آہستہ عیش پرستی اور ہوس پرستی کی عادت پڑ گئی تھی۔ اس کے کارندے شہر میں خوبصورت نوجوان لڑکیوں کی خبریں لا کر کوتوال کو دیتے اور کوتوال زبردستی ان سے نکاح کر کے ان کی معصوم عزتوں سے کھیلتا تھا۔ ایک دن اس کے کارندوں کی نظر حسن کی دیوی اس شکنتلہ پر پڑ گئی انہوں نے کوتوال کو اطلاع دی کہ تیرے شہر میں ایک ایسی خوبصورت حسن کی دیوی رہتی ہے کہ جس کی کوئی دوسری مثال نہیں اس کا تیرے محل میں رہنا ضروری ہے اور وہ پنڈت لال رام کاسی کی اکلوتی بیٹی شکنتلہ ہے۔ کوتوال نے فوراً پنڈت لال رام کو اپنے محل میں بلوایا۔ پنڈت کو کوتوال کے مزاج کا پتا تھا لہٰذا وہ ڈرتا ڈرتا حاضر ہوا۔ کوتوال نے پنڈت سے کہا کہ ہم نے آپ کی بیٹی کی بڑی تعریف سنی ہے ہم چاہتے ہیں کہ آپ اس کا ڈولا اٹھوا کر ہمارے محل میں جلد بھجوا دیں تا کہ ہم اسے اپنی بیوی بنانے کا شرف بخشیں۔ پنڈت یہ سن کر سوچ میں پڑ گیا۔ کوتوال نے کہا اب جاؤ اور دس دنوں کے اندر ہمیں اطلاع دیں ورنہ دس دن کے بعد میرے کارندے تمہارے مکان پر خود شکنتلہ کو لینے آ جائیں گے۔ پنڈت خوف سے کانپتا ہوا گھر واپس آیا اور فکر و غم سے بیمار ہونے لگا اس کی بیوی اور بیٹی نے اس کے غم کو محسوس کر کے پوچھا کہ کیا بات ہے آپ پریشان کیوں ہیں؟ پنڈت کوتوال کا حکم سنا کر رونے لگا مگر بیٹی نے فوراً ایک بات سوچ کر اپنے والد سے کہا ابا جان آپ فکر مت کریں اور جا کر کوتوال سے شادی کی تیاری کے لئے ایک مہینے کی مہلت مانگیں کہ ہماری اکلوتی بیٹی ہے ہمیں اپنی خوشیاں پوری کرنے کیلئے وقت دو تا کہ ہم دھوم دھام سے اس کی تیاری کریں

marfat.com

اور ساتھ ہی بازار سے ایک شہزادے کا عالی شان لباس، شیروانی اور کم خواب کی ریشمی دستار اور تیز رفتار گھوڑا ابھی خرید کر میرے لیے لے آئیں باقی بات میں آپ کو پھر آ کر بتاؤں گی۔ پنڈت نے کوتوال سے شادی کی تیاری کی مہلت مانگ لی اور بیٹی کو شہزادے کا شاہی لباس اور گھوڑا بازار سے خرید کرلا دیا۔ بیٹی نے والدین کو تسلی دی اور اس بات کو راز میں رکھنے کو کہا اور خود ایک شہزادے کا لباس پہن کر سر پر ریشمی دستار سجا کر تیز رفتار گھوڑے پر سوار ہو کر دہلی کی طرف روانہ ہوگئی صبح وشام کئی دن سفر کر کے شہزادے کے لباس میں پنڈت کی بیٹی دہلی کی شاہی جامع مسجد کے قریب پہنچی۔ آج جمعۃ المبارک کا دن تھا ہر طرف سے مسلمان اجلے اجلے لباس اور دستاریں سجا کر جامع مسجد دہلی میں نماز جمعہ ادا کرنے کے لئے آ رہے تھے اتنے میں ساتھ ہی لال قلعے سے توپ کے گولے چھوڑنے کی آواز آئی اور مغل شہنشاہ اورنگ زیب عالمگیر نماز ادا کرنے کے لئے قلعہ سے اپنے مصاحبوں سمیت جامع مسجد دہلی کی طرف چل پڑے آگے آگے ہر کارے آواز دیتے آ رہے تھے۔ بادشاہ نے مسجد میں داخل ہو کر پہلے نوافل ادا کیئے پھر نماز جمعہ کی اذان ہوئی امام نے خطبہ جمعہ پڑھا اور پھر نماز جمعہ کھڑی ہوگئی۔ نماز سے فارغ ہو کر لوگ مسجد سے باہر آنے لگے۔ جب بادشاہ اورنگ زیب عالمگیر مسجد کی سیڑھیوں سے اترنے لگا تو جامع مسجد کے زینوں پر ملک بھر سے فریادی اپنی عرضیاں پیش کرنے لگے اور منشی بادشاہ کی ہر عرضی پر جو فیصلہ صادر ہوتا فوراً لکھتے جاتے تھے۔ ایک ایک کر کے جب بادشاہ آخری زینے پر پہنچا تو وہاں شہزادے کے لباس میں ایک خوبصورت نوجوان کھڑا تھا جسے دیکھتے ہی صاحب بصیرت مسلمان بادشاہ نے فوراً پہچان لیا اور ایک سپاہی کو کہا کہ اس شہزادے کو فوراً محل میں لے جاؤ اور میرے دربار میں پیش کرو۔ چنانچہ حکم کے مطابق تعمیل ہوئی بادشاہ اپنے دربار میں آ کر بیٹھا تو اس شہزادے کو بادشاہ کے سامنے پیش کر دیا گیا۔ بادشاہ نے تمام مصاحبوں اور وزیروں کو دربار برخاست کرنے کو کہا لہٰذا تمام اٹھ کر چلے گئے پھر بادشاہ نے اپنے پاس سے ایک چادر اس شہزادے کو دی اور کہا ”بیٹی دستار اتار کر یہ چادر اوڑھ لو ایک عورت کو اجنبی مردوں کے سامنے بے نقاب نہیں رہنا چاہیے۔ بیٹی کا لفظ سن کر شگفتہ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور اس نے اپنی

marfat.com

ساری داستان یہ کہہ کر بادشاہ کو سنانی شروع کی کہ اگر بیٹی کہا ہے تو میری لاج بھی نبھانے کا وعدہ کریں۔ بادشاہ نے اس کی داستان سن کر کہا بیٹی ہم تو ہر ایک پر احسان کرتے ہی ہیں مگر تم تو ہماری ریاست میں ایک غیر مسلم شہری ہو تمہارے ساتھ احسان کرنا تو ہمارا زیادہ فرض بنتا ہے تا کہ تمہیں اسلام کی عظمت کا اندازہ ہو سکے۔ اب فوراً واپس جاؤ اور شادی کے مقررہ دن کے لئے تیاری کر کے ڈولے میں بیٹھ کر کوتوال کے محل کی طرف چلی جاؤ۔ ہم خود اپنی بیٹی کی شادی میں شریک ہونے کے لئے آئیں گے" یہ سن کر شگفتلہ حیران بھی ہوئی کہ یہ مجھے حکم دے رہے شادی کا مگر بیٹی کہنے میں اسے اتنا پیار بھی محسوس ہو رہا تھا کہ اسے یقین سا ہو گیا تھا کہ بادشاہ سلامت میری عزت کی لاج رکھنے ضرور آئیں گے۔ چنانچہ شگفتلہ نے گھر آ کر والدین کو تیاری کا حکم دیا وہ مزید پریشان ہوئے مگر شگفتلہ نے انہیں حوصلہ دیا۔ عین شادی کے دن شگفتلہ دلہن بن کر ڈولے میں بیٹھی اور کوتوال کے محل کی طرف رخصت ہوئی ادھر کوتوال آج بڑے فاخرانہ لباس کے ساتھ محل کے دروازے پر آیا اور فقیروں محتاجوں میں اشرفیاں اور دولت نچھاور کرنے لگا اتنے میں ایک پرانے لباس میں ایک فقیر نے نظریں جھکا کر کوتوال سے کہا آج مجھے کچھ خاص سخاوت کر دو کیونکہ آج تم بہت خوش ہو کوتوال نے اس کو ہاتھ بھر کر دیا اس فقیر نے پھر نظر اٹھا کر چہرے سے پردہ اٹھا کر دوبارہ آواز دی کہ کوتوال آج تم بہت خوش ہو کچھ اور دے جاؤ کوتوال نے اس فقیر کے دوبارہ اصرار پر جب نظر ملا کر غور سے اس فقیر کی طرف دیکھا تو ہندوستان کا بادشاہ عزت پناہ اورنگ زیب عالمگیر بذات خود فقیر کے روپ میں اس کے سامنے کھڑا تھا کوتوال کے پاؤں تلے سے زمین نکل گئی اور وہ تھر تھر کانپنے لگا۔ اتنے میں بادشاہ کے فوجی دستے بھی وہاں آ پہنچے جن کو وہ حکم دے کر خود گھوڑے پر جلدی وہاں پہنچ گیا تھا۔ بادشاہ نے اس کو عبرت ناک سزا دینے کے لئے فوجیوں کو فوراً حکم دیا کہ اس عیاش نے اسلامی حکومت کی عزت پر حملہ کیا ہے اور اسلام کو غیروں کے سامنے رسواء کرنے کی جسارت کی ہے دو مست ہاتھیوں کے پاؤں کے ساتھ زنجیروں سے باندھ کر دونوں کو ابھی سب کے سامنے مخالف سمت میں دوڑا دیا جائے تا کہ سب لوگ اسلام کے اس گستاخ کا عبرت ناک انجام اپنی آنکھوں سے

marfat.com

دیکھیں چنانچہ فوراً کوتوال کو دو ہاتھیوں کے پاؤں کے ساتھ زنجیروں سے باندھ کر ہاتھیوں کو مخالف سمت میں دوڑا دیا گیا اس کا یہ عبرت ناک انجام دیکھ کر لوگوں نے اسلام کے عدل کی عظمت اور اسلامی قانون کو ہر خاص و عام کے لئے موثر اور مفید ہوتے دیکھ لیا۔

اس کوتوال کے انجام سے فارغ ہو کر بادشاہ فوراً شکنتلہ کے گھر اسے عزت سے واپس لے کر گیا اور کہنے لگا بیٹی مجھے جلدی سے پانی پلاؤ میں اس دن سے پیاسا ہوں جب سے میں نے شکنتلہ سے اس کا مسئلہ سنا تھا اور قسم کھائی تھی کہ جب تک اس مظلوم برہمن کو انصاف نہ دلوا دوں گا پانی نہیں پیوں گا۔ پنڈت نے فوراً بادشاہ کو ساتھ ہی ایک چبوترے پر رکھے ہوئے پانی کے برتن کی طرف اشارہ کیا کہ بادشاہ سلامت آپ اطمینان سے وضو کریں اور پانی پیئں ہم نے آپ کے انتظار میں آپ کی نماز کے لئے ایک صاف چبوترے کا انتظام بھی کر دیا تھا ہمیں معلوم تھا آپ ہماری مدد کے لئے ضرور آئیں گے بادشاہ نے اس چبوترے پر وضو کر کے نماز پڑھی اور ایک تختی وہاں لگوا دی کہ اس مسجد کے متولی ہمیشہ اس خاندان کے برہمن ہی رہیں گے۔ چنانچہ دریائے گنگا کے کنارے وہ مسجد آج بھی موجود ہے جس کا نام ''دھریا کی مسجد'' ہے اور اس کے متولی اسی خاندان کے برہمن ہیں۔ جو اسلامی قانون کی نظر میں عورت کی عزت کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

قانونی رخصتیں اور آسانیاں:

عورت وہ مدرسہ اور پہلی درس گاہ ہے اگر یہ اپنے آپ کو اچھی طرح تیار کر لے تو پھر یہ اپنی گود میں کھیلنے والی ایسی قوم تیار کر سکتی ہے جن کی قلموں سے نکلی ہوئی روشنائی کو شہیدوں کے خون سے تولا جاتا ہے اور ایسی قوم تیار کر سکتی ہے جن کے پسینے کے بھی قطرے پاکیزہ اور مقبول بارگاہ بن جاتے ہیں اور ایسی قوم تیار کر سکتی ہے جن کے پاکیزہ افکار سے اقوام عالم امن اور بھائی چارے کی ڈور میں مساوی حقوق کے ساتھ بندھ جاتے ہیں مگر عصر حاضر میں مادیت زدہ سیکولر ذہنوں نے عورت کو اپنی خواہشات مادی و تجارتی مفادات اور کاروباری فروغ کے لئے استعمال کر کے حیاء عزت و آبرو کا زیور اور خاندانی پرسکون زندگی کے یادگار

marfat.com

لمحات چھین لئے ہیں اور عورت کی عزت وناموس کے تحفظ اور عصمت کی حفاظت کی تمام تدبیریں اور مضبوط شرعی قانون کے حفاظتی بند جو بھی راستے میں آسکتے تھے ان میں شکوک و شبہات اور منفی الزامات لگا کر دراڑیں ڈال دیں ہیں خاندانی محفوظ زندگی کو عورت کے لئے قید قرار دیا، گھر اور بچوں کی تربیت کے کام کو زیادتی اور دفتروں اور ہوٹلوں میں کام کو ترقی کا نام دیا، ایک سے زائد شادی کرنے کو حیوانیت اور ہر روز معصوم عورتوں کی عزتوں سے کھیلنا کلچر قرار دیا خاندان کے اندر شادی کو بیماری کا سبب اور جبری شادی کا نام دیا اور ہر روز ایک عورت کو طرح طرح کے شئی، بیمار ذہن والے اور کئی بیماریوں والے مردوں کے ساتھ کلچر سے مجبور ہو کر اتنا جنسی جبر برداشت کرنے کو پر اعتماد اور خوشگوار زندگی کا ابتدائی حصہ قرار دیتے ہیں اور عورت کے حیادار لباس اور پردے کو رجعت پسندی، بنیاد پرستی اور ظلمت و جہالت کا نام دیتے ہیں مگر عریانی، بے حیائی اور جسم فروشی کو جدید ترقی اور مثالی تہذیب کا نام دیا جا رہا ہے۔

عورت پر اسلام کا احسانِ عظیم:

عورت پر اسلام کے اتنے احسانات ہیں کہ اس نے عورت کی فطرت اور طبیعت کے مطابق آسان اصول اور حکمت پر مبنی قانون وضع فرمائے ہیں اور حضور نبی مکرم ﷺ نے عورت جیسے نازک آبگینوں سے ہمیشہ نرم سلوک کرنے کی تعلیمات عطا فرمائی ہیں اور ہمیشہ عورت کو مردوں کی شیطانی نظروں کے خوف و ہراس اور ان سے کھلے میل جول کی زحمت اور تکلیف سے بچانے کا حکم دیا ہے تاکہ عورت کے ذہنی، قلبی اور خاندانی سکون میں کوئی خلل نہ آئے اور عورت اپنے گھریلو، مذہبی، دینی و دنیاوی معاملات اور انسانی ذمہ داریوں کو آزادانہ طور پر بے غم ہو کر پورا کر سکے۔ اسی لیے عورت کو مرد سے جسمانی اعضاء، قوت ارادہ، خون، دل کی دھڑکن، حجم دماغ، چہرے کی آب و تاب اور آواز کی نرمی وغیرہ میں مختلف ہونے کی وجہ سے بہت سی قانونی سہولتیں اور شرعی رخصتیں عطا فرمائی ہیں جن کا خاکہ کچھ یوں بیان کیا جاتا ہے۔

marfat.com

اسلامی قانون شریعت میں
عورت کے لئے رخصتیں اور آسانیاں

اسلام نے عورت کی فطری نزاکت اور جسمانی کمزوریوں سے اسے قانون شریعت میں بہت سی آسانیاں دے کر عورت پر احسان کا عملی ثبوت دیا ہے۔

مذہبی رخصتیں:

۱۔ حیض ونفاس کے دوران نماز معاف ہے۔
۲۔ ان ایام میں روزہ نہ رکھے بلکہ قضا کرے گی۔
۳۔ حیض کے علاوہ استحاضہ والی عورت باوضو ہو کر نماز، روزہ، حج وتلاوت کر سکتی ہے۔
۴۔ مرض یا کسی عذر کی وجہ سے ظہر وعصر اور مغرب وعشاء کی نماز جمع کر کے پڑھنے کی اجازت ہے۔
۵۔ نماز اور دینی تعلیم کے لئے باپردہ مسجد میں آنے کی اجازت ہے۔
۶۔ عورت کو عورتوں کی امامت کروانے کی اجازت ہے۔
۷۔ عورت اپنے بیمار یا بوڑھے مرد کی طرف سے حج کر سکتی ہے اور مرد اس کی طرف سے کر سکتا ہے۔
۸۔ اپنے شوہر کے وصال کے بعد اس کے روزوں کی قضا ادا کر سکتی ہے۔
۹۔ حاملہ یا دودھ پلانے والی عورت اپنی یا بچے کی تکلیف کے خوف سے روزہ توڑ سکتی ہے۔
۱۰۔ حاملہ عورت تکلیف کی صورت میں بیٹھ کر نماز پڑھ سکتی ہے۔

فقہی رخصتیں:

۱۔ حیض ونفاس والی عورت کا جسم ولعاب پاک ہے۔

marfat.com

۲۔ ان ایام کے دوران ذکر الٰہی اور عید کی تکبیرات پڑھ سکتی ہے۔
۳۔ حج وعمرہ کے لئے مانع حیض گولیاں استعمال کر سکتی ہے۔
۴۔ تعلیم کی غرض سے مجبوراً غلاف کے ساتھ قرآن پاک کو بے وضو بھی پڑھنے کی اجازت ہے۔
۵۔ سخت سردی اور مرض کی وجہ سے وضو کی بجائے تیمم کر سکتی ہے۔
۶۔ دستانے پہن کر نماز پڑھنے کی اجازت ہے۔
۷۔ شوہر اور بیوی ایک دوسرے کے استعمال شدہ پانی والے برتن میں وضو غسل کر سکتے ہیں۔
۸۔ روزہ کی حالت میں آنکھوں میں سرمہ و کاجل ڈال سکتی ہے۔
۹۔ عام معمول کے مطابق پہننے والے زیور پر زکوٰۃ نہیں لگتی ہے۔
۱۰۔ عورت اپنے شوہر کی میت کو غسل دے سکتی ہے۔

معاشرتی رخصتیں:

۱۔ ضرورت اور مجبوری کے تحت گھروں سے پردے کے ساتھ نکلنے کی اجازت ہے۔
۲۔ نکاح وشادی کے اعلان کے لئے دف بجانے کی اجازت ہے۔
۳۔ عورت کا شادی کے لئے چھوئے بغیر لڑکے کو دیکھنے کی اجازت ہے۔
۴۔ حیض ونفاس والی عورت کے ہاتھ کا پکایا ہوا منہ کا کھایا پیا ہوا کھانا پاک اور جائز ہے۔
۵۔ عورت کے ذبح کئے ہوئے حلال جانور کا گوشت کھانا جائز ہے۔
۶۔ زینت کے لئے بیٹی کے کان چھیدنا اور زیورات پہننا جائز ہے۔
۷۔ رضاعی بھائی سے خلوت میں اکیلے بیٹھنا جائز ہے۔
۸۔ خاوند کے فوت ہونے پر چار ماہ تک اور کسی عزیز ترین رشتہ دار کی وفات پر تین دن سوگ منانا اور غم کرنا جائز ہے۔
۹۔ کسی فتنے سے پرہیز کے ساتھ عورت کا قبروں کی زیارت کرنا جائز ہے۔

marfat.com

۱۰۔ عورت پر جہاد کرنا واجب نہیں ہے۔

خاندانی رخصتیں:

۱۔ شوہر کے لئے بننا سنورنا اور زینت اختیار کرنا جائز ہے۔
۲۔ حیض ونفاس کی حالت میں عورت کے ساتھ لیٹنا جائز ہے مگر خاص صحبت کرنا منع ہے۔
۳۔ اپنے شوہر کے تمام بدن کو دیکھنے کی اجازت ہے۔
۴۔ کسی شرعی، تعلیمی وطبی ضرورت کے تحت میاں بیوی کے پوشیدہ معاملات کا بتانا جائز ہے۔
۵۔ عورت کی کسی خطرناک مرض اور جانی وجسمانی نقصان کے یقینی خطرے کی وجہ سے خاندانی منصوبہ بندی (ضبط ولادت) جائز ہے۔
۶۔ اپنی جائز بنیادی ضروریات کے لئے شوہر کے مال سے بلا اجازت کچھ خرچ کرنا جائز ہے۔
۷۔ بغیر غسل کے حالت جنابت میں بچے کو دودھ پلانا جائز ہے۔
۸۔ دودھ پیتے بچے کے کپڑوں پر پیشاب کرنے کو معمولی پانی ڈال کر صاف کرنا کافی ہے دھونے کی ضرورت نہیں۔
۹۔ خاوند کی اجازت سے نفلی روزے رکھنا جائز ہے۔
۱۰۔ غریب اور مستحق خاوند کو اپنے زیورات اور مال کی زکوٰۃ دینا جائز ہے۔

شخصی رخصتیں:

۱۔ نکاح کے وقت عورت کو طلاق، عدم نکاحِ ثانی اور رہائش وغیرہ کے ساتھ نکاح مشروط کرنے کی اجازت ہے۔
۲۔ بغیر کسی اطلاع اور وجہ کے چار سال تک خاوند کے غائب ہونے کی وجہ سے عدالت سے طلاق لے کر دوسرا نکاح کرنے کی اجازت ہے۔
۳۔ مکمل پردے اور خاص مقصد کے ساتھ عورت کو کھیلوں میں شرکت کی اجازت ہے۔

marfat.com

۴۔ ضرورت اور مجبوری کے وقت اپنا دودھ فروخت کرنے کی اجازت ہے۔

۵۔ خطرے اور ضرورت کے تحت عورت کو اپنا چہرہ چھپانے کی اجازت ہے۔

۶۔ عورت کو اپنے مرد کی مسواک کرنے اور چیز استعمال کرنے کی اجازت ہے۔

۷۔ مرد ڈاکٹر کو انتہائی ضرورت کے تحت عورت کو دیکھنے کی اجازت ہے۔

۸۔ کسی مرض یا عزت و آبرو کے خوف سے بچنے کے لئے عورت کو سر منڈوانے کی اجازت ہے۔

۹۔ سفر کی حالت میں عورت کو عبادات میں سہولتیں حاصل ہیں۔

۱۰۔ مختلف مذہبی اعمال اور پروگراموں کو پردے کے ساتھ منظم کرنے کی اجازت ہے۔

تمت بالخیر

وَمَا عَلَيْنَا اِلَّا الْبَلٰغُ الْمُبِيْنُ

marfat.com

علماء، خطباء اور طلباء کیلئے بہترین جامع اور مدلل مجموعۂ مواعظ

نورانی مواعظ

مختصر تعارف

از: استاذ العلماء حضرت علامہ مولانا نور محمد قادری چشتی مدظلہ العالی

حصہ اول

تخلیقِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، والدین کریمین کا اسلام، ولادت باسعادت، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل وخصائل، حلیہ مبارک اور اخلاقِ حسنہ،

حصہ دوم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بچپن اور عہد شباب، مکہ میں دعوت وتبلیغ کا آغاز اور کفار ومشرکین کے مظالم، واقعہ معراج کی شان وعظمت اور حکمت وفلسفہ، مدینہ میں اسلام کی اشاعت، ہجرت، مواخات اور تعمیرِ مسجدِ نبوی علی صاحبہا

حصہ سوم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان پرور معجزات، عقیدۂ ختم نبوت اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حقِ شفاعت قرآن وحدیث کی روشنی میں، آیاتِ متشابہات سے شبہات کا ازالہ، حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرضِ وصال

حصہ چہارم

فضائل اہل بیت، سیدۃ کائنات، ازواج مطہرات، حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کے تفصیلی حالات اور فضائل ومناقب، یزید کے احوال اور واقعہ کربلا کا مفصل بیان

حصہ پنجم

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن وحدیث کی روشنی میں: سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا مولا علی اور سیدنا امیر معاویہ رضی اللہ عنہم اجمعین کے حالاتِ زندگی اور فضائل ومناقب کا بیان

حصہ ششم

اولیاء کرام کی شان وعظمت قرآن وحدیث کی روشنی میں، امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور سیدنا غوثِ اعظم شیخ عبد القادر جیلانی رضی اللہ عنہم اجمعین کے حالاتِ زندگی، رتبۂ علم وولایت، اخلاق اور کرامات، فضائل کا بیان

مکتبہ نوریہ رضویہ ۔ گلبرگ اے ۔ فیصل آباد

marfat.com

صاحب طرز ادیب، شعلہ نوا خطیب اور صدارتی ایوارڈ یافتہ سیرت نگار

ظفر محمد ندیم باری

کی آسان، مختصر، منفرد، مستند، شہرہ آفاق کتب سیرت

اخلاق رسول

ابتدائی، بنیادی اور تعارفی صدارتی ایوارڈ یافتہ کتاب سیرت۔ دور جدید اور نسل نو کے تقاضوں کے عین مطابق۔ رسول پاک ﷺ کے اخلاقی اوصاف کا بیان، قرآن حدیث اور سنت کی روشنی میں اور بالترتیب حروف ابجد اردو میں ستائیس ایڈیشن کے بعد انگلش اور متعدد دیگر قومی زبانوں میں تراجم اسکی انتہائی مقبولیت کی روشن دلیل ہیں۔

انگریزی ترجمہ

"MUHAMMAD-THE BEST OF MUMANITY"

محمد ﷺ معلم اخلاق

شہرہ آفاق کتاب سیرت "اخلاق رسول ﷺ" کا دوسرا حصہ۔ رسول پاک ﷺ کے مزید اوصاف حمیدہ کا ذکر جمیل۔ جناب ندیم باری کے منفرد اور موثر انداز میں ثانوی کتاب سیرت ایک انتہائی خوبصورت پیشکش جس کے مطالعے کے بغیر "اخلاق رسول ﷺ" کا لطف مکمل نہیں ہوتا۔ یہ کتب نئی نسل کی کردار سازی کیلئے نصاب کا درجہ رکھتی ہیں۔

محمد ﷺ سب سے اچھے

خلاباز، امن پسند، لیڈر، آرکیٹیکٹ، ٹاؤن پلانر، سفارتکار، ایڈمنسٹریٹر، کمانڈر، معیشت ساز، ضامن، ویمن رائٹس و محافظ ہیومن رائٹس وغیرہ۔ ان عنوانات سے ظاہر ہے کہ زندگی کے ہر شعبے میں ہمارے راہبر و رہنما رسول پاک ﷺ ہیں۔

جدید اصطلاحات میں آج کے اہم ترین موضوعات پر مشتمل ایک تازہ کتاب سیرت۔

اس نایاب کتاب کا انگریزی ترجمہ "BEST OF THE BEST" کے عنوان سے جناب عبد الباسط کیل ڈی سی اوبکر کے قلم سے دستیاب ہے۔ جسے یورپ میں ہاتھوں ہاتھ لیا جا رہا ہے۔ اور اس کے بین الاقوامی زبانوں میں مسلسل تراجم ہو رہے ہیں۔ بلاشبہ یہ دور جدید کے تقاضوں سے ہم آہنگ انتہائی اہم اور مفید کتاب سیرت ہے۔

آدب رسول پاک

اس دور میں کہ جب ہر کس ناکس کو دعویٰ عشق رسول ﷺ ہے۔ سارے زمانے کو ادب و احترام رسول ﷺ سے آگاہ کرنے کی مبارک کاوش، اس اہم ترین موضوع پر شاید پہلے سے ایسی کتاب موجود نہیں اسلئے اس کا مطالعہ ہر مسلمان پر فرض ہے اور ہر گھر میں موجود ہونا لازمی ہے

(زیر طبع)

محبت واطاعت رسول

بے زبان جانوروں اور بے جان چیزوں کی محبت رسول ﷺ کا بیان جو صرف اور صرف اطاعت سے اپنے عشق رسول ﷺ کا اظہار کرتی ہیں زبانی کلامی دعوے کرنے والے انسانوں کیلئے انتہائی سبق آموز کتاب جناب ندیم باری کے پر تاثیر اور عقیدت گزار قلم سے ایک مختصر مگر انتہائی دلچسپ کتاب سیرت۔ اس موضوع پر بالکل نئی اور نادر کتاب ایمان کی تازگی کیلئے انتہائی موزوں۔

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

☎ 041-626046

marfat.com

علامہ سید محمد سعید الحسن شاہ صاحب

کی مستند و جامع تصانیف

سیرت امام الانبیاء ﷺ

(قرآن و بائبل کی روشنی میں)

• قرآن کریم • احادیث مبارکہ • توراۃ • زبور
• انجیل • صحائف انبیاء اور اخبارات و جرائد کے سینکڑوں
حوالہ جات سے مزین کتاب۔ ایک مستند تاریخی دستاویز

رہبر زندگی مع طب نبوی ﷺ

• رہبر کائنات ﷺ کے اعضائے مبارک کے حسن و جمال کا تذکرہ
• روزمرہ کے معمولات پر بحث • پسندیدہ مشروبات و ماکولات
کی تفصیل • مختلف جسمانی و روحانی امراض کا طبی علاج بھی
کتاب ہذا میں ملاحظہ فرمائیے۔

خاندان مصطفیٰ ﷺ

کتاب ہذا میں رسول عربی ﷺ کے رشتہ داروں اور اعزہ و اقارب کے علاوہ
آپ کے دیگر متعلقین مثلاً • رضاعی رشتہ دار • ہم شکل • مدنی نجیب • خلفاء راشدین
• کاتبان وحی • بارگاہ اقدس کے مقتیان معظم • خطباء کرام • موذنین ذی وقار
حضور ﷺ کے مقرر فرمودہ عہدیداران مملکت اور دربار رسالت مآب ﷺ کی طرف
سے شاہان زمانہ کے نام لکھے گئے خطوط کی تفصیلات مکمل سند و حوالہ کے ساتھ قلم بند کی گئی ہیں

صلوٰۃ الرسول ﷺ یعنی امام الانبیاء کی نماز

• کیا حنفی نماز سنت مصطفےٰ ﷺ کے عین مطابق ہے؟
• بار بار رفع یدین نہ کرنے، بلند آواز سے آمین نہ کہنے اور بیس رکعت نماز
تراویح کا کیا ثبوت ہے؟
• بخاری و مسلم و دیگر کتب احادیث کے ہوتے ہوئے فقہ کی کیا ضرورت ہے؟
• ان سوالوں کا تفصیلی جواب جاننے کے لئے کتاب ہذا کا مطالعہ فرمائیے!

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد

marfat.com

صاحب طرز ادیب، شعلہ نوا خطیب اور صدارتی ایوارڈ یافتہ سیرت نگار

فقیر محمد ندیم باری

کی آسان، مختصر، منفرد، مستند، شہرہ آفاق کتب

اخلاق صدیق اکبرؓ

خلیفہ اول اور یار غار رسول ﷺ کی اخلاقی صفات کا قرآن و حدیث اور سنت کی روشنی میں دل پذیر بیان۔ اظہار عقیدت کا ایک نیا اسلوب۔ ندیم باری کے مخصوص انداز، سادہ الفاظ میں ایک گرانقدر پیشکش جو فرقے تفرقے سے پاک۔ سب کے لائق مطالعہ ہے۔

اخلاق بتول فاطمہؓ

بنت رسول ﷺ اور سردار خواتین جنت کی اخلاقی صفات کا ذکر جمیل۔ انتہائی آسان الفاظ میں اور پر تاثیر انداز میں بچوں کی اخلاقی تربیت کا بنیادی نصاب۔ فرقہ واریت سے بالاتر، حقیقت اور عقیدت کا حسین امتزاج، بطرز اخلاق رسول ﷺ۔ جناب ندیم باری کا تابندہ شاہکار

اخلاق حسینؓ

شاہکار تربیت رسول ﷺ اور سردار نوجوان جنت کے سیرت و اخلاق پر پہلی کتاب
اخلاق حسینؓ کے عظیم موضوع پر یہ پہلی اکلوتی کاوش ہے جسے ہر فرقے اور ہر مسلک کے لوگوں نے پسند کیا ہے۔
جناب ندیم باری کی جدت طبع کا باکمال شاہکار جس میں اخلاق رسول ﷺ کی ایک نمایاں جھلک نظر آتی ہے
اس سے ملت اسلامیہ کے اتحاد کا پیغام ملتا ہے کہ حسینؓ سب کے ہیں اور بے شک وہ اخلاق کی اعلیٰ ترین بلندیوں پر فائز تھے جس کی بدولت انہیں شہادت عظمیٰ نصیب ہوئی۔

اخلاق قائداعظمؒ

بابائے قوم اور بانی پاکستان کے اخلاقی اوصاف کا بیان بے شک ان کا کردار ہر پاکستانی کیلئے نمونے اور ہر قیادت کیلئے آئینے کی حیثیت رکھتا ہے۔
جناب ندیم باری کی جودت طبع اور ندرت بیان کا بے مثال شاہکار

روشن باتیں

"TRUTH IN STORIES"
ابتدائی قاعدہ سیرت رسول ﷺ
بچوں کیلئے کہانیوں کی صورت میں

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

☎ 041-626046

marfat.com

علماء وخطباء اور عوام الناس کیلئے مفید اور نایاب سلسلہ

کنز الخطیب

بارہ جلدوں پر مشتمل

استاذ العلماء

حضرت علامہ

محمد دین چشتی گولڑوی صاحب

نئی مایہ ناز تصنیف

ماہ محرم الحرام	حصہ اول	محرم الحرام شریف سے متعلق بارہ خطبوں پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ صفر المظفر	حصہ دوم	ولایت کا تعارف اور ماہ صفر میں وصال پانے والے چند اولیاء اللہ کے حالات پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ ربیع الاول	حصہ سوم	میلاد سرکار دو عالم ﷺ پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ ربیع الثانی	حصہ چہارم	علامات محبت اولیاء اللہ اور حضور شیخ عبد القادر جیلانی کے حالات پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ جمادی الاولیٰ	حصہ پنجم	مقصد تخلیق اور نماز پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ جمادی الاخریٰ	حصہ ششم	جمادی الاخری کا تعارف اور سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہ کی شخصیت کے پہلوؤں پر	بارہ وعظ
ماہ رجب	حصہ ہفتم	معراج النبی ﷺ کے علاوہ امام اعظم ابو حنیفہؒ خواجہ اجمیریؒ اور دیگر موضوعات پر	بارہ وعظ
ماہ شعبان المعظم	حصہ ہشتم	فضائل شعبان، فضائل زکوٰۃ، تحویل قبلہ اور محدث اعظم پاکستان مولانا سردار احمدؒ اور دیگر موضوعات پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ رمضان المبارک	حصہ نہم	فضائل رمضان، فضائل قرآن، فضائل لیلۃ القدر کے علاوہ حضرت علیؓ اور سیدہ فاطمہؓ اور جنگ بدر جیسے موضوعات پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ شوال المکرم	حصہ دہم	فضائل عید الفطر، فضائل صدقہ کے علاوہ حقوق والدین روح ملک الموت مومن کی موت اور ایصال ثواب جیسے اہم موضوعات پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ ذی قعدہ	حصہ یازدہم	فضائل ذیقعدہ، فضائل مدینۃ المنورہ، تعمیر کعبۃ اللہ عمرہ اور دیگر موضوعات پر مشتمل	بارہ وعظ
ماہ ذی الحجہ	حصہ دوازدہم	فضائل ذی الحجہ، فضائل ومسائل حج، عید الاضحیٰ، شہادت حضرت عثمان غنیؓ شہادت حضرت عمرؓ اور دیگر موضوعات پر مشتمل	بارہ وعظ

قرآن وحدیث اور تاریخ وتفسیر کی معتبر اور مستند کتب کے حوالہ جات سے مزین ایک نایاب و منفرد سلسلہ

آج ہی اپنے قریبی کتب خانہ سے طلب فرمائیں

مکتبہ نوریہ رضویہ گلبرگ اے فیصل آباد

marfat.com

علماء، خطباء اور طلباء کیلئے بہترین جامع اور مدلل مجموعہ مواعظ

نورانی مواعظ

مختصر تعارف

از: اُستاذ العلماء حضرت علامہ مولانا نور محمد قادری چشتی

حصہ اوّل

تخلیقِ نورِ محمدی صلی اللہ علیہ وسلم، والدین کریمین کا اسلام، ولادت باسعادت، حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے شمائل وخصائل، حلیہ مبارک اور اخلاقِ حسنہ،

حصہ دوم

حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کا بچپن اور عہد شباب، مکہ میں دعوت وتبلیغ کا آغاز اور کفار ومشرکین کے مظالم، واقعہ معراج کی شان وعظمت اور حکمت وفلسفہ مدینہ میں اسلام کی اشاعت، ہجرت، مواخات اور تعمیرِ مسجد نبوی

حصہ سوم

حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے ایمان پرور معجزات عقیدہ ختم نبوت اور آقا علیہ الصلوٰۃ والسلام کا حق شفاعت قرآن حدیث کی روشنی میں، آیاتِ متشابہات سے شبہات کا ازالہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا مرضِ وصال

حصہ چہارم

فضائل اہل بیت، سیدۃ کائنات، ازواج مطہرات، حضرت امام حسن وحضرت امام حسین رضی اللہ عنہم کے تفصیلی حالات اور فضائل ومناقب، یزید کے احوال ور واقعہ کربلا کا مفصل بیان

حصہ پنجم

فضائل صحابہ کرام رضی اللہ عنہم قرآن وحدیث کی روشنی میں، سیدنا صدیق اکبر، سیدنا عمر فاروق، سیدنا عثمان غنی، سیدنا مولا علی اور سیدنا امیر معاویہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالاتِ زندگی اور فضائل ومناقب کا بیان

حصہ ششم

اولیاء کرام کی شان وعظمت قرآن وحدیث کی روشنی میں، امام اعظم ابوحنیفہ، امام مالک، امام شافعی، امام احمد بن حنبل اور سیدنا غوث اعظم شیخ عبدالقادر جیلانی رضوان اللہ علیہم اجمعین کے حالات زندگی، رتبہ علم وولایت، اخلاق اور کرامات فضائل کا بیان

مکتبہ نوریہ رضویہ۔ گلبرگ اے فیصل آباد 041-2626046